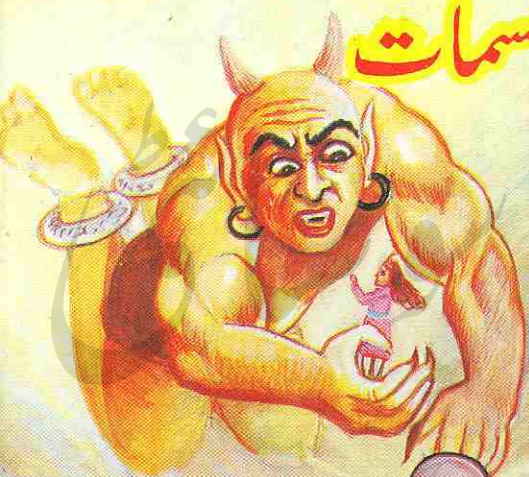


عمرو اور خفیہ طلسمات



خاص نمبر

پیارے بچوں کیلئے عمر و عمار کا حیرت انگیز اور دلچسپ کا نامہ

عمر و اور خفیہ طلسمات

خاص نمبر

ظہیر احمد

الحمد مارکیٹ
اردو بازار
لاہور

Mob: 0300-9401919

یوسف برادرز

ایک سو سائی عطی

عمرو عیار کی گدی پر ایک زوردار ہاتھ پڑا اور عمرو اچھل کر کسی تنکے کی طرح اڑتا ہوا ایک زور دار دھماکے سے فرش پر جا گرا اور اس کے منہ سے زوردار چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی گردن پر کسی نے ہاتھ کے بجائے گرز مار دیا ہو۔ اس کی آنکھوں کے سامنے رنگ برنگے تارے سے ناچ اٹھے تھے۔

”آج تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے عمرو عیار۔ آج جب تک میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری ایک ایک ہڈی نہیں توڑ دوں گی میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گی۔“ چاند تارا نے چیختے

ہوئے کہا اور پھر وہ ہتھنی کی طرح زمین پر دھم دھم پاؤں مارتی ہوئی عمرو کی طرف بڑھی اور اس نے تڑپتے ہوئے عمرو کی جھک کر گردن پکڑ لی اور اسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ مگر عمرو نے بھڑک کر اس سے اپنی گردن چھڑائی اور پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اس سے پہلے کہ چاند تارا دوبارہ اس پر چھپتی عمرو بڑے خوفزدہ اور بوکھلائے ہوئے انداز میں ہاتھوں اور پیروں کے بل چلتا ہوا اس سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ چاند تارا بیگم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے مت مارو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ ایک بار مجھے معاف کر دو۔ بس ایک بار۔ دوبارہ مجھ سے ایسی غلطی نہیں ہوگی۔“ عمرو نے اس کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر چاند تارا کا غصہ کم ہونے کی بجائے اور زیادہ بڑھ گیا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں غصے سے اور زیادہ پھیل گئی تھیں۔

”اچھا تو اب تم اپنی غلطی مان گئے ہو۔ پہلے تو تم نے کہا تھا کہ تم نے کوئی غلطی نہیں کی۔ اب معافی

مانگ رہے ہو۔ تم نے غلطی کی ہے تو اس کی معافی مانگ رہے ہو نا۔ بولو۔ کی ہے نا غلطی۔“ چاند تارا نے کولہوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے قریب آ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہاں۔ ہو گئی مجھ سے غلطی۔ مم۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں۔ تم مجھے بس معاف کر دو۔ معاف کر دو۔“ عمرو نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

”تم سے ایسی غلطی آخر ہوئی کیسے۔ بولو۔ کیوں کی تھی تم نے غلطی۔ جواب دو۔ نہیں تو میں آج سچ بچ تمہاری جان کو آجاؤں گی اور تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دوں گی۔“ چاند تارا نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے جھپٹا مار کر ایک بار پھر عمرو کی گردن دبوچ لی اور عمرو اس کے ہاتھوں میں کسی بھس بھرے پتے کی طرح سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چاند تارا کی گرفت بے حد سخت تھی۔ عمرو کا چہرہ تکلیف سے سرخ ہو گیا اور اس کی آنکھیں باہر ابل پڑیں۔

”بب۔ بیگم۔ مم۔ میری گردن۔ مم۔ میں مر جاؤں گا۔ مم۔ میں۔ میں۔“ عمرو کے منہ سے خرخراتی



ہوئی آواز نکلی۔

”مر جاؤ۔ مگر مرنے سے پہلے میں تمہارے منہ سے سچ الگوا کر ہی رہوں گی۔ بولو۔ کیا ہے سچ۔ بولو۔ جلدی بولو۔“ چاند تارا نے اسے پیچھے دیوار سے لگاتے ہوئے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ عمرو بری طرح سے ہاتھ پیر مارنے لگا۔

”بب۔ بتاتا ہوں۔ مم۔ میں سب بتا دوں گا۔ چھ۔ چھوڑ دو میری گردن۔“ عمرو نے کہا اور چاند تارا نے یکلخت اس کی گردن چھوڑ دی۔ عمرو پشت کے بل دھب سے نیچے گرا اور چوٹ لگنے سے بری طرح سے چیخ اٹھا۔ مگر چاند تارا بھلا اتنی آسانی سے اس کا پیچھا کہاں چھوڑنے والی تھی۔ جیسے ہی عمرو نیچے گرا۔ چاند تارا نے لپک کر اس کی ایک ٹانگ پکڑ لی۔ اس سے پہلے کہ عمرو کچھ سمجھتا چاند تارا نے زور وار جھٹکا دے کر اسے نیچے گرایا اور پھر اسے ایک ٹانگ سے پکڑ کر کھینچنے لگی۔

”چلو۔ چلو کمرے میں۔ میں کمرے میں چل کر تم سے پوچھتی ہوں۔“ اس نے عمرو کو بے دردی سے

کھینچتے ہوئے کہا۔ یہ تو عمرو کی قسمت اچھی تھی کہ چاند تارا کے محل کا فرش چکنا تھا۔ جس پر عمرو آسانی سے گھسٹا جا رہا تھا۔ اگر فرش اینٹوں کا یا کھردرا ہوتا تو عمرو اب تک بری طرح سے چھل گیا ہوتا۔ چاند تارا نے ایک کمرے میں آ کر عمرو کو جھٹکے سے اندر اچھال دیا اور پلٹ کر دروازہ بند کرنے لگی۔

عمرو فرش پر پھسلتا ہوا دور دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے منہ سے پھر چیخ نکلی مگر وہ اپنی تکلیف برداشت کرتا ہوا جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مارے خوف کے اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا اور جس طرح چاند تارا نے اسے کمرے میں لا کر پٹا تھا۔ عمرو کو صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس کی اچھی خاصی درگت بنتے والی ہے۔

چاند تارا نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھائی اور پلٹ کر عمرو کی جانب قہر بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

”ارے۔۔۔ تہ۔۔۔ تم نے دروازہ کیوں بند کر دیا۔ مم۔ میں تمہیں سچ بتا تو رہا ہوں۔“ عمرو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ چاند تارا نے دروازے کے کونے پر پڑی ہوئی چھڑی اٹھائی اور اسے لہراتے ہوئے عمرو کی طرف

بڑھنے لگی۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔“ عمرو نے خوف بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نظر نہیں آتا۔ اندھے ہو۔ یہ چھڑی ہے۔ چھڑی۔“ چاند تارا نے چھڑی لے کر اس کے سر پر پھینچتے ہوئے کہا۔

”چھ۔ چھڑی۔ اس سے تم کیا کرنے والی ہو۔“ عمرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”آج اس سے میں تمہاری دھنائی کروں گی۔“ چاند تارا نے چھڑی کو مضبوطی سے پکڑ کر ہوا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ کک۔ کیا کر رہی ہو۔ پیچھے ہٹاؤ۔ چھڑی پیچھے ہٹاؤ۔ مم۔ میں تمہیں بتا تو رہا ہوں نا۔“ عمرو نے گھبرا کر کہا۔

”تو بتاؤ۔ کیا ہے سچ۔ سردار امیر حمزہ نے مجھے دینے کے لئے تمہیں کتنے گہنے اور اشرفیوں کی کتنی تھیلیاں دی تھیں۔ اس بار سچ بولنا۔ سمجھے۔ اگر اب بھی تم نے جھوٹ بولنے کی غلطی کی تو میں تمہیں اس چھڑی سے

چاند تارا کو یکدم غصہ آگیا تھا اور اس نے عمرو کو چھڑی سے بری طرح سے مارنا شروع کر دیا تھا۔

”جھوٹ۔ پھر جھوٹ۔ تم میرے سامنے جھوٹ بولنے سے پھر باز نہیں آرہے۔ ٹھہرو۔ آج میں نکالتی ہوں تمہارا جھوٹ۔“ چاند تارا نے غصے سے پھرے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ عمرو کو چھڑی سے مارنا شروع ہو گئی۔ چھڑی مضبوط تھی۔ عمرو کو جہاں پڑتی وہ بلبلا کر رہ جاتا۔

”بب۔ بس کرو۔ خدا کے لئے بیگم۔ بس کرو۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ سردار امیر حمزہ نے تمہیں دینے کے لئے یہی کچھ دیا تھا۔“ عمرو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”پھر جھوٹ۔ میرے سامنے جھوٹ۔“ چاند تارا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ تیزی سے چلنے لگا۔ عمرو اس سے بچنے کے لئے ادھر ادھر اچھل کود رہا تھا مگر چاند تارا اسے کسی طرف سے بچ نکلنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔ دروازہ بھی اندر سے بند تھا ورنہ عمرو وہاں سے نکل جاتا۔

دھنک کر رکھ دوں گی۔ مار مار کر تمہارا ایسا حشر کروں گی کہ تم میرے سامنے زندگی بھر جھوٹ نہیں بولو گے۔“ چاند تارا نے کہا۔

”اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارنا۔ مار مار کر پہلے ہی تم میرا حشر کر چکی ہو۔ میں نے تم سے جھوٹ بولنے کی غلطی کی تھی۔ اب میں کوئی غلطی نہیں کروں گا۔ میں تمہیں سچ سچ بتا دوں گا کہ سردار امیر حمزہ نے تمہارے لئے کتنے گہنے اور اشرفیوں کی کتنی تھیلیاں مجھے دی تھیں۔“ عمرو نے گھگھکیاتے ہوئے کہا۔

”تو بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ اور سارے گہنے اور اشرفیوں کی ساری تھیلیاں نکال کر مجھے دو۔ فوراً۔“ چاند تارا نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ سردار امیر حمزہ نے تمہیں دینے کے لئے مجھے دو ہار، دو کنگن، جھمکوں کی دو جوڑیاں اور اشرفیوں کی تین تھیلیاں دی تھیں۔“ عمرو نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چاند تارا کا چھڑی والا ہاتھ حرکت میں آیا اور عمرو کی بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور پھر اس کی چیخیں تیز ہوتی چلی گئیں۔

سردار امیر حمزہ کے کہنے پر عمرو آج ہی یمن سے واپس آیا تھا۔ اس کی واپسی پر چاند تارا بے حد خوش ہوئی تھی اور اس نے عمرو کی خوب آؤ بھگت کی تھی۔ چاند تارا اس سے جس عزت سے پیش آرہی تھی اس سے عمرو کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں۔ مگر چاند تارا نے اس پر کوئی شبہ نہیں ہونے دیا تھا۔ آخر وہ بھی عمرو کی بیوی تھی۔ اس نے عمرو کو یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ وہ اس کا مجازی خدا ہے۔ اور پھر وہ ایک برس بعد اس کے پاس واپس آیا ہے۔ اس لئے اس کی خوب آؤ بھگت کرنا چاہتی ہے۔

عمرو یہ جان کر خوش ہو گیا تھا کہ اس کی موٹی بھینس جیسی بیوی کو آخر کار سمجھ آگئی ہے کہ وہ اس کا شوہر ہے اور شوہر کی عزت کیسے کی جاتی ہے۔ آؤ بھگت اور خوب عزت کرنے کے بعد جب چاند تارا نے اسے پاس بٹھا کر بڑے پیار سے پوچھا کہ سردار امیر حمزہ نے اس کے لئے کیا بھیجا ہے تو عمرو کا یلکھت دل دھڑک اٹھا۔

سردار امیر حمزہ نے چاند تارا کو اپنی بیٹی بنا رکھا تھا

اور وہ جب بھی عمرو کو اس کے پاس بھیجتے تھے اسے چاند تارا کو دینے کے لئے زیورات اور اشرفیوں کی تھیلیاں ضرور دیتے تھے۔ جن میں سے عمرو چاند تارا کو چند ہی چیزیں دیتا تھا اور باقی سب خود ہضم کر جاتا تھا۔

اس بار عمرو چونکہ ایک سال بعد واپس آیا تھا اس لئے سردار امیر حمزہ نے اسے چاند تارا کو دینے کے لئے بہت سے زیورات کے تحفے اور اشرفیوں کی دس تھیلیاں دی تھیں۔ عمرو چونکہ سردار امیر حمزہ سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اس لئے وہ چاند تارا کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتا تھا۔ سردار امیر حمزہ عمرو کی اس حرکت سے بخوبی واقف تھے مگر انہوں نے آج تک عمرو سے کچھ نہ کہا تھا۔

اب جب چاند تارا نے عمرو سے پوچھا تو عمرو نے دھڑکتے دل سے ایک ہار، ایک انگوٹھی اور اشرفیوں کی ایک تھیلی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی تھی۔ جیسے ہی عمرو نے یہ سب چاند تارا کے سامنے رکھا چاند تارا یلکھت غصے میں آگئی۔ اس نے کہا کہ بس، سردار

امیر حمزہ نے اسے اتنا ہی بھیجا ہے۔ تو عمرو نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے چاند تارا اس پر چڑھ دوڑی اور پھر عمرو کی شامت آگئی۔ چاند تارا نے عمرو کی ایسی دھنائی کی کہ آخر کار عمرو اس کے سامنے ہاتھ جوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ اور چاند تارا اسے بھلا آسانی سے کہاں چھوڑنے والی تھی۔ عمرو نے اسے جو بتایا تھا وہ اسے سچ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی اور اسے چھڑی سے پیٹے جا رہی تھی۔

”اب مجھے کیوں مار رہی ہو بیگم۔ اب میں نے سچ بتا تو دیا ہے۔ اور میں تم سے اپنی غلطی کی معافی بھی مانگ چکا ہوں۔ اس کے باوجود تم مجھ پر چھڑی برسائے ہو۔ کیوں۔“ عمرو نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر چاند تارا کا ہاتھ رک گیا اور وہ بری طرح سے ہانپتے ہوئے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

”اس لئے کہ تم اب بھی جھوٹ بول رہے ہو۔ جب تک تم سچ نہیں بولو گے میں تمہاری اسی طرح دھنائی کرتی رہوں گی۔“ چاند تارا نے غصے سے

کہا۔

”ہونہہ۔ تمہیں آخر میری باتوں پر یقین کیوں نہیں آ رہا۔ اب اس سچ کے سوا اور میں تمہیں کون سا سچ بتاؤں۔“ عمرو نے مسکسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

”میرے سامنے یہ اداکاری مت کرو۔ سمجھے تم۔ اگر تم عمرو عیار ہو تو یہ مت بھولو کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔“ چاند تارا نے اسے ایک بار پھر چھڑی رسید کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جو سچ ہے۔ وہ تم ہی بتا دو۔ مار مار کر تم میرا ستیاناس کیوں کر رہی ہو۔“ عمرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھ سے سننا چاہتے ہو سچ۔ بولو۔ میں بتاؤں تمہیں سچ۔“ چاند تارا نے اس کے سامنے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم ہی بتاؤ۔ تمہیں کیسے یقین آئے گا کہ میں سچ بول رہا ہوں۔“ عمرو نے کراہ کر کہا۔

”جب تم گھر آئے تھے تو میں کہاں تھی۔“ چاند

تارا نے اسے خطرناک انداز میں اور تیوروں پر بل ڈال کر غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم شاید کسی ہمسائی کے گھر تھیں یا کسی سہیلی کو ملنے گئی تھی۔“ — عمرو نے کہا۔

”ہاں۔ میں ایک سہیلی کے گھر میں تھی۔ اس سہیلی کا نام کیا ہے جانتے ہو۔“ — چاند تارا نے کہا۔

”مجھے کیا معلوم۔ تم مجھے بتا کر تو نہیں گئی تھی۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”میں ام کلثوم کے گھر تھی۔“ — چاند تارا نے کہا۔

”ام کلثوم۔ کون ام کلثوم۔ میں تو کسی ام کلثوم کو نہیں جانتا۔“ — عمرو نے حیران ہو کر کہا۔ اسے یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اچانک چاند تارا نے بات کو کس رخ پر پلٹا دیا تھا۔

”اس کے شوہر حسان بن جالب کو تو جانتے ہو نا تم۔“ — چاند تارا نے کہا۔

”حسان بن جالب۔“ — عمرو نے نام دہراتے ہوئے کہا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر حیرت لہرائی

اور پھر وہ اچانک اس بری طرح سے اچھلا جیسے چاند تارا بیگم نے اس بار کوئی ہتھوڑا اس کے تنگے پیر پر مار دیا ہو۔

”کچھ یاد آیا۔ یا اب بھی کچھ اور یاد دلانے کی ضرورت ہے۔“ — چاند تارا نے اسے اچھلتے دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔ حسان بن جالب کا سن کر عمرو عیار کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔

حسان بن جالب سردار امیر حمزہ کے لشکر کا نائب سالار تھا۔ اور یہ اتفاق تھا کہ وہ بھی یمن کا رہنے والا تھا۔ سردار امیر حمزہ کے کہنے پر وہ اور عمرو ایک ساتھ ہی یمن سے آئے تھے اور یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ سردار امیر حمزہ نے عمرو کو اپنی بیوی چاند تارا کو دینے کے لئے جو تحائف دیئے تھے وہ حسان بن جالب کے سامنے ہی دیئے تھے۔ عمرو کے ذہن میں یکنخت چیونٹیاں سی ریٹگنا شروع ہو گئیں۔ چاند تارا حسان بن جالب کے گھر تھی اور اس کی بیوی چاند تارا کی سہیلی تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ حسان بن جالب نے اپنی بیوی کو بتا دیا تھا کہ عمرو کو سردار امیر حمزہ نے اپنی بیوی چاند تارا کے لئے

کیا تحائف بھیجے ہیں۔ اب عمرو کو چاند تارا کی آؤ بھگت، اس کی عزت کرنے کا مطلب اور پھر مرمت کرنے کا مطلب بخوبی سمجھ آ گیا تھا۔ عمرو چاند تارا کو جو کچھ دے رہا تھا وہ سردار امیر حمزہ کے دیئے ہوئے تحفوں سے کہیں کم تھا۔ اور چونکہ چاند تارا سب کچھ جانتی تھی اس لئے وہ عمرو کے ساتھ اس بری طرح سے پیش آرہی تھی۔ اب عمرو کے ہاتھ پاؤں بری طرح سے پھول گئے اور وہ خوف اور گھبراہٹ سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کا یہ خوف اور گھبراہٹ اس وجہ سے نہیں تھی کہ چاند تارا اس کا کیا حشر کرے گی بلکہ یہ خوف اور گھبراہٹ اس لئے تھی کہ اب اسے ہر صورت میں چاند تارا بیگم کو وہ سب چیزیں دینا پڑیں گی جو سردار امیر حمزہ نے اس کے لئے بھیجی تھیں۔

”اوہ۔ وہ بیگم۔ وہ۔ وہ۔“ عمرو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”لگتا ہے۔ اب تمہاری عقل ٹھکانے پر آگئی ہے۔ چھڑی کی مار نے تمہارے دماغ سے جھوٹ کا گرد و غبار صاف کر دیا ہے۔ اب بولو۔ جھوٹ بول سکتے ہو اب۔“

سردار امیر حمزہ نے میرے لئے جو تحفے بھیجے ہیں وہ سب شرافت سے میرے حوالے کر دو۔ ورنہ میں مار مار کر تمہارا ایسا حشر کر دوں گی کہ تمہاری ساری عیاری تمہاری ناک کے راستے باہر آجائے گی۔“ چاند تارا نے اس کی کمر پر ایک بار پھر چھڑی رسید کرتے ہوئے کہا۔ یہ جان کر کہ چاند تارا کو سب پتہ لگ چکا ہے عمرو کا چہرہ مجھ سا گیا تھا۔

”ٹھیک ہے چاند تارا بیگم۔ جب تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ لے لو سب کچھ۔ مجھ غریب کو تم بھلا اس قدر آسانی سے کہاں چھوڑنے والی ہو۔“ عمرو نے مردہ اور بوجھل سے لہجے میں کہا۔

”میں اور تمہیں چھوڑ دوں گی۔ یہ بھول ہے تمہاری۔ پہلے تم میرے تحفے تو میرے حوالے کرو۔ اس کے بعد میں تم سے دوسرے حساب لوں گی۔“ چاند تارا نے کہا اور عمرو ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”دو۔ دوسرے حساب۔ کون سے حساب۔“ عمرو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”تم ایک سال کے بعد گھر لوٹے ہو۔ سردار امیر حمزہ



نے تمہیں پورے سال کی تنخواہیں بھی دی ہیں۔ ابھی ان کا حساب ہوگا اور پھر تم نے اس ایک سال میں جن جادوگروں کو ہلاک کر کے لوٹا ہے۔ مجھے اس کا بھی حساب لینا ہے۔ اگر تم سب کچھ شرافت سے میرے سامنے رکھ دو گے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر تمہارا کیا حشر ہو گا یہ تم بہتر جانتے ہو۔“ چاند تارا نے کہا۔ اور عمرو کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ وہ لہرایا ہی تھا کہ چھڑی ایک بار پھر اس کی ٹانگوں پر پڑی۔

”پھر ڈھونگ، پھر عیاری۔ تم جو مرضی ڈرامہ کو لو۔ مگر آج میں تمہاری کسی عیاری میں نہیں آؤں گی۔“ چاند تارا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر عمرو کو مارنے کے لئے چھڑی بلند کی مگر دوسرے لمحے اچانک اس کے ہاتھ سے چھڑی غائب ہو گئی۔ چھڑی خود بخود غائب ہوتی دیکھ کر چاند تارا بری طرح سے اچھل پڑی۔

”ارے۔ یہ چھڑی کہاں گئی۔“ اس کے منہ سے حیرت کے عالم میں نکلا۔ دوسرے لمحے اسے زور

کوئی بہت بڑی خوشخبری لائی ہو کیا۔“ شہنشاہ افراسیاب نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”جی ہاں۔ شہنشاہ جادوگراں۔ میں آپ کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری لائی ہوں۔ ایسی خوش خبری جسے سن کر آپ کی طبیعت باغ باغ ہو جائے گی۔“ ملکہ حیرت جادو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔

”اوہ۔ جلدی بتاؤ۔ کیا خوشخبری لائی ہو۔ اب تو ہمارے کان کسی خوش خبری کے لئے ترس گئے ہیں۔ سرحدوں پر سردار امیر حمزہ کی فوج دن بدن ہماری فوج پر حاوی ہوتی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہمارا سب سے پرانا اور خطرناک دشمن عمروعیار بھی پل ہمیں چین نہیں لینے دے رہا۔ آئے دن وہ بھیس بدل بدل کر طلسم ہوشربا میں آگھستا ہے اور اپنی من مانی کرتے ہوئے ہمارے بڑے بڑے جادوگروں کا سر کچل کر اور انہیں لوٹ کر فرار ہو جاتا ہے اور ہم اس کے نکل جانے کا افسوس ہی کرتے رہ جاتے ہیں۔ اب تو ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ باہر سردار امیر حمزہ کی فوج

ہماری فوج کو ختم کر دے گی اور یہاں عمروعیار ایک ایک کر کے ہمارے نامور اور طاقتور جادوگروں کو ختم کر دے گا اور پھر ایک دن ایسا آئے گا جب سردار امیر حمزہ اور عمروعیار طلسم ہوشربا کو فتح کر کے ہمارا اور طلسم ہوشربا کا نام و نشان بھی مٹا دیں گے۔“ شہنشاہ افراسیاب نے جیسے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے کہا۔

”اب ایسا نہیں ہوگا شہنشاہ جادوگراں۔“ ملکہ حیرت جادو نے مسکراتے ہوئے کہا اور شہنشاہ افراسیاب چونک پڑا۔

”ایسا نہیں ہوگا۔ کیا مطلب۔“ شہنشاہ افراسیاب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”یہ میں عمروعیار کے لئے کہہ رہی ہوں۔ عمروعیار اب طلسم ہوشربا میں کبھی نہیں آسکے گا۔“ ملکہ حیرت جادو نے کہا۔

”ایسا تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ آندھیوں سے بھی زیادہ تیز اور طوفانوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور نہ تو آندھیوں کو ٹکیل ڈالی جاسکتی ہے اور نہ طوفانوں کو کسی طرح آنے سے روکا جاسکتا

ہے۔“ شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔

”تو پھر سمجھ لیں شہنشاہ جادوگراں کہ میں نے اس آندھی کو نہ صرف تکیل ڈال دی ہے بلکہ طوفان کا بھی طلسم ہو شربا میں آنے کا رستہ روک دیا ہے اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔“ ملکہ حیرت جادو نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم نے عمروعیار کے خلاف کوئی خطرناک قدم اٹھایا ہے۔“ شہنشاہ افراسیاب نے اس کی طرف حیرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ شہنشاہ جادوگراں۔ میں نے طلسم ہو شربا کو بچانے کے لئے عمروعیار کے خلاف ایک ایسا کام کیا ہے جس سے وہ کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکے گا۔ اس کا انجام آخر کار موت کی صورت میں نکلے گا۔ انتہائی بھیانک اور دردناک موت کی صورت میں۔“ ملکہ حیرت جادو نے کہا۔

”اوہ۔ ایسا کیا کیا ہے تم نے اس کے خلاف جس سے تمہیں یقین ہے کہ وہ بھیانک اور دردناک موت کا شکار ہو جائے گا۔“ شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔ اس

کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

”اگر اجازت دیں تو میں بیٹھ جاؤں۔“ ملکہ حیرت جادو نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں بیٹھو۔“ شہنشاہ افراسیاب نے کہا جیسے اچانک اسے خیال آگیا ہو اور ملکہ حیرت جادو اس کی مسند کے ساتھ پڑی ایک زرنکار کرسی پر بیٹھ گئی۔

”اب بتاؤ۔“ شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔

”میں نے جو کہا ہے وہ بالکل سچ ہے شہنشاہ جادوگراں۔ میں نے عمروعیار کو ایک ایسی جگہ لے جا کر پھینک دیا ہے جہاں سے وہ کبھی واپس نہیں آسکے گا۔ ایک ایسی جگہ جہاں اس کے سامنے راستے تو کئی ہوں گے مگر اس کے ہر راستے کا اختتام اس کی موت پر ہوگا۔ دردناک اور یقینی موت پر۔“ ملکہ حیرت جادو نے کہا۔

”اس جگہ کا کوئی نام تو ہو گا۔ ہمیں بتاؤ۔ اس جگہ کا نام بتاؤ۔“ شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔

”میں نے اسے زاخار طلسمات میں پھینک دیا ہے شہنشاہ۔“ ملکہ حیرت جادو نے کہا۔ اس کی بات

سن کر شہنشاہ افراسیاب چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر یکنخت اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے اور اس کی آنکھوں میں شدید الجھن لہرانے لگی۔

”زاخار طلسمات۔ تمہارا مطلب ہے زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات۔“ شہنشاہ افراسیاب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں شہنشاہ جادوگراں۔ میں انہی خفیہ طلسمات کی بات کر رہی ہوں۔ جو آج سے سینکڑوں سال پہلے زاخار جادوگر نے بنائے تھے۔“ ملکہ حیرت جادو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ زاخار طلسمات کو تم نے کیسے تلاش کر لیا۔ ان طلسمات کو تو زاخار جادوگر نے انتہائی خفیہ بنا رکھا تھا۔ زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات کو تو سامری جادوگر کی روح بھی ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئی تھی۔ جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جو ان خفیہ طلسمات کو ڈھونڈ کر انہیں فنا کرے گا وہ جادوگروں کے دیوتاؤں کا سب سے بڑا دیوتا بن جائے گا اور وہ



ملکہ حیرت جادو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ شہنشاہ افراسیاب کو تفصیل بتانے لگی کہ اسے زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات کے بارے میں کیسے پتہ چلا تھا اور اس نے ان طلسمات میں عمروعیار کو ہی کیوں بھیجا تھا۔ ملکہ حیرت جادو کی باتیں سنتے ہوئے شہنشاہ افراسیاب کے چہرے سے واقعی غصہ کم ہوتا چلا گیا اور اس کی جگہ اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی اور جوش کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے۔

”بہت خوب۔ بہت خوب ملکہ حیرت جادو۔ یہ تو تم نے ایک تیر سے دو نشانے لگانے والا کام کیا ہے۔ تم نے واقعی بے حد ذہانت سے کام لیا ہے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ بہت خوش۔“ شہنشاہ افراسیاب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب آپ کو میرے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ ملکہ حیرت جادو نے کہا۔

”اعتراض۔ کیسا اعتراض۔ تم نے تو وہ کام کیا ہے جسے سن کر میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔“ شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔

قیامت تک فنا نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات کو کوئی انسان تلاش کر کے فنا کر دے گا تو وہ دنیا کا سب سے مالدار اور امیر ترین شخص بن جائے گا۔ اس کے پاس اتنی دولت آجائے گی جس کا آج تک کسی نے تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ جن خفیہ طلسمات کو سامری جادوگر کی روح بھی تلاش کرنے میں ناکام رہی ہو۔ ان طلسمات کا تمہیں کیسے پتہ چل گیا اور اگر تمہیں ان خفیہ طلسمات کا پتہ چل ہی گیا تھا تو تم نے عمروعیار کو وہاں کیوں بھیج دیا۔ اس کی بجائے اگر تم خود جا کر ان طلسمات کو فنا کر دیتیں تو تم جادوگروں کی عظیم دیوی بن جاتی۔ تم نے خود ہی عمرو کو وہاں بھیج دیا ہے تاکہ وہ جا کر ان طلسمات کو فنا کر دے اور دنیا کا سب سے مالدار شخص بن جائے۔“ شہنشاہ افراسیاب حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات میں بولتا چلا گیا۔

”میں نے بہت سوچ سمجھ کر عمروعیار کو وہاں بھیجا ہے شہنشاہ جادوگراں۔ جب آپ میری پوری بات سنیں گے تو آپ بھی میرے اس فیصلے کی تائید کریں گے۔“

”تو بس پھر آپ بے فکر رہیں۔ زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات جہاں عمرو عیار کی موت کا باعث بنیں گے وہیں یہ طلسمات ہمیں اس قدر بڑے اور عظیم مقام تک پہنچا دیں گے جو ہماری سوچ سے بھی زیادہ بڑا ہو گا۔“ — ملکہ حیرت جادو نے کہا اور شہنشاہ افراسیاب نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ ملکہ حیرت جادو کی اس بات سے پوری طرح متفق ہو۔

بدلے ہوئے منظر میں عمرو عیار نے خود کو ایک بڑے اور خوبصورت کمرے میں موجود پایا۔ یہ کمرہ قیمتی اور نہایت خوبصورت ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمرو اپنے محل کے کمرے سے غائب ہو کر اچانک کسی بڑی سلطنت کے شہنشاہ کی آرام گاہ میں پہنچ گیا ہو۔

سامنے ایک جڑاؤ پلنگ تھا جس پر انتہائی نفیس ریشمی بستر نظر آ رہا تھا۔ بستر کے ارد گرد گولائی میں سفید جالی دار پردے لٹک رہے تھے۔ دیواروں کے پاس خوبصورت صوفے اور قیمتی کرسیاں تھیں۔ دیواروں پر مشعلیں تھیں جو روشن تھیں۔ ان مشعلوں کی روشنی پورے کمرے میں

پھیلی ہوئی تھیں وہاں موجود بڑے بڑے ستون سونے کے تھے اور عمرو عیار جس فرش پر کھڑا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے وہ فرش بھی سونے اور چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا ہو۔ کمرے کی دیواریں بھی سونے اور چاندی سے منعش نظر آ رہی تھیں۔ اور ان میں ہیرے جواہرات بھی جڑے ہوئے تھے۔ دائیں طرف ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ دروازہ بھی سونے کا لگ رہا تھا جو کھلا ہوا تھا۔ البتہ وہاں ریشمی پردہ لہرا رہا تھا اس لئے عمرو کو باہر کا منظر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

خود کو اس شاہی خوابگاہ میں دیکھ کر عمرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور اس کا منہ یوں کھلا ہوا تھا جیسے اس کے منہ سے دانت نکل کر گر گئے ہوں۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مم۔ میں یہاں کیسے آ گیا۔ وہ بھی اس قدر اچانک۔“ عمرو کے منہ سے کھوئے کھوئے سے انداز میں نکلا۔ اور پھر وہ وہاں موجود قیمتی چیزوں کو دیکھ کر آنکھیں پھاڑنے لگا۔ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آ رہا تھا۔

کمرہ خالی تھا۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی موجود نہیں تھا۔ بستر بھی بالکل صاف ستھرا تھا اور سلیقے سے بچھا ہوا تھا۔ اس پر کوئی سلوٹ تک نہیں تھی جیسے اس پر سرے سے کبھی کوئی سویا ہی نہ ہو۔

”حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ لگتا ہے میں جاگتے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔“ عمرو نے کہا اور وہ جھک کر فرش پر لگی اینٹوں کو دیکھنے لگا۔ اینٹیں واقعی سونے اور چاندی کی تھیں اور دیواروں پر جتنے بھی ہیرے جواہرات تھے وہ ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت تھے اور عمرو نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا تھا کہ وہ سب اصلی ہیں۔

”کیا یہ خزانوں کا محل ہے۔ اس قدر خزانے۔ خدا کی پناہ۔ یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔“ عمرو نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ تو چاند تارا کی چھڑی غائب ہونے اور اسے جھکا کھا کر دور جاگرتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی طرف بڑھا تھا اور پھر اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے منظر بدل گیا تھا۔

”خوش آمدید۔ چمگادڑ بونا عمرو عیار کو زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات میں خوش آمدید کہتا ہے۔“ اچانک عمرو کو ایک باریک مگر چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا۔

”کک۔ کون ہو تم۔ یہ کس کی آواز ہے۔“ عمرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے زمبیل سے داؤدی خنجر نکالنے کے لئے زمبیل میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ اچانک اس کے سامنے ایک دبلا پتلا بونا نمودار ہوا۔ اس بونے کو دیکھ کر عمرو بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ بونا بالشت بھر کا تھا۔ وہ بالٹ جیسا دبلا پتلا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے کاندھوں پر چمگادڑوں جیسے پر بھی تھے اور اس کی شکل اس قدر بھیانک تھی جسے دیکھ کر اچھا بھلا انسان غش کھا کر گر سکتا تھا۔ جبکہ عمرو اس کا خوفناک چہرہ دیکھ کر ڈر کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔

بونے کا سر گنجا تھا۔ اس کے گنجنے سر پر ایک لمبا اور مڑا ہوا سینگ تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا لبادہ پہن

رکھا تھا اور وہ عمرو کے سامنے ہوا میں معلق تھا۔ بونے کی آنکھیں گول گول اور باہر کو ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس بونے کے کان لمبے اور نوکیلے تھے۔ اور اس کے اوپر والے دانت لمبے لمبے اور آری کی دندانوں جیسے تھے جو اس کے ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ بونے نے سیاہ رنگ کا جو لبادے نما لباس پہن رکھا تھا اس پر دو ہڈیوں اور ایک کھوپڑی کا جادوگروں والا مخصوص نشان بھی بنا ہوا تھا۔ جیسے وہ جادوگر بونا ہو۔

”تت۔ تم۔ کون ہو تم۔“ عمرو نے اس بھیانک شکل والے بونے کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”چمگادڑ بونا۔ میں چمگادڑ بونا ہوں۔“ بونے نے مخصوص چیختی آواز میں کہا۔

”باپ رے۔ جتنے خوفناک تم ہو۔ نام بھی اتنا ہی خوفناک اور ڈراؤنا ہے۔ کیا تمہارا تعلق چمگادڑوں کی نسل سے ہے۔“ عمرو نے اسی طرح خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میرا تعلق پاتال کی چمگادڑوں سے ہی ہے۔“
چمگادڑ بونے نے جواب دیا۔

”تم یہاں کیوں آئے ہو اور تم نے کیا کہا تھا
زاخار جادوگر کا طلسم۔“ عمرو نے کہا۔

”زاخار جادوگر کا طلسم نہیں۔ یہ زاخار جادوگر کے
طلسمات ہیں۔ طلسم صرف ایک طلسم کو کہا جاتا ہے جبکہ
یہاں ہزاروں طلسمات ہیں۔ بڑے بڑے اور خوفناک
طلسمات۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”طلسمات۔ اوہ۔ مگر مجھے تو یہاں طلسم یا طلسمات
دکھائی نہیں دے رہے۔ کہاں ہیں طلسمات۔“ عمرو
نے حیران ہو کر اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ابھی تم محفوظ طلسم میں ہو۔ جب اس طلسم سے
نکل کر باہر جاؤ گے تو ایک ایک کر کے تم پر تمام
طلسمات کھلتے چلے جائیں گے۔“ چمگادڑ بونے نے
کہا۔

”مگر میں یہاں کیسے آ گیا۔ میں تو یمن میں اپنے
محل میں اپنی بیوی چاند تارا کے پاس تھا۔“ عمرو
کو اچانک یاد آ گیا۔



”تمہیں یہاں لایا نہیں بلکہ بھیجا گیا ہے عمرو عیار۔“
چمگادڑ بونے نے کہا۔

”بھیجا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے بھیجا ہے مجھے یہاں۔ اور کیوں۔“ — عمرو نے چونکتے ہوئے کہا۔
”تمہیں یہاں زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات فتح کرنے کے لئے طلسم ہو شرابا کے شہنشاہ افراسیاب کی بیوی ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہے۔“ — چمگادڑ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کا سن کر عمرو یکنخت اچھل پڑا۔

”ملکہ حیرت جادو۔“ — اس کے منہ سے نکلا۔
”ہاں۔ ملکہ حیرت جادو۔ اس نے تمہیں اپنی جگہ یہاں بھیجا ہے۔“ — چمگادڑ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمرو کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”اپنی جگہ۔ ملکہ حیرت جادو نے اپنی جگہ مجھے یہاں بھیجا ہے۔ مگر کس لئے۔ میرا ان طلسمات سے کیا تعلق۔“ — عمرو نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

”زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات کو ملکہ حیرت جادو نے تلاش کیا تھا اور وہ اس محفوظ طلسم تک بھی پہنچ گئی تھی۔ مگر جب میں نے اسے ان طلسمات کے بارے میں بتایا تو وہ ڈر گئی اور اس نے فوراً یہاں سے واپس جانے کی خواہش کی۔ مگر میں اسے واپس جانے نہیں دے سکتا تھا۔ اب یا تو اسے ان طلسمات کو فتح کرنے کے لئے باہر نکلنا تھا یا پھر۔“ — چمگادڑ بونا کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

”یا پھر۔ یا پھر کیا۔“ — عمرو نے کہا۔

”عمرو عیار۔ ملکہ حیرت جادو نے چونکہ خفیہ طلسمات کو دریافت کر لیا تھا اور وہ اس محفوظ طلسم میں بھی آ گئی تھی۔ اور اس کے پاس سیاہ موتی بھی تھا اس لئے میں نے اسے رعایت دے دی۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ ان طلسمات کو فتح کئے بغیر واپس جانا چاہتی ہے تو پھر اسے اپنی جگہ کسی اور کو ان طلسمات میں بھیجنا ہو گا۔ جو اس محفوظ طلسم سے باہر نکل کر دوسرے طلسمات میں جائے گا۔ پھر وہ یا تو ان طلسمات کو فتح کرے گا یا پھر ان طلسمات کا شکار ہو کر ہلاک ہو

جائے گا۔ میری بات سن کر ملکہ حیرت جادو سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی جگہ عمرو عیار یعنی تمہیں یہاں بھیجنا چاہتی ہے۔ اس نے مجھے تمہارے بارے میں تمام تفصیلات بتائیں۔ اس کے کہنے پر میں فوراً تمہاری تلاش میں نکل گیا اور تمہاری اس رہائش گاہ میں پہنچ گیا جہاں تم ایک بند کمرے میں اپنی موٹی بیوی سے مار کھا رہے تھے۔ میں نے تمہیں تمہاری موٹی بیوی سے بچایا اور تمہیں فوراً یہاں لے آیا۔“ چمگادڑ بونے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ واہ۔ ایسے کیسے تم مجھے یہاں لا سکتے ہو۔ اور وہ ملکہ حیرت جادو۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے تمہارے سامنے میرا نام لے لیا اور تم اس کے کہنے پر فوراً مجھے یہاں لے آئے۔ یہ تو سراسر زیادتی ہے۔ ظلم ہے۔“ عمرو نے بوڑھی عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

”ملکہ حیرت جادو نے میرے سامنے تمہارا نام لیا تھا۔ اس لئے میں تمہیں یہاں لانے پر مجبور ہو گیا تھا۔“ چمگادڑ بونے نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ہونہ۔ یہ کیا بات ہوئی۔ ملکہ حیرت جادو یہاں کسی کا بھی نام لے لیتی تو کیا تم اسے یہاں لے آتے۔“ عمرو نے منہ بنا کر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”بالکل۔“ چمگادڑ بونے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ میں بھی محفوظ طلسم میں ہوں۔ اس لئے ملکہ حیرت جادو کی طرح میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھے تمہارے زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم مجھے جانے دو اور دوبارہ ملکہ حیرت جادو کو یہاں لے آؤ۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تم اس کے نامراد شوہر افراسیاب کو بھی لے آؤ۔ دونوں مل کر تمہارے طلسمات کو فتح کرتے رہیں گے۔“ عمرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرے نہیں۔ یہ زاخار جادوگر کے طلسمات ہیں۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”جو بھی ہے۔ جاؤ جا کر ان دونوں کو گردن سے پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ میں ان دونوں کے سروں پر جوتے مار مار کر انہیں گنجا اور گنچی بنا دوں گا۔ وہ کون

ہوتے ہیں مجھے مصیبت میں پھنسانے والے۔“ — عمرو نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارے کہنے پر میں انہیں یہاں لا سکتا ہوں۔ مگر اس کے لئے تمہیں مجھے سیاہ موتی دکھانا ہو گا۔ دکھاؤ سیاہ موتی۔“ — چمگادڑ بونے نے اسی انداز میں کہا۔

”سیاہ موتی۔ کون سا سیاہ موتی۔“ — عمرو نے کہا۔
 ”وہی سیاہ موتی جو زاخار جادوگر کے طلسمات میں آنے اور باہر لے جانے کا واحد ذریعہ ہے۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ میرے پاس تو ایسا کوئی موتی نہیں ہے۔“ — عمرو نے کہا۔

”تب پھر تم ان طلسمات کو فتح کئے بغیر یہاں سے واپس نہیں جا سکتے۔ اب تمہیں یا تو طلسمات فتح کر کے یہاں سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈنا ہو گا یا۔“ — چمگادڑ بونا کہتے کہتے جیسے جان بوجھ کر خاموش ہو گیا۔

”یا۔ تم خاموش کیوں ہو گئے۔“ — عمرو نے اس کی جانب متوحش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یا پھر تمہیں ان طلسمات میں سے کسی طلسم کا شکار ہو کر مرنا پڑے گا۔“ — چمگادڑ بونے نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”اوہ۔ مگر یہ طلسمات ہیں کیا۔ اور تم مجھ سے ان طلسمات کو کیوں فتح کرانا چاہتے ہو۔“ — عمرو نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”اب چونکہ تم ان طلسمات کے قیدی بن گئے ہو اور تمہارے پاس واپس جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے میں تمہیں طلسمات کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ پھر تمہیں یہ بھی علم ہو جائے گا کہ میں یہ طلسمات کیوں فنا کرانا چاہتا ہوں۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

تو عمرو عیار غور سے اس بونے کی طرف دیکھنے لگا۔

”جیسا کہ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات ہیں۔ زاخار جادوگر نے یہ طلسمات سینکڑوں سال پہلے تیار کئے تھے۔ ان طلسمات کو قائم کرنے کا اسے ایک جادوگر دیوتا نے مشورہ دیا تھا جو جادو کی دنیا میں کالی زندگی کا دیوتا سمجھا جاتا

ہے۔ اسے تم کالا دیوتا بھی کہہ سکتے ہو۔ بہر حال کالا دیوتا اگر چاہے تو کسی بھی جادوگر کی زندگی بڑھا بھی سکتا ہے اور چاہے تو وہ طویل زندگی کے مالک جادوگر کو ہلاک کر کے اس کی باقی زندگی کسی دوسرے جادوگر کو دے سکتا ہے۔ اسی لئے دنیا کے تمام جادوگر اگر کسی دیوتا سے ڈرتے ہیں تو وہ کالا دیوتا ہی ہے۔

زاخار جادوگر جو اپنے وقت کا ایک بڑا اور انتہائی طاقتور جادوگر تھا۔ اس کا مقابلہ تم سامری جادوگروں سے بھی کر سکتے ہو بلکہ زاخار جیسے طاقتور جادوگر سے سامری جادوگر بھی خوف کھاتا تھا۔ کیونکہ وہ دنیا میں واحد جادوگر تھا جس کی شیطان کے دربار تک بھی رسائی تھی۔ شیطان زاخار جادوگر کو اپنا دایاں بازو مانتا تھا۔ شیطان کے اس قدر نزدیک ہونے کے باوجود زاخار جادوگر اس سے اپنی زندگی کے دنوں میں اضافہ نہیں کرا سکتا تھا۔ شیطان نے چونکہ شیطانیت کو عروج دینے کے لئے دیوتا مقرر کر رکھے تھے اس لئے وہ خود ایسا کوئی کام نہیں کرتا جو اس نے پہلے سے ہی کسی دیوتا کے ذمہ لگا رکھا ہو۔

زاخار جادوگر کی عمر یوں تو بہت طویل تھی۔ وہ اٹھارہ سو سال تک زندہ رہا۔ طاقتور جادوگر بننے اور شیطان کا دایاں بازو ہونے پر کالے دیوتا نے اسے اٹھارہ سو برس کی شیطانی زندگی دے دی تھی۔ مگر زندگی چاہے جتنی بھی ہو آخر ختم ہو جاتی ہے۔ زاخار جادوگر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کی زندگی کے اٹھارہ سو سال کیسے گزر گئے اس کا اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔ پھر جب اس کی زندگی ختم ہونے میں صرف چند ماہ باقی رہ گئے تو کالے دیوتا نے اپنا نمائندہ بھیج کر اسے یاد دلایا۔ کالے دیوتا کے نمائندے نے جب زاخار جادوگر کو آکر بتایا کہ اس کی زندگی ختم ہونے والی ہے اور وہ زندگی ختم ہونے سے پہلے اپنے تمام جادو اپنی تمام طاقتیں کسی دوسرے جادوگر کو دے دے تو زاخار جادوگر کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے واقعی کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی زندگی کے سال اس طرح اچانک ختم ہو جائیں گے اور اسے اپنی تمام طاقتیں اور تمام جادو کسی دوسرے جادوگر کو دینے پڑیں گے۔ وہ فوراً شیطان کے دربار میں جا پہنچا اور اس کے

اسے ایک مشورہ دیا۔ اس نے کہا کہ اگر وہ اس کے مشوروں پر عمل کرے تو اسے ایک ہزار تو کیا دس ہزار سالوں کی بھی زندگی دی جا سکتی ہے۔ زاخار جادوگر نے کالے دیوتا کی بات فوراً مان لی۔

کالے دیوتا نے زاخار جادوگر سے کہا کہ اسے ایک خفیہ طلسم بنانا ہوگا۔ اس طلسم کے ہزار مرحلے ہوں گے۔ جنہیں وہ دس بڑے طلسمات میں چھپا سکتا ہے۔ وہ مرحلے بے حد سخت اور خوفناک ہونے چاہئیں۔ وہ جو ایک بڑا طلسم بنائے اس طلسم کے دس دروازے ہوں۔ ان میں سے نو دروازے ایسے ہوں جو اگلے طلسموں میں جاتے ہوں مگر دسواں دروازہ ایسا ہو جس میں صرف ایک ہی طاقتور طلسم ہو۔ جسے اگر ختم کر دیا جائے تو اس کے ساتھ ہی دوسرے نو طلسمات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح باقی طلسمات بھی ترتیب دیئے جائیں تو ان کی تعداد ایک ہزار ہو جائے گی اور جو نو بڑے بڑے طلسم بنائے جائیں گے انہیں ختم کرنے والا جب دسویں طلسم میں آئے گا تو وہاں زاخار جادوگر خود موجود ہوگا۔ آنے والا انسان ہو، جن

سامنے رونے اور گرگڑانے لگا۔ مگر شیطان اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے زاخار جادوگر کو کالے دیوتا کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔

شیطان کے سامنے زاخار جادوگر کے رونے اور گرگڑانے کا البتہ اتنا اثر ضرور ہوا تھا کہ اس نے کالے دیوتا کو زاخار جادوگر کو کچھ رعایت دینے کی سفارش کی تھی۔ زاخار جادوگر کالے دیوتا کے پاس پہنچ گیا۔ کالے دیوتا کے پاس چونکہ شیطان ابلیس کی سفارش آئی تھی۔ اس لئے اس نے زاخار جادوگر کو اپنی طرف سے دس سال کی مزید زندگی دے دی۔ مگر زاخار جادوگر دس سالوں کی زندگی سے خوش نہیں ہوا تھا۔ جب اس کے اٹھارہ سو سال گزر گئے تو اس کے سامنے دس سال بھلا کیا معنی رکھتے تھے۔ چنانچہ زاخار جادوگر نے کالے دیوتا کے سامنے رونا اور گرگڑانا شروع کر دیا اور وہ اس کی منت سماجت کرنے لگا۔ زاخار جادوگر اس بار کالے دیوتا سے کم از کم ایک ہزار سال کی زندگی مانگ رہا تھا۔ جس پر کالا دیوتا راضی نہیں ہو رہا تھا۔ پھر آخر کالے دیوتا نے زاخار جادوگر کو گرگڑاتے دیکھ کر

ایک سیاہ موتی دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اس سیاہ موتی کو دنیا کے کسی کونے میں پھینک دے۔ جب تک کوئی انسان یا جن، دیو خود اس سیاہ موتی کو حاصل نہیں کر لیتا کوئی اس کے خفیہ طلسمات میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر کسی کو سیاہ موتی مل جائے اور وہ خفیہ طلسمات میں آجائے تو اسے بڑے طلسمات میں جانے سے پہلے یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ اپنی جگہ کسی اور کو ان طلسمات کو فتح کرنے کے لئے بھیج دے۔ بہر حال زاخار جادوگر نے کالے دیوتا کے مشوروں کے مطابق ایک ہزار خفیہ اور خوفناک طلسمات ترتیب دے دیئے۔ طلسمات پورے ہوتے ہی زاخار جادوگر آخری طلسم میں چلا گیا اور کالے دیوتا نے ان طلسمات کو غائب کر کے ساری دنیا سے اوجھل کر دیا اور پھر اس نے سیاہ موتی دنیا کے کسی حصے میں پھینک دیا۔

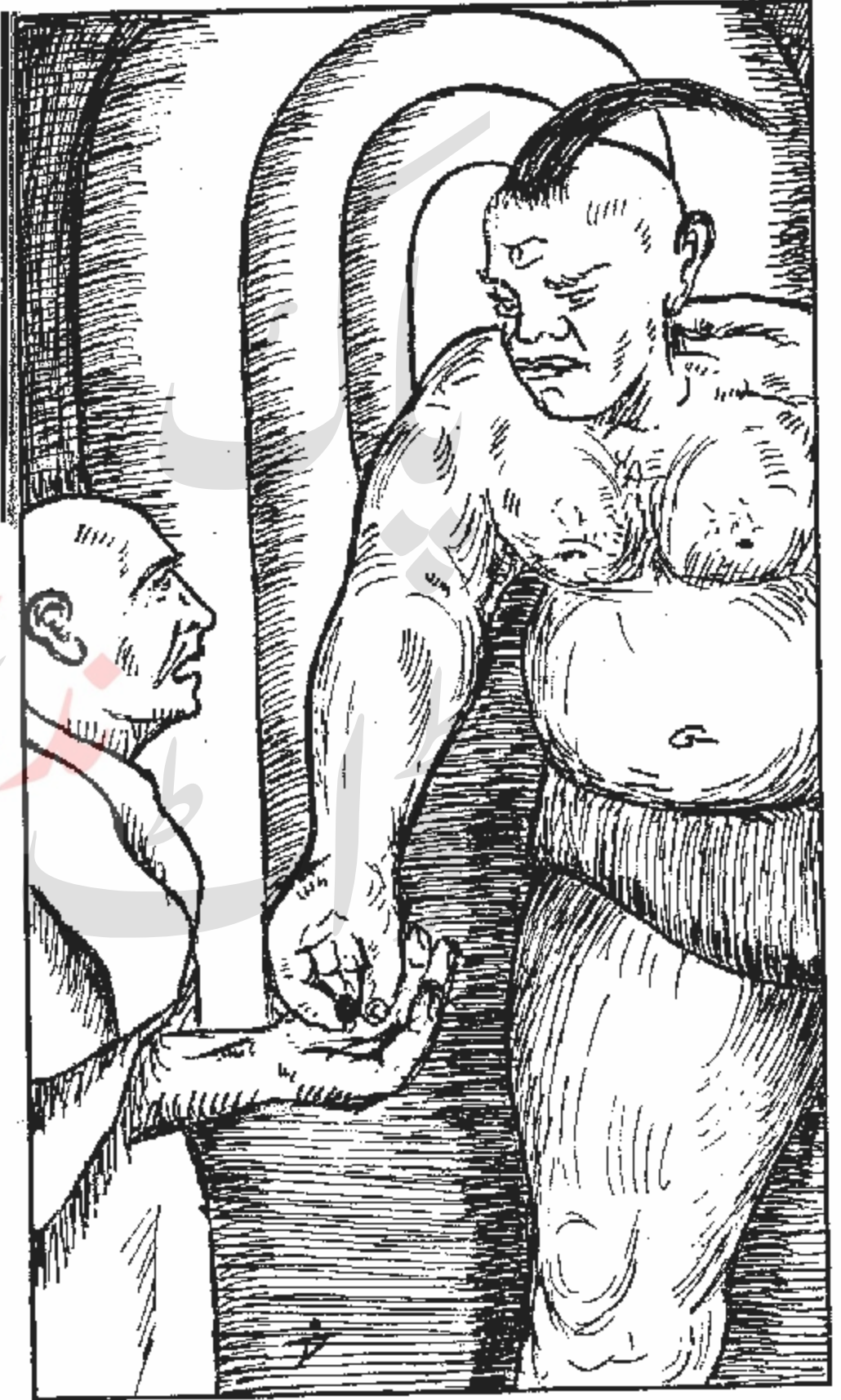
سینکڑوں برس بیت گئے مگر سیاہ موتی کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ حالانکہ اس موتی کی تلاش میں بڑے بڑے جادوگر سرگرداں تھے۔ وہ اس موتی کے ذریعے خفیہ طلسمات میں جانا چاہتے تھے تاکہ وہاں باکرہ وہ دولت

یا دیو۔ زاخار جادوگر کو اسے ہلاک کرنا پڑے گا۔ اگر وہ کوئی انسان ہوا تو اسے ہلاک کرنے سے اس کی باقی زندگی زاخار جادوگر کو مل جائے گی۔ اس انسان کی باقی کی زندگی کا ایک دن زاخار جادوگر کی زندگی کے لئے ایک سال زیادہ زندگی کا ہو گا۔ اس طرح اس انسان یا جن دیوؤں کی زندگیوں کے جتنے دن باقی ہوں گے وہ ایک ایک سال کے حساب سے زاخار جادوگر کو ملتے رہیں گے۔

کالے دیوتا نے ہدایات دیتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ اب یہ اس کی قسمت ہے کہ طلسمات فتح کرنے والے کی طبعی زندگی اگر صرف اگلے ایک دن کی ہوئی تو اسے زندگی کا صرف ایک سال ہی ملے گا اور اگر وہ کئی سالوں تک طبعی طور پر ہلاک ہونے والا نہ ہوا تو اس کی زندگی کئی ہزار سال بڑھ جائے گی۔ یہ سب سن کر زاخار جادوگر بے حد پریشان ہوا لیکن اس نے چونکہ کالے دیوتا کے مشوروں پر عمل کرنے کے لئے حامی بھر لی تھی اس لئے وہ انکار نہیں کر سکتا تھا۔ کالے دیوتا نے اسے خفیہ طلسمات بنانے کا حکم دیا تھا اور اسے

حاصل کر سکیں مگر وہ موتی کسی کو نہیں مل سکا۔ موتی ایک صحرا میں تھا جو ریت کی انتہائی گہرائی میں چھپا ہوا تھا۔ اس صحرا میں خوفناک طوفان اور جھکڑ آتے تھے جو ریت سے بنی پہاڑیوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پہنچا دیتے تھے۔ اس طرح صدیوں بعد ریت کے نیچے چھپا ہوا سیاہ موتی باہر نکل آیا۔ اس روز ملکہ حیرت جادو ایک جادوئی رتھ پر سوار اس صحرا سے گزر رہی تھی۔ اس کی نظر اچانک سیاہ موتی پر پڑ گئی۔ اس طرح سیاہ موتی اس کے ہاتھ لگ گیا اور اس سیاہ موتی میں جھانکنے پر اسے خفیہ طلسمات کی ساری اصلیت معلوم ہو گئی۔ وہ اس سیاہ موتی کی مدد سے ان خفیہ طلسمات میں آئی تھی۔ میں نے اسے ساری حقیقت بتائی تو اس نے اپنی جگہ تمہیں یہاں بھیج دیا۔ اب چونکہ تمہارے پاس سیاہ موتی نہیں ہے اس لئے تم ان طلسمات سے باہر نہیں جا سکتے۔ تمہیں ہر حال میں ان طلسمات میں جانا ہو گا۔ یا تو تم ان طلسمات کو فتح کرو گے یا پھر کسی طلسم کا شکار ہو کر ہمیشہ کی نیند سو جاؤ گے۔“

چمگادڑ بونا کہتا چلا گیا۔ عمرو حیرت سے منہ کھولے اور



میں جانے کی صورت میں تمہیں سو مرحلوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور دوسرے راستے میں تمہارے لئے صرف ایک بڑا مرحلہ ہوگا۔ دونوں میں سے ایک راستے کا انتخاب تمہیں خود کرنا پڑے گا۔ سو مرحلوں کے بارے میں تو میں تمہیں نہیں بتا سکتا مگر تم نے اگر دوسرے یعنی صحیح راستے کا انتخاب کیا تو تمہارے سامنے ایک بڑا طلسم کھلے گا۔ اس طلسم میں تمہیں دس کالے جن ملیں گے۔ ان کالے جنوں کی شکلیں ایک جیسی ہیں۔ ان کے قد کاٹھ بھی برابر ہیں۔ وہ ایک ایک کر کے تمہیں اپنا نام بتاتے ہوئے غائب ہو جائیں گے۔ پھر ان میں سے ہر ایک جن باری باری تمہارے سامنے نمودار ہوگا۔ تمہیں نمودار ہونے والے جن کا نام بتانا پڑے گا۔ جیسے ہی تم اس جن کا اصلی نام بتاؤ گے تو وہ جن فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا اور اگر تم نے اس جن کا نام غلط بتایا تو وہ جن تمہیں ہلاک کر دے گا۔ اب تمہاری اپنی ذہانت اور تمہاری یادداشت پر منحصر ہے کہ تم کتنے جنوں کو ان کے اصلی ناموں سے یاد رکھ سکو گے۔ اگر تم نے دس کے دس جنوں کو ان کے صحیح نام بتا دیئے

آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چمگادڑ بونے سے ان خفیہ طلسمات کے بارے میں جان کر اس کا خوف سے برا حال ہو رہا تھا۔ ان طلسمات میں ایک ہزار مرحلے تھے اور ان ہزار مرحلوں کا سن کر عمرو کی روح فنا ہوئی جا رہی تھی۔

”کیا تم ان طلسمات کو فتح کرنے میں میری مدد کرو گے۔“ — عمرو نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد چمگادڑ بونے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں ان طلسمات کو فتح کرنے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ البتہ ایک مرحلے کو فتح کر کے جب تک دوسرے مرحلے میں جاؤ گے تو میں اس مرحلے کے بارے میں آ کر تمہیں تفصیل ضرور بتا دوں گا۔“ — چمگادڑ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلا مرحلہ کیا ہے۔“ — عمرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ تمہیں چونکہ ہر صورت پہلے مرحلے میں جانا ہے۔ اس لئے میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ جب تم اس کمرے سے باہر نکلو گے تو تمہارے سامنے دو راستے ہوں گے جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ایک راستے

تو وہ سب جل مریں گے اور دسویں جن کے فنا ہوتے ہی پہلا بڑا طلسم ختم ہو جائے گا۔ اور اس طلسم سے تمہیں ایک بہت بڑا خزانہ ملے گا جو تمہارا ہو گا۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہیں میں نے بتا ہی دیا ہے کہ جن تمہیں ہلاک کر دیں گے۔“ چمگادڑ بونے نے پہلے مرحلے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو بے حد سخت اور مشکل مرحلہ ہے۔ دس ایک جیسی شکلوں والے اور ایک ہی قد کاٹھ والے جنوں کے میں صحیح صحیح نام کیسے یاد کر سکوں گا۔ کیا ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کوئی معمولی سا فرق۔“ عمرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”فرق ہے۔ مگر وہ فرق اس قدر معمولی ہے کہ شاید تمہاری آنکھیں اس فرق کو دیکھ ہی نہ پائیں گی۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”تت۔ تم تو مجھے ڈرا رہے ہو۔“ عمرو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں ڈرا نہیں رہا بلکہ جو حقیقت ہے وہ بتا رہا ہوں۔“ چمگادڑ بونے نے جواب دیا۔

”کیا ان سے بچنے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔“ عمرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اگر کوئی اور طریقہ ہوتا تو میں خود ہی بتا دیتا۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”ملکہ حیرت جادو۔ تم نے مجھے اس مصیبت میں پھنسا کر اچھا نہیں کیا۔ اگر میں نے ان طلسمات کو فتح کر لیا اور میں زندہ بچ گیا تو یاد رکھنا۔ میں طلسم ہو شربا میں آ کر تمہارا اس قدر بھیانک اور خوفناک حشر کروں گا کہ تمہاری روح تک کانپ اٹھے گی۔“ عمرو نے غصے سے جڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ ان طلسمات میں خزانے تو تھے اور خزانے عمرو کے لئے بے حد اہمیت رکھتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ ان طلسمات کی جو خوفناکی تھی وہ بھی اپنی جگہ مستند تھی۔ عمرو کے سامنے دس طلسمات تھے اور اس کا ایک غلط فیصلہ اسے سینکڑوں طلسمات کی آگ میں جھونک سکتا تھا۔ اگر وہ صحیح راستے کا انتخاب کرتا تو اس کے سامنے صرف ایک طلسم آتا۔ ورنہ اس کے سامنے سو طلسمات کھل جاتے اور ان سو طلسمات کو فتح کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

عمرو اس بار واقعی بری طرح سے پھنس چکا تھا اور اسے پھنسانے والی طلسم ہوشربا کے شہنشاہ افراسیاب کی چہیتی بیوی ملکہ حیرت جادو تھی۔ جو افراسیاب کی طرح اس کی سب سے بڑی دشمن تھی۔

”بس عمرو عیار۔ اب میں جا رہا ہوں۔ میرے جانے کے بعد تمہیں وقفے وقفے سے دس آوازیں سنائی دیں گی۔ ان دس آوازوں تک تمہیں ہر حال میں پہلے طلسم میں جانا ہوگا۔ اگر دس آوازوں تک تم یہیں رکے رہے تو یہاں اندھیرا چھا جائے گا اور تم خود بخود پہلے طلسم کے بجائے بڑے طلسم میں پہنچ جاؤ گے جہاں سو مرحلے ہیں۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”نئی مصیبت۔“ عمرو کے منہ سے نکلا۔ اسی لمحے روشنی سی چمکی اور چمگادڑ بونا وہاں سے غائب ہو گیا۔ عمرو کا منہ بگڑا ہوا تھا۔ چمگادڑ بونے کو غائب ہوئے ابھی چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ اچانک عمرو نے ایک لہرائی ہوئی چیخ کی آواز سنی۔ عمرو چیخ کی آواز سن کر گھبرائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ چیخ کی آواز ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتی ہوئی

معلوم ہوئی تھی۔ پھر وہاں یلکھت خاموشی چھا گئی۔ ”یہ کون چیخا تھا۔“ عمرو نے خوف سے تھوک نکلتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پھر وہی چیخ سنائی دی۔

”اوہ۔ کہیں یہ وہی آواز تو نہیں جس کے بارے میں چمگادڑ بونے نے کہا تھا کہ دس آوازوں کے بعد میں خود بخود سو طلسمات میں پہنچ جاؤں گا۔“ عمرو نے بوکھلا کر کہا۔ چیخ کی آواز ختم ہوئی اور پھر چند لمحوں کے وقفے کے بعد دوبارہ سنائی دی۔ وقفے کے بعد اسی چیخ کی آواز کو سن کر عمرو کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی آواز ہے جس سے چمگادڑ بونے نے اسے خبردار کیا تھا۔

”ہونہم۔ تیرا منہ کالا ہو۔ تیرا ستیاناس ہو ملکہ حیرت جادو۔ تو نے مجھے جس مصیبت میں پھنسا دیا ہے خدا کرے تیری قبر میں کیڑے پڑیں۔ تجھے میری موت بھی آج تیری وجہ سے میں خوفناک مصیبتیں مول لے رہا ہوں۔“ عمرو نے سر جھٹک کر بے حد چڑچڑے پن سے کہا۔ چیخ کی آواز پھر سنائی دی اور عمرو بڑے بڑے منہ بناتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ

اندھیرا ہوتے ہی عمرو بے اختیار ٹھٹھک گیا تھا۔ گھپ اندھیرے میں اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر یکنخت عمرو کی آنکھوں کے سامنے جگنو سا چمکا اور دوسرے لمحے وہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ تیز روشنی کی وجہ سے عمرو عیار کی آنکھیں بے اختیار بند ہو گئی تھیں۔

”آنکھیں کھولو عمرو عیار۔ تم ہزار طلسم کے پہلے مرحلے میں داخل ہو چکے ہو۔“ اچانک ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمرو نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

اس نے دیکھا وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھا۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا۔ سامنے کی دیوار پر دو

گیا۔

ملکہ حیرت جادو نے تو اسے مصیبت میں ڈال ہی دیا تھا۔ مگر اب وہ اس مصیبت کو مزید بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔ دس چیخوں کے بعد جب خود بخود اس طلسم میں جانا تھا جہاں سو مرحلے تھے اس سے بہتر تھا کہ وہ دوسری طرف جا کر خود اس بات کا فیصلہ کرے کہ اسے کیا کرنا ہے۔ دوسری طرف طلسمات کے دو دروازے تھے۔ جن میں سے ایک سو مرحلوں کے لئے کھلتا تھا جبکہ دوسرا دروازہ ایک مرحلے کے لئے کھلتا تھا۔ مگر ابھی یہ فیصلہ ہونا باقی تھا کہ عمرو کے فیصلے کے بعد قسمت اسے کہاں لے جاتی ہے۔ چیخنے کی آوازیں سات بار آ چکی تھیں۔ اس سے پہلے کہ عمرو آٹھویں بار چیخ سکتا وہ کمرے سے نکل گیا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے جیسے اندھیرے کی سیاہ چادر سی تن گئی۔

بڑے بڑے دائرے بنے ہوئے تھے۔ ایک دائرے کے درمیان میں ایک انسانی کھوپڑی بنی ہوئی تھی جبکہ دوسرے دائرے میں دو کھوپڑیاں تھیں۔

”عمرو عیار۔“ اچانک عمرو عیار کو پھر وہی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمرو بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”سک۔ کون۔“ عمرو نے ہکلا کر کہا۔

”یہ دو دائرے دو دروازے ہیں۔ ان میں سے تم نے ایک کو چننا ہے۔ ان میں سے ایک راستہ تمہیں ایک بڑے طلسم میں لے جائے گا اور دوسرا سو طلسمات میں۔ فیصلہ تم نے کرنا ہے کہ تم کس طلسم کو کھولتے ہو۔ آگے بڑھو اور ان میں سے کسی ایک دائرے پر اپنا ایک ہاتھ رکھ دو۔ تم جس طلسم کے دائرے کو ہاتھ لگاؤ گے وہ دائرہ دروازہ بن کر کھل جائے گا اور دوسرا غائب ہو جائے گا اور تم یہاں سے غائب ہو کر دوسری جگہ پہنچ جاؤ گے۔“ اسی آواز نے کہا۔

”اور اگر میں کسی بھی دائرے کو ہاتھ ہی نہ لگاؤں تو۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”تو یہاں بھی چند لمحوں بعد تمہیں دس چٹخیں سنائی دیں گی عمرو عیار۔ دس چٹخوں کے ختم ہونے سے پہلے تمہیں کوئی ایک فیصلہ کرنا ہوگا۔ ورنہ بڑا طلسم ختم ہو جائے گا اور تم خود بخود سو مرحلوں والے طلسم میں پہنچ جاؤ گے۔“ اس آواز نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہاں بھی مجھے اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔“ عمرو نے کہا۔

”ہاں۔ ہر طلسم میں یہی ہو گا۔“ آواز آئی۔ ساتھ ہی ایک تیز زناٹے دار آواز سنائی دی اور عمرو عیار کو یوں محسوس ہوا جیسے تیز ہوا کا جھونکا اسے چھو کر گزر گیا ہو۔

”کیا تم میری بڑے طلسم میں جانے کے لئے کوئی مدد کر سکتے ہو۔“ عمرو نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

”جواب دو۔ کیا تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو۔“ عمرو نے جھلا کر کہا۔ لیکن اس بار بھی کوئی آواز نہ آئی تو عمرو سمجھ گیا کہ اس نے جو زناٹے دار آواز سنی تھی شاید یہ اس بولنے والے کے جانے کی تھی۔

”اب میں کیا کروں۔ مجھے تو سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کس دائرے کو چھوؤں اور کس کو نہ چھوؤں۔“ عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی تھی۔ اچانک اسے سنہری تختی کا خیال آیا۔ اسی لمحے اسے ایک تیز چیخ سنائی دی۔ یہ چیخ اس چیخ جیسی تھی جو اسے کمرے میں سنائی دی تھی۔ اس کے فیصلہ کرنے کا وقت شاید شروع ہو گیا تھا۔ عمرو نے اس چیخ کی کوئی پرواہ نہ کی اور زنبیل سے سنہری تختی نکال لی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سنہری تختی سے کچھ پوچھتا اچانک سنہری تختی اس کے ہاتھ سے غائب ہو گئی۔ سنہری تختی کے اس طرح غائب ہونے پر عمرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”کک۔ کیا مطلب۔ یہ سنہری تختی کہاں چلی گئی۔“ عمرو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے دوبارہ زنبیل میں ہاتھ ڈالا۔ سنہری تختی زنبیل میں تھی۔ عمرو نے اس کی موجودگی کا احساس کر کے اطمینان کا سانس لیا اور دوبارہ اسے زنبیل سے باہر نکال لیا۔ مگر دوسری بار بھی یہی ہوا۔ جیسے ہی اس کا ہاتھ باہر آیا سنہری تختی

ایک بار پھر اس کے ہاتھ سے غائب ہو گئی۔ ”یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ۔ یہ سنہری تختی بار بار غائب کیوں ہو رہی ہے۔“ عمرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے پھر زنبیل میں ہاتھ ڈالا۔ اس بار بھی سنہری تختی زنبیل میں تھی۔

”اوہ۔ یہ سنہری تختی شاید ان طلسمات میں میرا ساتھ نہیں دینا چاہتی۔ مگر کیوں۔ میں جان بوجھ کر یا کسی لالچ میں تو یہاں نہیں آیا۔ پھر سنہری تختی اس طرح بغیر کچھ بتائے کیوں واپس زنبیل میں چلی جاتی ہے۔“ عمرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر سنہری تختی نکالنے کی کوشش کی تھی مگر سنہری تختی اسی طرح زنبیل سے باہر آتے ہی عمرو کے ہاتھ سے غائب ہو کر واپس زنبیل میں چلی گئی۔

”محافظ بونے۔ زنبیل سے باہر آؤ۔ میں مشکل میں ہوں۔ زنبیل سے باہر آ کر میری مدد کرو۔“ عمرو نے زنبیل کا منہ کھول کر محافظ بونے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں آقا۔ میں زنبیل سے باہر نہیں آ سکتا۔“ زنبیل

”مگر۔ مگر کیا۔ بولو۔ تم خاموش کیوں ہو گئے ہو۔“
عمرہ نے کہا۔

”آقا۔ ابھی آپ مجھ سے کچھ نہ پوچھیں۔ آپ اپنی مدد آپ کے تحت پہلے طلسم کو منتخب کریں اور اس میں داخل ہو جائیں۔ اگر آپ نے پہلا مرحلہ سر کر لیا تو پھر میں اور زنبیل کی ہر چیز آپ کا ساتھ دینے کے لئے آزاد ہو گی۔“ — محافظ بونے نے کہا اور اس کا جواب سن کر عمرہ حیران رہ گیا۔

”اگر۔ اگر سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اس مرحلے کو عبور نہیں کر سکوں گا۔“
عمرہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں کہا جا سکتا آقا۔ آپ کو اچانک ان خفیہ طلسمات میں لایا گیا ہے۔ ان طلسمات میں کیا ہے۔ یہ ابھی میں بھی نہیں جانتا۔ اس لئے میں آپ کو کیا بتا سکتا ہوں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”صاف صاف بتاؤ۔ کیا تم اور زنبیل کی کراماتی چیزیں میری کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔“ — عمرہ نے کہا۔

کے اندر سے محافظ بونے کی آواز سنائی دی اور اس کا جواب سن کر عمرہ جیسے ساکت ہو کر رہ گیا۔

”کیا مطلب۔ تم زنبیل سے باہر کیوں نہیں آ سکتے۔“
چند لمحے توقف کے بعد عمرہ نے سر جھٹک کر کہا۔
”میں سعانی چاہتا ہوں آقا۔ میں آپ کو ابھی اس بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔“ — محافظ بونے کی آواز سنائی دی۔

”محافظ بونے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم تو ہر مشکل میں میرا ساتھ دیتے آئے ہو۔ بلکہ تمہیں تو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ اگر میں یقینی موت کا شکار ہونے جا رہا ہوتا ہوں تو تم میرے کہے بغیر زنبیل سے باہر آ کر میری مدد کرتے ہو۔ پھر آج کیا ہو گیا۔ نہ سنہری تختی یہاں میرے کام آرہی ہے اور نہ تم۔ آخر مجھے کوئی وجہ تو بتاؤ۔ میں نے ایسی کون سی غلطی کی ہے جس کی مجھے اتنی بڑی سزا مل رہی ہے۔“ — عمرہ نے غصے اور پریشانی کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

”آپ نے کوئی غلطی نہیں کی آقا۔ مگر۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

ہو جاؤں اور تمہاری مجھ سے ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے۔“ — عمرو نے تملائے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر محافظ بونے نے عمرو کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحوں کے وقفے کے بعد آٹھویں بار چیخ سنائی دی۔ ”بولو۔ خاموش کیوں ہو گئے۔ جواب دو۔ کیا تم بچ بچ میری ہلاکت چاہتے ہو۔“ — عمرو نے غصے سے چیخ کر کہا۔

”ان باتوں کے بجائے آپ خبردار کرنے والی چیخوں پر توجہ دیں آقا۔ آٹھ چیخیں سنائی دے چکی ہیں۔“ محافظ بونے نے کہا۔ ساتھ ہی ایک بار پھر چیخ کی آواز ابھری۔ جونوئیں چیخ تھی۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اگر میرے مقدر میں موت ہی لکھی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔“ — عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ تیزی سے دیوار کی طرف بڑھا۔ پہلے اس نے سفید دائرے کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر پھر کچھ سوچ کر وہ سیاہ دائرے کی طرف آگیا جس میں دو کھوپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے دسویں بار چیخ کی آواز ابھری اور

”فی الحال تو ایسا ہی ہے آقا۔ آپ اپنی عقل سے ظلم کھولیں۔ اس کے بعد اگر واقعی آپ کو ضرورت ہوئی تو میں آپ کی مدد کے لئے آجاؤں گا۔ ورنہ جو بھی کرنا ہوگا وہ آپ کو خود ہی کرنا پڑے گا۔“ محافظ بونے نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سن کر عمرو غصے سے بل کھا کر رہ گیا۔ ایک تو ملکہ حیرت جادو نے اسے اپنی جگہ اس مصیبت میں جھونک دیا تھا۔ اب محافظ بونا اور زنبیل کی کراماتی چیزیں بھی اس کی مدد نہیں کر رہی تھیں۔ اس دوران چھ بار عمرو عیار کو خبردار کرنے والی چیخیں سنائی دے چکی تھیں۔

”تو تم چاہتے ہو کہ میں اندھا بن کر موت کے منہ میں کود جاؤں۔“ — عمرو نے پریشانی سے کہا۔

”ہاں آقا۔ اس بار آپ کو ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔ اسی لمحے ساتویں چیخ سنائی دی۔

”ہونہہ۔ تمہاری باتوں سے لگ رہا ہے کہ تم اس بار میری موت کے خواہاں ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں ہلاک

ساتھ ہی عمرو نے دائرے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس کا دائرے کو چھونا ہی تھا کہ تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور عمرو کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی دیواریں اور چھت ٹوٹ پھوٹ کر اس پر آن پڑیں۔ اس نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے وہ بھیاٹک اور دردناک موت کے لئے تیار ہو گیا ہو۔



ہر طرف صاف ستھرا اور سپاٹ میدان پھیلا ہوا ہو۔ اس میدان میں گھاس کا ایک تنکا تک موجود نہیں تھا۔ عمرو نے چاروں جانب گھوم کر دیکھا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس چٹیل میدان کے عین وسط میں کھڑا ہو کیونکہ اسے چاروں طرف میدان ایک جیسا ہی دکھائی دے رہا تھا۔

”کک۔ کیا میں سو مرحلوں والے طلسمات میں آ گیا ہوں۔“ — عمرو نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمرو عیار۔“ — گرجتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمرو خوف بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا کیونکہ یہاں بھی اسے صرف آواز سنائی دے رہی تھی۔ بولنے والا کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”کون ہو تم اور تم مجھے بتا کیوں نہیں رہے کہ میں کہاں ہوں۔“ — عمرو نے خوف سے تھوک نلگتے ہوئے پوچھا۔

”تم خوش قسمت ہو عمرو عیار۔ تم سو طلسمات میں جانے کے بجائے سیاہ جنوں والے بڑے طلسم میں آ گئے

”تم پہلے طلسم میں آ چکے ہو عمرو عیار۔ آنکھیں کھول دو۔“ — ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمرو نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ خود کو بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

اب کمرے کے بجائے وہ ایک کھلے میدان میں کھڑا تھا۔ میدان چٹیل اور انتہائی وسیع و عریض تھا۔ اوپر آسمان تو تھا مگر اس کا رنگ نیلا نہیں تھا۔ آسمان پر جیسے ہر طرف سرخی ہی سرخی چھائی ہوئی تھی اور وہاں ہر طرف پھیلی ہوئی روشنی بھی سرخ رنگ کی ہی تھی۔

میدان میں دور دور تک نہ کوئی ٹیلہ تھا نہ کوئی پہاڑی اور نہ ہی وہاں کوئی چٹان تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے

ہو۔ جس کے بارے میں تمہیں چمگاڈ بونا پہلے ہی سب کچھ بتا چکا ہے۔“ اس آواز نے کہا تو عمرو عیار کو جیسے اپنے سر سے منوں بوجھ سا ہٹتا ہوا محسوس ہوا۔

”اوہ۔ خدا کا شکر ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اس طلسم میں آگیا ہوں۔ ورنہ میں تو ڈر رہا تھا کہ اگر میں سو مرحلوں والے طلسم میں داخل ہو گیا تو میرا کیا ہوگا۔“ عمرو نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسے یہ سن کر واقعی بے حد خوشی ہوئی تھی کہ وہ سو مرحلوں والے طلسم میں داخل نہیں ہوا تھا۔ گو کہ یہ طلسم بھی اس کے لئے کم خطرناک اور آسان نہیں تھا مگر یہ طلسم ایسا تھا جس کے بارے میں چمگاڈ بونا واقعی اسے سب کچھ پہلے ہی بتا چکا تھا۔ ورنہ سو مرحلوں کے بارے میں تو وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔

”اب تیار ہو جاؤ عمرو عیار۔ جنات تمہارے سامنے آنے والے ہیں۔“ آواز آئی اور پھر وہاں یکنخت خاموشی چھا گئی۔ پھر اچانک اس کے سامنے آسمان سے ایک شعلہ سا آکر گرا اور تیزی سے جلنے لگا۔ شعلہ دیکھ کر عمرو بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا پھر شعلہ بھڑکا

اور اچانک شعلے نے پھیل کر ایک بھیانک شکل والے جن کا روپ دھار لیا۔ جن بے حد موٹا تھا۔ اس کے ہونٹ سرخ تھے جبکہ اس کی آنکھیں زرد تھیں۔ اس جن کا سر گنجا تھا۔ اس نے سرخ رنگ کا زیر جامہ پہن رکھا تھا۔ اس جن کی انگلیاں بے حد لمبی تھیں۔ اس کے لمبے لمبے اور نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے جو انتہائی زرد اور خوفناک تھے۔

”مجھے غور سے دیکھو عمرو عیار۔ میں جن ہوں۔ زالا جن۔“ اس جن نے عمرو کی طرف زرد زرد آنکھوں سے گھورتے ہوئے انتہائی گرجدار لہجے میں کہا۔ عمرو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے جھماکا ہوا اور زالا جن اچانک غائب ہو گیا۔ اس جن کو غائب ہوتے دیکھ کر عمرو نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اس جن کے تصور کو اپنی آنکھوں کے ذریعے ذہن میں اتار رہا تھا۔ چند لمحوں بعد عمرو نے آنکھیں کھولیں تو اچانک آسمان سے ایک اور شعلہ آگرا۔ چند لمحے شعلہ جلتا رہا۔ پھر بھڑک کر غائب ہوا اور اس کی جگہ ایک اور جن وہاں آگیا۔ یہ جن پہلے جن جیسا ہی تھا۔ اسی طرح موٹا،



گنجا، لمبی انگلیوں والا۔ اس نے بھی سرخ رنگ کا ہی زیر جامہ پہن رکھا تھا۔ اس کے ہونٹ سرخ تھے اور اس کی آنکھیں پہلے جن کی طرح زرد تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمرو کے سامنے پہلے والا جن دوبارہ نمودار ہوا ہو۔

”میرا نام باشو جن ہے عمرو عیار۔“ اس جن نے کہا۔ اس کی آواز بھی پہلے جن جیسی تھی۔ عمرو چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جن وہاں سے غائب ہو گیا۔

اسی طرح شعلے گر کر سیاہ جنوں کا روپ دھار کر عمرو کے سامنے آتے۔ اسے اپنا نام بتاتے اور پھر غائب ہوتے رہے۔ سب جن ایک جیسے قد کاٹھ اور شکل و صورتوں کے مالک تھے۔ بظاہر ان میں کوئی معمولی سا بھی فرق دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جن جب سامنے آ کر عمرو کو اپنا نام بتاتا تو عمرو آنکھیں بند کر کے اسے اپنے ذہن کے پردے پر بسا لیتا۔ پھر عمرو کے سامنے دسواں اور آخری جن نمودار ہوا۔

”میرا نام جالاگ جن ہے عمرو عیار۔ دیکھو مجھے غور

سے۔۔۔۔۔ جالاگ جن نے کہا۔ عمرو اسے سر سے پاؤں تک غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے جالاگ جن وہاں سے غائب ہو گیا۔

عمرو نے چند لمحوں بعد آنکھیں کھولیں۔ جالاگ جن اس کے سامنے نہیں تھا۔ پھر اچانک اس کے سامنے یکلخت زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکے کے ساتھ آگ بھڑکی اور اس آگ نے ایک جن کا روپ دھار لیا۔ پھر دوسرا دھماکہ ہوا اور وہاں دوسرا جن آ گیا۔ اس کے بعد تیسرا اور پھر چوتھا پھر مسلسل دھماکے ہوتے رہے اور عمرو کے سامنے دس کے دس جن نمودار ہو گئے۔ جو واقعی ایک رنگ کے ایک قد کاٹھ اور ایک جیسی شکل و صورت کے مالک تھے۔ اس بار ان جنوں کے ہاتھوں میں تلواریں، کلہاڑے اور بھاری گرز تھے۔ انہوں نے نمودار ہو کر عمرو عیار کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

”ہم تمہاری موت بن کر آئے ہیں عمرو عیار۔ تمہاری غلطی تمہاری موت بن جائے گی۔ اب تمہیں ایک ایک کر کے ہمارے نام بتانے ہیں۔ اگر تم نے ہمارے

درست نام بتائے تو ہم جل جل کر راکھ ہوتے جائیں گے اور اگر تمہارے منہ سے ہمارا غلط نام نکلا ہم تم پر پل پڑیں گے اور لمحوں میں تمہارے ٹکڑے اڑا دیں گے۔۔۔۔۔ ان جنوں نے ایک ساتھ بولتے ہوئے کہا اور ان کی بات سن کر عمرو عیار کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ خوف بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ جن زرد زرد آنکھوں سے اسے گھور رہے تھے۔

”سب سے پہلے میرا نام بتاؤ۔ میں چھ جنوں کے بعد تمہارے سامنے آیا تھا۔“ ایک جن نے آگے بڑھ کر انتہائی گرجدار لہجے میں کہا۔

”ساتواں جن۔ تم ساتویں جن ہو۔“ عمرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ میں ساتواں جن ہوں۔ بولو۔ کیا ہے میرا نام۔“ ساتویں جن نے اسی لہجے میں کہا۔ عمرو نے اللہ کا نام لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ذہن کے پردے پر ساتواں جن اور اس کا نام لانے لگا۔

”آنکھیں کھولو۔ جلدی۔ میرا نام بتاؤ۔ ورنہ مار دیئے جاؤ گے۔“ ساتویں جن نے گرج کر کہا اور عمرو

نے آنکھیں کھول دیں۔

”یار۔ سوچنے تو دو۔ میں نے تمہارا نام بتا دیا تو تم فوراً جل کر راکھ بن جاؤ گے۔“ عمرو نے مسکرا کر کہا اور اس کی مسکراہٹ دیکھ کر تمام جن حیرت سے چونک پڑے۔

”بکو مت۔ تم ہم دس جنوں کے نام یاد نہیں رکھ سکتے۔ ہم بالکل ایک جیسے ہیں اور ہماری آوازیں بھی بالکل ایک جیسی ہی ہیں۔“ اس جن نے غرا کر کہا۔

”تو کیا ہوا۔ تم سب جنوں میں ایک فرق تو ہے۔ عمرو نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسا فرق۔“ ساتویں جن نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

”تمہارے دائیں کان کے نچلے سرے پر ایک ابھرے ہوئے اور پرانے زخم کا نشان ہے اور تمہاری اطلاع کے لئے میں تمہیں بتا دوں کہ میں بھلکرو نہیں ہوں۔ میری یادداشت بہت تیز ہے۔ تم کہہ رہے ہو کہ تم ساتویں جن ہو۔ یہ کہہ کر شاید تم مجھے دھوکہ

دینا چاہتے تھے۔ مگر میرا نام بھی عمرو عیار ہے۔ خواجہ عمرو عیار جو دوسروں کو اپنی عیاری کے جال میں پھنساتا ہے۔ خود کسی کے جال میں نہیں پھنستا۔“ عمرو نے ہنس کر کہا۔

”ہونہ۔ تو بتاؤ۔ میں کون ہوں اور کب تمہارے سامنے آیا تھا۔“ اس جن نے غرا کر کہا۔

”تم تیسرے جن ہو۔ اور تمہارا نام۔“ عمرو نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

”نام۔ بولو۔ کیا نام ہے۔“ اس جن نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔

”دو گھڑی چھری تلے دم تو لے لو پیارے۔“ عمرو نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

”پھر وہی بات۔ بولو۔ میرا نام بولو جلدی۔“ جن نے ایک بار پھر گرج کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو سنو۔ تمہارا نام شمار جن ہے۔“ عمرو نے کہا۔ اس کا جواب سنتے ہی اس جن کو ایک

زوردار جھٹکا لگا اور وہ پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور اس کا رنگ اور زیادہ سیاہ

”میں چوتھے نمبر پر تمہارے سامنے آیا تھا۔ بتاؤ۔ کیا نام ہے میرا۔“ اس جن نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

”تم چوتھے نمبر پر نہیں۔ پہلے نمبر پر میرے سامنے آئے تھے۔ تمہاری ایک آنکھ دوسری آنکھ سے قدرے چھوٹی ہے اور تمہارا نام زالا جن ہے۔“ عمرو نے کہا اور اس جن کو بھی ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بھی خوف سے پھیل گئی تھیں۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا عمرو عیار۔ تت۔ تم۔ تم۔“ اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے تلوار اٹھائی اور غصے سے عمرو کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ تلوار سے عمرو پر وار کرتا اچانک آسمان سے بجلی کی تیز اور چمکدار لہر آئی، زوردار کڑا کے سے اس جن پر آگری۔ دوسرے لمحے وہ جن یکنخت جل کر راکھ بنتا چلا گیا۔ آسمانی بجلی نے اسے ایک لمحے کا وقفہ بھی نہیں دیا تھا اور اسے فوراً جلا کر راکھ بنا دیا تھا۔ اور اس جن کے اس طرح جل

ہو گیا تھا۔ دوسرے جن بھی عمرو کے منہ سے اس کا نام سن کر چونک پڑے تھے اور ان کی آنکھوں میں بھی خوف لہرانے لگا تھا۔

”کک۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم میرا نام کیسے یاد رکھ سکتے ہو۔ تم آدم زاد۔ تت۔ تم۔“ اس جن نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اچانک اس کے جسم میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ بھڑکتے ہی اس جن کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔ وہ چیختا ہوا آگ کا شعلہ بنا ادھر ادھر بھاگتا رہا اور پھر زور دار دھماکے سے نیچے گر گیا۔ اس کی چیخیں آہستہ آہستہ دم توڑنے لگیں اور پھر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ آگ نے چند ہی لمحوں میں اسے جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

”تت۔ تم نے شمار جن کو ہلاک کر دیا۔ تم۔ تم۔“ ایک جن نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ۔ مجھے اگلے کس جن کو پہچان کر اس کا نام بتانا ہے۔“ عمرو نے بے خوفی سے کہا تو فوراً ایک جن غراتا ہوا آگے آگیا۔ اس جن کے ہاتھ میں بھاری تلوار تھی۔

کر راکھ ہونے کا مطلب صاف تھا کہ وہ زالا جن ہی تھا جسے عمرو نے بالکل ٹھیک ٹھیک پہچان لیا تھا۔ دوسرے جن کو بھی جل کر راکھ ہوتے دیکھ کر باقی آٹھ جنوں کے چہروں پر خوف لہرانے لگا۔ وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زالا جن کی جلی لاش دیکھ رہے تھے جو راکھ بنتی جا رہی تھی۔ چند لمحے وہاں خاموشی چھائی رہی پھر تیسرا جن عمرو کے سامنے آ گیا۔

”میں نویں نمبر پر تمہارے سامنے ظاہر ہوا تھا عمرو عیار۔ میرا نام بتاؤ۔“ اس جن نے گرجدار آواز میں کہا مگر اس کے لہجے میں قدرے خوف کا تاثر تھا۔ شاید دو جنوں کے پہچانے جانے کے بعد وہ اب ڈر رہا تھا۔ عمرو چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

”تم بھی جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نویں نمبر پر نہیں۔ بلکہ چھٹے نمبر پر میرے سامنے آئے تھے۔ تمہارے دائیں پیر کا ایک انگوٹھا غائب ہے۔ اس نشانی سے میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ تم گوگار جن ہو۔“ عمرو نے چند لمحوں کے بعد آنکھیں کھولتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں



غلطی کی تو اس کی موت یقینی ہو جائے گی۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا اور جن اسے فوراً ہلاک کر دیں گے۔ جن کے قہقہے تیز اور خوفناک ہوتے جا رہے تھے اور عمرو کا پسینے میں ڈوبا ہوا جسم خوف سے لرز رہا تھا اور اسے اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

کہا۔ عمرو کے گوگار جن کا نام لینے کی دیر تھی کہ اس جن کے جسم میں بھی آگ بھڑک اٹھی اور وہ بھی پہلے جنوں کی طرح چند ہی لمحوں میں جل کر راکھ بن گیا۔

”میں کون سے نمبر پر تمہارے سامنے آیا تھا۔ میرا نام بتاؤ۔“ ایک اور جن نے آگے آ کر کہا۔

”تم آٹھویں نمبر کے جن ہو۔ اور تم ماٹار جن ہو۔“

عمرو نے کہا۔ اس نے اس جن کو اس کے ٹوٹے ہوئے ایک دانت سے پہچانا تھا۔ عمرو کی بات سن کر ماٹار جن کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے اچانک زور زور سے ہنسنا شروع کر دیا اور پھر اس کی ہنسی قہقہوں میں بدلتی چلی گئی۔ اسے اس طرح قہقہے لگاتے دیکھ کر عمرو کا دل دھک سے رہ گیا۔ جن جس طرح قہقہے لگا رہا تھا اس سے یہی ثابت ہو رہا تھا کہ عمرو سے کہیں غلطی ہو گئی ہے۔ اس نے اس جن کو پہچاننے میں غلطی کر دی ہے۔ اس جن کا نام کچھ اور تھا اس لئے وہ زور زور سے قہقہے لگا رہا تھا اور اس کے قہقہوں کے پیچھے عمرو کو اپنی موت ناچتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ اسے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ اگر اس نے کسی جن کا نام بتانے میں

”عمرو عیار نے صرف نمبر صحیح نہیں بتایا۔ اس نے تمہارا نام بالکل ٹھیک بتایا ہے اور نام صحیح بتانا لازمی ہے۔“ اس جن نے کہا اور ماٹار جن کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

”مم۔ مطلب۔“ ماٹار جن نے ہکلا کر کہا۔
 ”عمرو عیار کو یہاں صرف صحیح نام بتانے کے لئے لایا گیا ہے۔“ اس جن نے کہا۔ اسی لمحے آسمان سے کڑکتی ہوئی ایک اور بجلی کی لہر آئی اور سیدھی ماٹار جن پر آگری اور ماٹار جن وہیں جل کر بھسم ہو گیا۔ عمرو جو پسینے میں ڈوبا خوف سے کانپ رہا تھا ماٹار جن کو جل کر بھسم ہوتے دیکھ کر اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔

”تم بہت چالاک ہو عمرو عیار۔ تم نے تین جنوں کے بالکل صحیح نام بتائے ہیں اور تینوں جن جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ مگر تمہیں ابھی سات جنوں کے صحیح نام بتانے ہیں۔ اس بار میں تمہارے سامنے ہوں۔ بتاؤ میرا نام بتاؤ۔“ اس جن نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ جس نے ماٹار جن سے بات کی تھی۔

”خاموش۔“ اچانک ایک جن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور قہقہے لگانے والے جن کا یکخت منہ بند ہو گیا۔

”کیا ہوا۔ تم نے مجھے خاموش کیوں کرا دیا۔ مجھے خوش ہونے دو۔ قہقہے لگانے دو۔ عمرو عیار نے مجھے پہچاننے میں غلطی کر دی ہے۔“ اس جن نے کہا۔
 ”کیا غلطی کی ہے اس نے۔“ دوسرے جن نے اسے غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں عمرو عیار کے سامنے آٹھویں نمبر پر نہیں ساتویں نمبر پر آیا تھا۔“ اس جن نے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔

”تمہاری ناک پر سیاہ رنگ کا چھوٹا سا تل ہے جو تمہارے سیاہ رنگ میں چھپا ہوا ہے۔ مگر اس کے باوجود مجھے وہ تل صاف دکھائی دے رہا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں تمہارا نام بھی جانتا ہوں۔“ — عمرو نے کہا۔

”تو بتاؤ۔“ اس جن نے غرا کر کہا۔

”تمہارا نام کاشال جن ہے۔“ — عمرو نے کہا اور اس جن کے ہاتھ میں موجود کلہاڑا نکل کر زمین پر گر گیا۔

”نت۔ تم نے ٹھیک بتایا ہے۔ میں واقعی کاشال جن ہوں۔“ — اس نے کہا۔ اس کے جسم میں آگ لگی اور وہ بھی پہلے جنوں کی طرح لمحوں میں جل کر بھسم ہو گیا۔ چار جنوں کو پہچان کر اور ان کے صحیح صحیح نام بتا کر عمرو کا حوصلہ بڑھ گیا تھا اور اب وہ اور زیادہ خوش اور مطمئن ہو گیا تھا۔ جن ایک کے بعد ایک سامنے آ کر اس سے اپنا نام پوچھتے رہے۔ عمرو نے ان سب کو چونکہ اپنے ذہن میں بسا رکھا تھا اس لئے وہ ان جنوں کی بظاہر چھوٹی چھوٹی نشانیوں سے انہیں پہچانتا

رہا اور جیسے ہی وہ کسی جن کو اس کا نام بتاتا۔ جن کو یا تو آگ لگ جاتی یا پھر اس پر آسمانی بجلی آگرتی اور وہ جل کر بھسم ہو جاتا۔ یہاں تک کہ عمرو نے دسویں اور آخری جن کو بھی جب اس کا اصلی نام بتایا تو وہ بھی فوراً جل کر راکھ ہو گیا۔ اب وہاں عمرو کے سوا کوئی نہیں تھا۔ عمرو نے اپنی عقلمندی اور ذہانت سے ان سب کو پہچان لیا تھا اور دس کے دس جن ہلاک ہو گئے تھے۔

اسی لمحے آسمان پر بجلی کڑکی پھر ایک لہری نیچے آ کر گری اور اچانک عمرو کے سامنے چمگادڑ بونا نمودار ہو گیا۔

”بہت خوب۔ عمرو عیار۔ بہت خوب۔ تم نے نہایت عقلمندی، بہادری اور حوصلے سے کام لے کر خفیہ طلسمات کا ایک بڑا طلسم فتح کر لیا ہے۔ تم نے سو مرحلوں والے طلسم کی جگہ اس بڑے طلسم میں آ کر بھی عقلمندی کا ثبوت دیا تھا۔ یہ طلسم ختم ہو گیا ہے۔ جو تمہاری بہادری، عقلمندی اور تمہاری بہترین یادداشت کے سبب ہوا ہے۔ اس لئے میں تمہیں زاخار جادوگر کی طرف سے

بڑے بڑے گھڑے نمودار ہوتے چلے گئے۔ گھڑوں کو دیکھ کر عمرو چونک پڑا۔ گھڑوں پر ڈھکن تھے۔
 ”چار گھڑے۔ کیا ہے ان گھڑوں میں۔“ — عمرو نے کہا۔

”خود ہی دیکھ لو۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا اور عمرو سر ہلا کر تیزی سے ان گھڑوں کے قریب آ گیا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ ایک گھڑے کا ڈھکن اٹھایا۔ دوسرے لمحے گھڑے سے نکلنے والی تیز روشنی نے عمرو کی آنکھیں چکا چوند کر دیں۔ اور پھر وہ گھڑے میں اخروٹ جتنے بڑے بڑے سفید چمکدار ہیروں کو دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس نے جھپٹ کر گھڑے سے ایک ہیرا نکالا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

”یہ سفید ہیرا ہے عمرو عیار۔ دنیا کا نایاب اور قیمتی ترین ہیرا۔ ایک ہیرے کے بدلے میں تمہیں ایک ہزار سرخ مہروں والی سونے کی اشرفیاں مل سکتی ہیں۔ ایک گھڑے میں ایک ہزار ہیرے ہیں اور باقی گھڑے بھی ایسے ہی ہیروں سے بھرے ہوئے ہیں۔“ — چمگادڑ

اس طلسم کو فنا کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں۔“ — چمگادڑ بونا کہتا چلا گیا۔

”میں نے زاخار جادوگر کے بنائے ہوئے طلسم کو فنا کیا ہے اور وہ ناراض ہونے کی بجائے مجھے مبارک باد دے رہا ہے۔ حیرت ہے۔“ — عمرو نے کہا۔

”ان طلسمات کے فنا ہونے میں ہی زاخار جادوگر کا فائدہ ہے عمرو عیار۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو نے منہ بنا لیا۔

”اب کیوں آئے ہو۔“ — عمرو نے اس سے پوچھا۔
 ”تم نے چونکہ پہلا طلسم فنا کر دیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں انعام دینے آیا ہوں۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا اور انعام کا سن کر عمرو کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

”اوہ۔ ہاں۔ تم نے کہا تھا کہ ہر مرحلے کی تباہی کے بعد مجھے انعام میں خزانہ دیا جائے گا۔ کہاں ہے خزانہ۔“ — عمرو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ابھی لو۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔ اس نے تالی بجائی۔ اسی لمحے عمرو کے سامنے یکے بعد دیگرے چار



بونے نے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو کا چہرہ بکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔ اس نے لپک کر جلدی جلدی سے دوسرے گھڑوں کے ڈھکن ہٹانے شروع کر دیئے۔ واقعی سب گھڑے ایک جیسے سفید اور چمکدار ہیروں سے بھرے ہوئے تھے۔

”چار ہزار سفید ہیرے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بہت بڑی دولت ہے۔ ان سے تو میں لاکھوں کروڑوں سرخ مہروں والی سونے کی اشرفیاں حاصل کر سکتا ہوں۔“ — عمرو نے خوشی سے قلقاریاں مارتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب یہ سب ہیرے تمہارے ہیں۔“ چمگادڑ بونے نے کہا اور عمرو جیسے خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ اس نے چاروں گھڑوں سے ایک ایک ہیرا نکال کر اپنی زنبیل میں ڈال لیا اور کہا کہ وہ سب ہیرے اس کی زنبیل میں آجائیں۔ اس کا اتنا کہنا تھا کہ چاروں گھڑوں سے تمام ہیرے غائب ہو گئے۔ اسی لمحے عمرو کی زنبیل ایک لمحے کے لئے بھاری ہوئی اور پھر ہلکی ہو گئی۔ جب چاروں گھڑوں کے ہیرے غائب ہو کر عمرو کی زنبیل میں پہنچ گئے تو گھڑے دھواں بن کر وہاں

سے غائب ہو گئے۔ عمرو اتنا بڑا خزانہ پا کر خوش تھا۔
بے حد خوش۔

”اب دوسرے طلسم میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ
عمرو عیار۔“ گھڑوں کو خالی ہوتے اور انہیں دھواں
بن کر غائب ہوتے دیکھ کر چمگادڑ بونے نے عمرو سے
مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ۔ کیا وہاں بھی مجھے اتنا بڑا خزانہ ملے گا۔“ اس
کی بات سن کر عمرو نے فوراً کہا۔

”اس بار تمہیں اس سے دوگنا خزانہ ملے گا جو سنہری
موتیوں کا خزانہ ہے۔ مگر وہ خزانہ طلسم کے فنا ہونے
کے بعد ہی تمہیں ملے گا۔“ چمگادڑ بونے نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ بتاؤ۔ مجھے دوسرے طلسم کے
بارے میں تفصیل بتاؤ۔ کیا ہے اس طلسم میں۔ اور مجھے
وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔“ عمرو نے کہا۔ سفید
ہیروں کا خزانہ حاصل کر کے اور یہ سن کر کہ اسے
دوسرے طلسم میں اس سے دوگنا خزانہ ملنے والا ہے عمرو
کے لہجے میں بے پناہ خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی اور

اس بار اس نے چمگادڑ بونے کی کسی بات پر غصہ اور
بیقراری ظاہر نہیں کی تھی۔

”دوسرا طلسم بڑا اور انتہائی خوفناک ہے عمرو عیار۔“
چمگادڑ بونے نے اسے ڈراتے ہوئے کہا۔
”جو بھی ہے۔ تم مجھے تفصیل بتاؤ۔“ عمرو نے
کہا۔

”ٹھیک ہے سنو۔ میرے جانے کے بعد یہاں
اندھیرا چھا جائے گا۔ اس اندھیرے میں تمہیں دو گول
اور چمکدار دائرے نظر آئیں گے۔ ایک دائرے میں
ایک کھوپڑی ہے اور دوسرے میں پہلے کی طرح دو
کھوپڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ ایک دائرے میں جانے سے
تمہیں پھر ایک بڑے طلسم میں جانا ہے۔ جس کا فیصلہ
تم خود کرو گے۔ بڑے طلسم میں تم ایک جنگل میں جاؤ
گے۔ اس جنگل میں لاکھوں کی تعداد میں درخت ہیں
جن پر کروڑوں اربوں پتے ہیں۔ ہر درخت کے ہر
پتے پر سرخ رنگ کے نشان ہیں۔ کسی پتے پر ایک
سرخ نشان ہے تو کسی پتے پر دو اور کسی پر اس سے
زیادہ سرخ نشان ہیں۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”سرخ نشان۔“ — عمرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ چھوٹے چھوٹے دھبوں جیسے سرخ نشان۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”اچھا۔ یہ بتاؤ۔ مجھے کرنا کیا ہے۔“ — عمرو نے کہا۔

”تمہیں ان سرخ نشانوں کی گنتی کرنی ہے۔“ چمگادڑ بونے نے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا جیسے اسے چمگادڑ بونے کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں جیسے بجلی کی روشنی سی چمکی اور وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

”گنتی۔ درختوں پر موجود پتوں پر سرخ نشانوں کی گنتی۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ لاکھوں کروڑوں پتوں پر سرخ نشانوں کی گنتی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ — عمرو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتی گنتی۔ زاخار جادوگر جب ان پتوں پر سرخ نشان لگا سکتا ہے تو تم انہیں گن کیوں

نہیں سکتے۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”وہ جادوگر ہے۔ اس نے وہ نشان جادو سے لگائے ہوں گے۔“ — عمرو نے کہا۔

”ہاں۔ مگر اب تمہیں ان کی گنتی کرنی ہے۔ اور گنتی پوری ہونی چاہیے۔ نہ ایک کم اور نہ ایک زیادہ۔“ چمگادڑ

بونے نے کہا اور عمرو منہ پھاڑ کر رہ گیا۔ وہ حیرت سے منہ پھاڑے چمگادڑ بونے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جس نے اس کے سامنے ایک انوکھے اور انتہائی ناممکن طلسم کی تفصیل بتائی تھی۔ جس جنگل میں ہزاروں لاکھوں

درخت تھے۔ ان کے پتوں کی تعداد لامحالہ کروڑوں بلکہ

اربوں کھربوں میں ہو سکتی تھی اور ان پتوں پر سرخ نشان۔ ان کی تعداد کا خیال کر کے عمرو کو اپنا سر چکراتا

ہوا محسوس ہونے لگا۔

”اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو گا۔ اس قدر طویل گنتی گنتے

گنتے تو مجھے صدیاں گزر جائیں گی۔“ — عمرو نے

کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

”یہ میں نہیں جانتا۔ میں نے تمہیں دوسرے طلسم کی

تفصیل بتا دی ہے۔ اسے فتح کرنے کے لئے تمہیں کیا

کرنا ہے یہ تم خود سوچو۔ اور ہاں۔ اگر تمہاری گنتی میں ایک نشان کا بھی فرق ہوا تو پھر اس جنگل میں ہر طرف بھینک اور خوفناک آگ بھڑک اٹھے گی اور جنگل کے ساتھ ساتھ تم بھی اس آگ میں جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔“ چمگادڑ بونے نے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو کے چہرے پر خوف لہرانے لگا۔

دوسرے طلسم کا مرحلہ پہلے مرحلے سے بھی بے حد بڑا اور ناممکنات میں سے تھا۔ عمرو کو یہ سوچ سوچ کر کر ہی چکر آرہے تھے کہ ایک درخت کے پتے گرنے اور ان پتوں پر موجود سرخ نشانوں کو گنا، یہ کیسے ممکن تھا اور وہاں تو ہزاروں لاکھوں درخت تھے۔ جن کے پتے اور ان پر موجود سرخ نشان، جن کی تعداد کا کوئی شمار ہی نہ تھا۔ وہ اس طلسم کو کیسے فتح کر سکے گا۔

”میں جا رہا ہوں عمرو عیار۔ بڑے طلسم کے بارے میں تمہیں میں نے بتا دیا ہے۔ ایک دائرہ اگلے سو طلسمات کی طرف جاتا ہے۔ تمہیں پہلے اس دائرے کو تلاش کرنا ہے جو بڑے طلسم کی طرف جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی تم سوچنا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔“ چمگادڑ

بونے نے کہا اور پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی وہاں لکھت گھپ اندھیرا چھا گیا۔

تھا۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ درختوں کے پتوں پر سرخ نشانوں کو کس طرح سے گن سکے گا۔

”آقا۔ کیا میں زنبیل سے باہر آجاؤں۔“ اچانک اندھیرے میں محافظ بونے کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی عمرو عیار چونک پڑا اور اس کے چہرے کے تاثرات بگڑتے چلے گئے۔

”تم۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”جی آقا۔“ محافظ بونے کی آواز سنائی دی۔

”اب کیا ہے۔ اب زنبیل سے کیوں باہر آنا چاہتے ہو۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں آقا۔“ محافظ بونے نے جواب دیا۔

”مدد۔ ہونہ۔ مگر تم نے تو میری مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔“ عمرو نے اسی انداز میں کہا۔

”آپ نے اپنی ذہانت سے خفیہ طلسمات کا پہلا طلسم فنا کر دیا ہے آقا۔ اب مجھے مشکل نہیں ہوگی۔

اب میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔“ محافظ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

دو بڑے بڑے سفید دائرے عمرو کو صاف نظر آرہے تھے جو اندھیرا ہونے کے باوجود چمک رہے تھے۔ ان میں ایک دائرے کے درمیان ایک سفید کھوپڑی بنی ہوئی تھی اور دوسرے دائرے میں اس جیسی دو کھوپڑیاں تھیں۔ دائروں کا قطر بے حد بڑا تھا۔ عمرو آسانی سے ان دائروں میں سے گزر سکتا تھا۔

دونوں دائرے چمکادڑ بونے کے غائب ہونے کے فوراً بعد نمودار ہوئے تھے۔ مگر ابھی وہاں خبردار کرنے والی چیخوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور عمرو ان دائروں کو دیکھنے کے بجائے ابھی تک عجیب و غریب اور ناممکن نظر آنے والے طلسم کے بارے میں سوچ رہا

”جنگل طلسم۔“ — عمرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں آقا۔ پہلے آپ نے سیاہ جنوں والے جس طلسم کو فنا کیا ہے۔ وہ جتنا طلسم تھا اور اب آپ دوسرے جس طلسم میں جائیں گے اسے جنگل طلسم کہا جاتا ہے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم خفیہ طلسمات کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔“ — عمرو نے کہا۔

”دوسرے طلسمات کے بجائے آپ پہلے اس جنگل طلسم کے بارے میں سوچیں۔ باقی سب بعد میں دیکھے جائیں گے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ بتاؤ۔ ان میں سے میں کس دائرے میں جاؤں۔ ایک کھوپڑی والے دائرے میں یا دو کھوپڑیوں والے دائرے میں۔“ — عمرو نے کہا۔

”اس کا ایک آسان طریقہ ہے آقا۔ مگر وہ آپ کو مشکل نظر آئے گا۔“ — محافظ بونے کی آواز آئی۔

”آسان طریقہ۔ مجھے مشکل نظر آئے گا۔ مگر کیوں۔“ — عمرو نے حیران ہو کر کہا۔

”آپ کو اپنی زندگی عزیز ہے یا دولت۔“ — محافظ

”کیا مدد کرو گے تم۔“ — عمرو نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”پہلے آپ مجھے زمیل سے باہر آنے کی اجازت تو دیں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آجاؤ باہر۔“ — عمرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اسی لمحے اسے زمیل سے محافظ بونا نکلتا محسوس ہوا اور پھر اسے یوں لگا جیسے محافظ بونا اس کے دائیں کاندھے پر آ کر بیٹھ گیا ہو۔

”میرے کاندھے پر تم ہو۔“ — عمرو نے کہا۔

”جی ہاں آقا۔ میں ہی ہوں۔“ — محافظ بونے نے جواب دیا۔

”اب بتاؤ۔ میں اس مشکل اور انوکھے طلسم کو کیسے فنا کروں۔ یہ سوچ سوچ کر تو میری جان ہی نکلی جا رہی ہے کہ کروڑوں پتوں پر موجود اربوں، کھربوں سرخ نشانوں کو میں کس طرح سے گنوں گا۔“ — عمرو نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”اس کا فیصلہ تب ہوگا جب آپ جنگل طلسم میں داخل ہوں گے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

بونے نے جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا اور عمرو سر گھما کر حیرت سے کاندھے پر بیٹھے محافظ بونے کو دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب ہوا اس سوال کا۔“ عمرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”آپ جواب تو دیں۔ پھر وضاحت بھی کر دوں گا۔“ محافظ بونے کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جان کسے پیاری نہیں ہوتی۔ مگر تم جانتے ہو دولت میرے لئے کس قدر اہمیت رکھتی ہے۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”میں سب جانتا ہوں۔ مگر ان خفیہ طلسمات میں آپ کو دولت ہی مشکل مرحلوں سے بچا سکتی ہے۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو کی پیشانی پر بل آگئے۔

”صاف صاف کہو۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔“ عمرو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ نے زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات کا جو پہلا طلسم فنا کیا ہے۔ چمگادڑ بونے نے انعام کے طور پر آپ کو سفید ہیرے دیئے تھے نا۔“ محافظ بونے

نے کہا۔

”ہاں۔ دیئے تھے۔“ عمرو نے کہا۔

”اگر آپ وہ سارے سفید ہیرے ان میں سے کسی ایک دائرے میں پھینک دیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جنگل طلسم کس دائرے سے گزر کر آئے گا اور سو طلسمات کس دائرے کے دوسری طرف ہیں۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”کیا مطلب۔“ اس کی بات سن کر عمرو نے بے حد بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ان میں سے ایک دائرہ سو طلسمات کا ہے اور دوسرا جنگل طلسم کا۔ اگر سفید ہیرے آپ نے جنگل طلسم والے دائرے میں پھینکے تو وہ جنگل میں گرتے ہی غائب ہو کر واپس آپ کی زنبیل میں آجائیں گے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”اور اگر ہیرے واپس زنبیل میں نہ آئے تو۔“ عمرو نے آنکھیں نکال کر کہا۔

”اسی لئے تو میں آپ سے پوچھ رہا تھا کہ آپ کو دولت عزیز ہے یا اپنی جان۔ اگر سفید ہیرے جنگل طلسم

میں گئے تو سارے لے سارے ہیرے خود بخود واپس آپ کی زنبیل میں آجائیں گے اور اگر آپ نے ہیرے سو مرحلوں والے طلسم میں پھینک دیئے تو آپ کو ان ہیروں سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ ہیرے واپس زنبیل میں نہیں آئیں گے۔ مگر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جنگل طلسم کس دائرے سے گزر کر آئے گا۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو نے غصے سے ہونٹ بھیج لئے۔

”تم چاہتے ہو کہ مجھ سے غلطی ہو اور میں اپنے ہیروں سے ہاتھ دھو بیٹھوں۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تب پھر آپ اپنی قسمت پر بھروسہ کریں اور چلے جائیں کسی دائرے میں۔“ محافظ بونے نے بے چارگی سے کہا۔

”یہ تم میری کیسی مدد کر رہے ہو۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ہیروں کے ضائع ہونے کا سن کر اسے محافظ بونے پر شدید غصہ آرہا تھا۔

”آقا۔ میرا کام آپ کو مشورہ دینا ہے۔ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا آپ کی اپنی مرضی پر ہے۔“ محافظ

بونے نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا جنگل طلسم میں جانے کا تم کوئی اور طریقہ نہیں بتا سکتے۔“ عمرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”میں چار ہزار سفید ہیروں کا نقصان کیسے برداشت کر سکتا ہوں محافظ بونے۔ تم نہیں جانتے۔ ایک ہیرے کے بدلے میں مجھے سرخ ہیروں والی ایک ہزار اشرفیاں مل سکتی ہیں۔“ عمرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”میں جانتا ہوں آقا۔ مگر اس خزانے سے زیادہ آپ کو اپنی زندگی عزیز ہونی چاہئے۔ آپ خود سوچیں۔ ایک طرف آپ کے سامنے ایک بڑا طلسم ہے جبکہ دوسری طرف آپ کو سو مرحلوں سے گزرنا پڑے گا اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ سو مرحلے کوئی عام مرحلے نہیں ہیں۔ وہاں بھی سیاہ جنات اور جنگل طلسمات جیسے بڑے اور خوفناک مرحلے ہیں اور ان سو مرحلوں میں آپ کو ایک لمحے کا بھی سکون نہیں ملے گا۔ ایک مرحلہ

آپ نے اگر ختم کر بھی دیا تو فوراً دوسرا مرحلہ شروع ہو جائے گا اور ان میں سے بعض ایسے مرحلے ہیں جہاں آپ ذلیل اور ذلیل کی کراماتی چیزیں بھی استعمال نہیں کر سکیں گے۔ پھر آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اگلے مرحلے کی کامیابی کے بعد آپ کو اس سے دوگنا خزانہ بھی تو ملے گا۔“ محافظ بونے نے عمرو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر چار ہزار سفید ہیرے۔“ عمرو نے رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

”آپ خود ہی فیصلہ کر لیں۔ میں نے تو آپ کو جو مشورہ دینا تھا دے دیا ہے۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھیجنے لئے۔ ایک طرف واقعی اس کا قیمتی خزانہ تھا جسے پا کر وہ خوشی سے نہال ہو گیا تھا مگر دوسری طرف اس کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ محافظ بونا درست کہہ رہا تھا۔ سو مرحلوں والے طلسم میں جانے کا مطلب یقینی موت تھا۔

”جلدی فیصلہ کریں آقا۔ ورنہ جنگل طلسم والا دائرہ غائب ہو جائے گا پھر آپ کو ہر حال میں اس طلسم میں

ہی جانا پڑے گا جہاں سو خوفناک مرحلے ہیں۔“ محافظ بونے نے عمرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اتنی بھی جلدی کیا ہے۔ ابھی تو خبردار کرنے والی چیخوں کا سلسلہ شروع ہی نہیں ہوا۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ نے غور نہیں کیا آقا۔ خبردار کرنے کے لئے اس بار چنچیں سنائی نہیں دیں۔ مگر دائروں میں موجود کھوپڑیاں وقفے وقفے سے جلنے بجھنے والے انداز میں چمک رہی ہیں۔ سات بار یہ جل بجھ چکی ہیں۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو چونک کر دائرے میں نظر آنے والی کھوپڑیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے ایک کھوپڑی والے دائرے کی کھوپڑی کا رنگ مدھم ہو گیا۔

”یہ آٹھویں بار ہے۔“ محافظ بونے نے کہا تو عمرو کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

”اوہ۔ ان کھوپڑیوں کے بارے میں تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اگر ان کی گنتی پوری ہو جاتی تو۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ نے پوچھا ہی کب تھا۔“ محافظ بونے

نے کہا۔

”ہونہ۔ اب میں کیا کروں۔ ایک بار میری قسمت نے میرا ساتھ دے دیا تھا اور میں سو مرحلوں والے طلسمات میں جانے سے بچ گیا تھا۔ ضروری نہیں کہ اب بھی قسمت میرا ساتھ دے۔ میں بار بار قسمت پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔“ عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر زمبیل کا منہ کھول کر اس کا رخ کسی ایک دائرے کی طرف کر دیں اور سارے سفید ہیرے پھینک دیں۔ جلدی کریں آقا۔ جلدی۔“ محافظ بونے نے دوسرے دائرے کی کھوپڑی کو مدہم ہوتا دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ ان دونوں کھوپڑیوں کے مدہم ہوتے ہی پہلے مدہم ہونے والی کھوپڑی میں دوبارہ چمک سی آگئی تھی۔ عمرو نے سر جھٹک کر زمبیل کا منہ کھولا اور اس کا رخ دو کھوپڑیوں والے دائرے کی طرف کر دیا۔

”زنبیل سے سارے سفید ہیرے نکل کر دو کھوپڑیوں والے دائرے میں چلے جائیں۔“ عمرو نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے زمبیل کو ایک جھٹکا سا لگا اور زمبیل

کے منہ سے ہیروں کی پھوار سی نکلنے لگی اور زمبیل سے سفید ہیرے نکل نکل کر دو کھوپڑیوں والے دائرے میں غائب ہوتے چلے گئے۔ جب زمبیل سے سارے سفید ہیرے نکل گئے تو عمرو نے زمبیل کا منہ بند کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔“ اچانک محافظ بونے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کک۔ کیا ہوا۔“ عمرو نے اس سے بھی زیادہ بوکھاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”جنگل طلسم۔ ایک کھوپڑی والے دائرے میں ہے۔ جلدی کریں آقا۔ فوراً ایک کھوپڑی والے دائرے میں کود جائیں۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو بوکھلا کر ایک کھوپڑی والے دائرے کی طرف دوڑ پڑا جو اس کے چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ ایک کھوپڑی والے دائرے میں غائب ہو گیا۔

عمرو کے قدم جیسے ہی زمین پر پڑے وہ خود کو نہ سنبھال سکا اور الٹ کر گرتا چلا گیا۔ مگر گرتے ہی اس نے خود کو سنبھالا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس بار وہ واقعی ایک بڑے اور گھنے جنگل میں تھا۔ محافظ بونے نے ہر وقت اسے ایک کھوپڑی والے دائرے میں کودنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ ورنہ دسویں بار اگر کھوپڑیوں کی چمک مدھم ہو جاتی تو اسے ہر حال میں اس طلسم میں جانا پڑتا جہاں سو مرحلے تھے۔

”مبارک ہو آقا۔ آپ آخر کار جنگل طلسم میں پہنچ ہی گئے۔“ — محافظ بونے نے عمرو سے مخاطب ہو کر کہا اور عمرو گردن گھما کر اسے کھا جانے والی نظروں سے



گھورنے لگا۔

”مبارک کے بچے۔ تمہاری وجہ سے مجھے اپنے چار ہزار سفید ہیروں سے ہاتھ دھونا پڑے ہیں۔ ہائے میرے ہیرے۔ ہائے۔“ عمرو نے رونی سی صورت بنا کر کہا۔

”آپ فکر نہ کریں آقا۔ اس مرحلے کے فنا ہونے کے بعد آپ کو اور خزانہ مل جائے گا اور چمگادڑ بونا آپ کو بتا چکا ہے کہ اس طلسم کا خزانہ پہلے خزانے سے دوگنا ہے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”وہ تو بعد کی بات ہے۔ فی الحال تو تم نے میرا بیڑا غرق کر دیا ہے نا۔ کیا یہ ضروری تھا کہ سب ہیرے اس دائرے میں پھینکے جاتے۔ ایک ہیرا پھینک کر بھی تو کام چلایا جا سکتا تھا۔“ عمرو نے محافظ بونے کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں آقا۔ ایک ہیرے سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ یہ انہی طلسمات کے خزانے ہیں۔ سارے کا سارا خزانہ پھینکنا ضروری تھا۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو برے برے منہ بنانے لگا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے

درخت کی ایک جھکی ہوئی ڈالی نیچے کی اور اس کے پتے دیکھنے لگا۔ پتوں پر واقعی سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے نشان تھے۔ کسی پر دو، کسی پر چار، کسی پر دس اور کسی پر اس سے بھی زیادہ۔

”مارے گئے۔ اگر میں نے گنتی شروع کی تو اس ایک درخت کے پتوں کے نشان گنتے گنتے میں بوڑھا ہو جاؤں گا۔“ عمرو نے مسمی صورت بنا کر کہا۔

”آپ رکیں۔ میں دیکھتا ہوں۔“ محافظ بونے نے کہا۔ ساتھ ہی وہ عمرو کے کاندھے سے اچکا اور کسی پرندے کی طرح فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے درختوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔

”عجیب احمق بونا ہے۔ میرے چار ہزار ہیرے ضائع کر دیئے۔“ عمرو نے اس کے جانے کے بعد غصے سے منہ بناتے ہوئے کہا۔ چار ہزار ہیروں کے کھونے کا غم اس کی شکل سے صاف نظر آ رہا تھا۔ اور اتنا بڑا نقصان عمرو جیسا انسان آسانی سے کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ اگر وہ کہیں اور ہوتا اور اس کے ہیرے اس طرح ضائع ہو گئے ہوتے تو وہ ان ہیروں کے غم میں

دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیتا۔ مگر یہاں حالات اور تھے۔

عمرو محافظ بونے کے انتظار میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ اس بار اسے جنگل میں وہ گرجدار آواز سنائی نہیں دی تھی جو اسے طلسم کے بارے میں بتاتی تھی۔

”ہونہہ۔ اب یہ محافظ بونا کہاں جا کر غائب ہو گیا ہے۔ میں کب تک اسی طرح بھٹکتا رہوں گا۔“ عمرو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ ابھی اس کا فقرہ پورا ہوا ہی تھا کہ اچانک اس کے سامنے محافظ بونا نمودار ہو گیا۔ اس کا منہ لٹکا ہوا تھا اور وہ خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

”آگئے تم۔ اور یہ تمہارا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔ خزانہ تو میرا ضائع ہوا ہے۔“ اسے دیکھ کر عمرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نے ان سرخ نشانوں کو گننے کی بہت کوشش کی تھی آقا۔ مگر میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ یہاں واقعی لاکھوں کی تعداد میں درخت موجود ہیں اور اسی حساب سے درختوں کے پتے جن کا کوئی شمار ہی نہیں ہے تو

ان پتوں پر موجود سرخ نشانوں کا شمار کیا جانا تو ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔“ محافظ بونے نے مایوس انداز میں کہا۔

”میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ جب تم ان نشانوں کا شمار کرنے میں ناکام ہو گئے ہو تو میں بھلا دبلا پتلا انسان اتنے نشانات کیسے گن سکوں گا۔“ اس کی بات سن کر عمرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا آقا۔ ورنہ ہم اس طلسم کا شکار ہو جائیں گے۔“ محافظ بونے نے فکر مند لہجے میں کہا۔

”کیا کروں۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔“ عمرو نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ محافظ بونا جس طرح اڑ کر گیا تھا عمرو کو امید پیدا ہو گئی تھی کہ وہ یقیناً کچھ نہ کچھ کر کے آئے گا۔ مگر واپس آ کر اس نے بھی اسے ناکامی کا مژدہ سنا دیا تھا اور اب عمرو کو واقعی اپنی موت صاف دکھائی دینے لگی تھی اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس انوکھے اور ناممکن طلسم کا شکار ہو جائے گا۔

اب اس جنگل میں آگ لگ جائے گی اور وہ اس
آگ میں جل کر راکھ بن جائے گا یا پھر اسے اپنی
باقی کی زندگی اسی جنگل میں ہی گزارنی پڑے گی۔

عمرو کا سوچ سوچ کر برا حال ہو گیا تھا مگر اسے
جنگل طلسم کو فنا کرنے کا کوئی طریقہ سمجھائی نہیں دے
رہا تھا۔ وہ ایک درخت سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھوں
سے سر تھامے بیٹھا تھا۔ محافظ بونا اس کے کہنے پر ایک
بار پھر جنگل میں جا کر گرم ہو گیا تھا کہ شاید اسے کوئی
ایسا طریقہ معلوم ہو جائے جس سے وہ اس طلسم کو فنا
کرنے کا طریقہ جان سکے۔ اسے گئے کافی دیر ہو گئی
تھی۔ عمرو نے ایک درخت پر چڑھ کر کچھ پتوں کو پکڑ
کر ان پر موجود سرخ نشانوں کو گننے کی کوشش کی تھی۔
مگر کب تک۔ سینکڑوں کے بعد ہزاروں اور پھر لاکھوں
کی گنتی شروع ہو جاتی تھی۔ عمرو لاکھ اچھی یادداشت کا

مالک تھا مگر اتنی بڑی گنتی کرنا اور یاد رکھنا اس کے لئے بھی ناممکن تھا۔ وہ تھک ہار کر درخت سے نیچے آگیا اور پھر اسی درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور اس نے بے بسی اور لاچاری کے عالم میں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

اس کی زمبیل میں خشک میوے اور پانی سے بھری ہوئی چھاگل موجود تھی۔ بھوک پیاس محسوس کر کے اس نے کچھ میوے کھا کر پانی پی لیا تھا۔ مگر اس کے باوجود اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد محافظ بونا واپس آگیا۔ اسے دیکھ کر عمرو اس کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

”کچھ معلوم ہوا۔“ اس نے محافظ بونے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں آقا۔ میں نے اپنا ہر طریقہ آزما لیا ہے۔ مگر ان سرخ نشانوں کو گننا واقعی ناممکن ہے۔“ محافظ بونے نے مایوسی سے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

”کیا سنہری تختی اس مسئلے کا کوئی حل بتا سکتی ہے۔“

عمرو نے کہا۔

”نہیں آقا۔ جو باتیں سنہری تختی بتا سکتی ہے۔ میں بھی وہ سب کچھ آپ کو بتا سکتا ہوں اور جس بات کا مجھے پتہ نہ چلے۔ اس کے بارے میں سنہری تختی اور بونے والی گڑیا بھی آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکے گی۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو کے چہرے پر اور زیادہ مایوسی چھا گئی۔

”تو پھر کون بتائے گا مجھے۔ کیا میں ان درختوں اور پتوں سے پوچھوں۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس طلسم نے مجھے بھی چکرا کر رکھ دیا ہے آقا۔ میں لمحوں میں ہر طلسم کا بھید جان لیتا ہوں۔ مگر۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”تمہیں اب کیا ہو گیا۔ مجھ سے زیادہ تو تم مایوس ہو۔ کہاں گئے تمہارے پراسرار علوم۔ تم میری طرح کیوں بے بس اور لاچار ہو گئے ہو۔“ عمرو نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

”ایسا شاید ان طلسمات میں آنے کی وجہ سے ہوا ہے آقا۔ اگر اس بات کا مجھے پہلے پتہ چل جاتا کہ

آپ زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات میں جانے والے ہیں تو میں پہلے ہی ان طلسمات کے بارے میں سب کچھ جان لیتا۔ مگر اب میں بھی واقعی خود کو بے بس اور لاچار محسوس کر رہا ہوں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔ عمرو نے سر جھٹکا اور خاموش ہو کر سامنے موجود ایک بڑے برگد کی درخت کی طرف دیکھنے لگا جو بے حد پرانا اور بوڑھا معلوم ہو رہا تھا۔ اس درخت کی شاخیں جھکی ہوئی تھیں اور ہلکی ہوا میں بھی یوں جھول رہی تھیں جسے ابھی ٹوٹ کر نیچے آگریں گی۔

”تم ہی کچھ میری مدد کرو بوڑھے برگد۔“ عمرو نے درخت کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔ اسی لہجے درخت کی شاخیں ہلنے لگیں۔ عمرو نے اس ہلنے والی شاخوں پر کوئی توجہ نہ دی۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ درخت کی شاخیں ہوا کی وجہ سے ہل رہی ہیں۔ مگر پھر اچانک درخت کے تنے پر ایک بے حد بوڑھے آدمی کا چہرہ ابھر آیا۔ چہرہ بے حد بڑا تھا۔

”ضرور عمرو عیار۔ میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔ میں

تمہارے پکارنے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔“ — اس چہرے کا منہ کھلا اور ایک بھاری اور گرجدار آواز سنائی دی اور اس آواز کو سن کر نہ صرف عمرو عیار بلکہ محافظ بونا بھی اچھل پڑا۔ اور پھر ان دونوں کی نظریں جیسے ہی اس چہرے پر پڑیں وہ حیران رہ گئے۔

”تم۔ کون ہو تم۔“ — عمرو نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

”میں بوڑھا برگد۔ اس جنگل کا محافظ۔“ — اس نے کہا۔

”اوہ۔ تم کہاں سے آگئے اور تم نے کیا کہا ہے کہ تم میری مدد کرو گے۔“ — عمرو نے حیرت سے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ محافظ بونا بھی حیرانی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”ہاں۔ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔“ — بوڑھے برگد نے کہا۔

”کیا مدد کر سکتے ہو۔ بتاؤ۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو

کہ اس جنگل کے درختوں کے پتوں پر کتنے سرخ نشانات ہیں۔“ — عمرو نے کہا۔

”ہاں۔ میں بتا سکتا ہوں۔“ — بوڑھے برگد نے کہا اور عمرو کے جسم میں جیسے خوشی کی لہریں سی بھرتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ بہت خوب۔ تو بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ کتنے نشانات ہیں۔ میں تو ان نشانوں کو دیکھ دیکھ کر پاگل ہوا جا رہا تھا۔“ — عمرو نے کہا۔

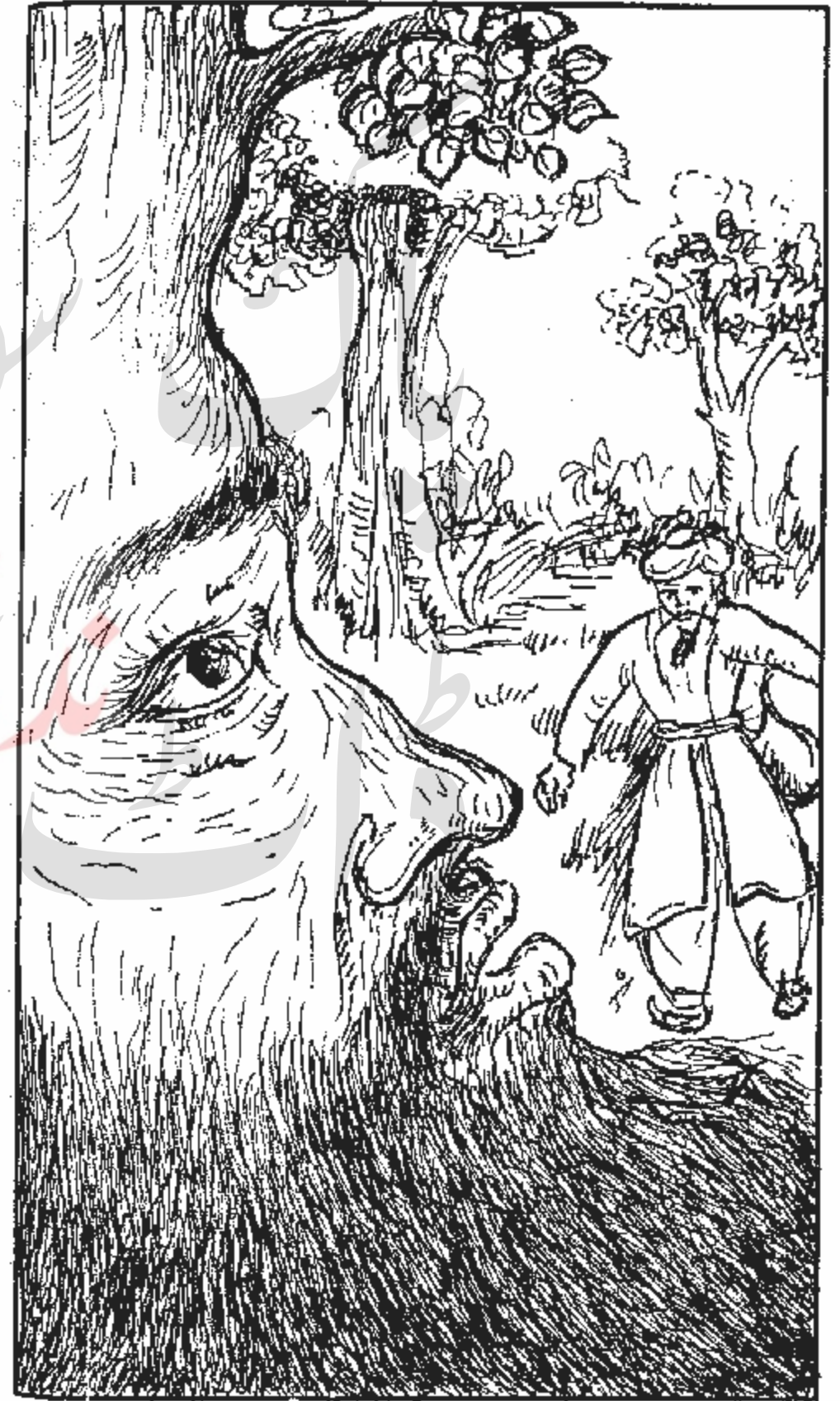
”میں تمہیں ایک شرط پر بتاؤں گا کہ پتوں پر کتنے سرخ نشان ہیں۔“ — بوڑھے برگد نے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”شرط۔ کیا مطلب۔ کیسی شرط۔“ — عمرو نے چونک کر کہا۔

”اس طلسم کے فنا ہونے کے بعد تمہیں ایک بہت بڑا خزانہ انعام میں ملے گا۔“ — بوڑھے برگد نے کہا۔

”ہاں۔ تو پھر۔“ — عمرو نے کہا۔

”اگر تم وہ سارا خزانہ مجھے دے دو تو میں تمہیں اس



کر لینا۔“ — بوڑھے برگد نے کہا۔

”نہیں۔ میں تمہیں کوئی خزانہ نہیں دوں گا۔ ہرگز نہیں دوں گا۔ تم جاؤ یہاں سے۔ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے تم۔ جاؤ۔ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔“ — عمرو نے اسی طرح بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس طلسم کو فنا کرنے کے دو طریقے ہیں عمرو عیار۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ تم خود ان پتوں کے سرخ نشانوں کو گنو جو تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تم مجھ سے پوچھو گے تو پھر تمہیں اس طلسم کے خزانے سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ بتاؤ کیا فیصلہ ہے تمہارا۔“ — بوڑھے برگد نے کہا۔

”آقا۔ اس کی بات مان جائیں۔ آپ سرخ نشانوں کو نہیں گن سکیں گے۔“ — محافظ بونے نے عمرو عیار سے مخاطب ہو کر کہا اور عمرو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

”تم اپنا منہ بند رکھو۔ سمجھے تم۔ مجھے اس سے بات کرنے دو۔“ — عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

جنگل کے طلسم کا راز بتا سکتا ہوں۔“ — بوڑھے برگد نے کہا اور عمرو کا چہرہ یلخت غصے سے سرخ ہو گیا اور وہ اچھل کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”سارا خزانہ۔ کک۔ کیا مطلب۔“ — عمرو نے خوف سے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ عمرو عیار۔ اگر تم اس خزانے سے دست بردار ہونے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں اس طلسم سے بچا سکتا ہوں۔“ — بوڑھے برگد نے کہا۔

”یہ درست کہہ رہا ہے آقا۔“ — اچانک محافظ بونے نے کہا تو عمرو بھڑک اٹھا۔

”کیا خاک درست کہہ رہا ہے۔ یہ مجھ سے خزانہ مانگ رہا ہے۔ ایک خزانہ تم نے ضائع کرا دیا اور دوسرا خزانہ میں نے اگر اسے دے دیا تو میں کیا کروں گا۔ کیا میں ان طلسمات میں صرف گھاس کھانے کے لئے آیا ہوں۔“ — عمرو نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوچ لو عمرو عیار۔ میں تم سے تمہارا نہیں صرف اس طلسم کا خزانہ مانگ رہا ہوں۔ اگلے طلسمات میں اس سے بھی بڑے بڑے خزانے موجود ہیں۔ وہ تم حاصل

”بوڑھے برگد کچھ تو خیال کرو۔ میں ایک دبلا پتلا اور کمزور سا انسان ہوں۔ تم اگر مجھ سے سارا خزانہ لے لو گے تو میں کیا کروں گا۔“ عمرو نے بوڑھے برگد کی طرف منت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں جانتا۔“ بوڑھے برگد نے کہا اور عمرو غصے سے ہل کھا کر رہ گیا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس خزانے کا تم تھوڑا سا حصہ لے لو۔ دس بیس اشرفیاں۔“ عمرو نے روہانے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مجھے سارا خزانہ چاہیے۔“ بوڑھے برگد نے اٹل لہجے میں کہا۔

”تم تو درخت ہو۔ تم سارا خزانہ لے کر کیا کرو گے۔ اچھا چلو۔ میں تمہیں خزانے کا چوتھا حصہ دے دوں گا۔“ عمرو نے کہا۔

”سارا خزانہ عمرو عیار۔ سارا خزانہ لئے بغیر میں نہیں مانوں گا۔“ بوڑھے برگد نے کہا۔

”ہونہ۔ کچھ تو میرے حصے میں آنے دو۔“ عمرو نے سر جھٹک کر کہا۔

”تمہیں اس جنگل کے طلسم سے نکلنے کا راستہ اور نئی زندگی ملے گی۔ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہوگی۔“ بوڑھے برگد نے کہا۔

”زندگی گزارنے کے لئے دولت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”اگلے طلسمات کو سر کر لینا تو تمہیں خزانے ہی خزانے مل جائیں گے۔“ بوڑھے برگد نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

”تو تم واقعی سارا خزانہ لئے بغیر نہیں مانو گے۔“ عمرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ بالکل نہیں۔“ بوڑھے برگد نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ مرو۔ لے لو سارا خزانہ۔ لگتا ہے اس بار میری قسمت میں کوئی خزانہ ہے ہی نہیں۔“ عمرو نے بڑے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بہت خوب۔ اب میں تمہیں راز بتا سکتا ہوں۔“ بوڑھے برگد نے کہا۔

”بولو۔ کیا راز ہے اس جنگل طلسم کا۔“ عمرو

نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔
 ”غور سے جا کر ان پتوں کو دیکھو۔ ان پر سرخ رنگ کے نشان ہیں بھی یا نہیں۔“ — بوڑھے برگد نے کہا۔

”کیا مطلب۔“ — عمرو نے حیران ہو کر کہا۔ مگر اسی لمحے تنے پر سے بوڑھے کا چہرہ غائب ہو گیا۔
 ”ارے۔ ارے۔ تم کہاں چلے گئے۔ تم نے مجھے بتایا نہیں۔ کہاں ہو تم۔ بوڑھے برگد۔“ — عمرو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر اسے تنے پر دوبارہ چہرہ دکھائی نہیں دیا۔ محافظ بونا بھی خیرت بھری نظروں سے اس درخت کی جانب دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک وہ اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔“ — اس کے منہ سے نکلا۔

”اب تمہیں کیا ہو گیا۔ تمہیں کسی ناگ نے کاٹ لیا ہے کیا جو اوہ اوہ کر رہے ہو۔“ — عمرو نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا مگر محافظ بونا فوراً وہاں سے غائب ہو گیا۔

”ارے ارے۔ تم بھی غائب ہو گئے۔ ارے۔“ عمرو

نے اسے غائب ہوتے دیکھ کر بوکھلاٹے ہوئے کہا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور بوڑھے برگد کے تنے پر زور زور سے ہاتھ مارنے لگا۔

”باہر آؤ بوڑھے برگد۔ مجھے سرخ نشانوں کے بارے میں بتاؤ۔“ — عمرو نے تنے پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ مگر تنے پر بوڑھے کا چہرہ نمودار نہ ہوا۔

”آقا۔“ — اچانک اسے عقب سے محافظ بونے کی آواز سنائی دی۔ عمرو تیزی سے پلٹا تو اسے محافظ بونا دکھائی دیا جو ہوا میں معلق تھا۔

”تم۔ کہاں گئے تھے تم۔“ — عمرو نے کہا۔
 ”مجھے اس طلسم کا راز معلوم ہو گیا ہے آقا۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”راز معلوم ہو گیا ہے۔ اوہ۔ بہت خوب۔ بہت خوب۔ جلدی بتاؤ۔ کیا راز ہے۔“ — عمرو نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”آپ کسی بھی درخت کے پتوں کو غور سے دیکھیں۔ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔“ — محافظ بونے

پر گلابی نشان ہیں۔“ —محافظ بونے نے جواب دیا۔
 ”مطلب یہ کہ جب یہاں کوئی سرخ نشان ہے ہی
 نہیں تو ہمیں کچھ گنتا ہی نہیں پڑے گا۔“ —عمر
 نے کہا۔

”ہاں آقا۔ ایسا ہی ہے۔“ —محافظ بونے نے
 کہا۔ اسی لمحے اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور عمرو
 کے کچھ فاصلے پر دھواں سا پھیل گیا۔ عمرو چونک کر
 دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے دھوئیں میں وہی بوڑھا چہرہ
 نمودار ہوا جو اسے درخت کے تنے پر نظر آیا تھا۔

”تمہارا جواب درست ہے عمرو عیار۔ پتوں پر سرخ
 رنگ کے نشان نہیں ہیں۔ تمہارے اس درست جواب
 سے اب یہ طلسم ختم ہو رہا ہے۔“ —بوڑھے کے لب
 ہلے اور پھر اچانک وہاں گہری تاریکی چھا گئی۔

”عمرو عیار نے صحیح جواب دے کر دوسرے طلسم کو بھی
 ختم کر دیا ہے۔ پتوں پر سرخ نہیں گلابی نشان تھے۔
 اس لئے عمرو عیار کا جواب بالکل درست ہے۔“ اچانک
 ایک گونجدار آواز سنائی دی۔ اور پھر وہاں جیسے گہرا اور
 نہ ختم ہونے والا سکوت سا چھا گیا۔

نے کہا۔ عمرو نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔ پھر سر
 جھٹک کر اس نے منہ بند کر لیا اور برگد کی جھکی ہوئی
 شاخ کے ایک پتے کو پکڑ لیا۔ پتے پر چھوٹے چھوٹے
 بے شمار نشان تھا۔

”کیا میں انہیں گنوں۔“ —عمرو نے محافظ بونے
 سے پوچھا۔

”نہیں آقا۔ رنگ کو دیکھیں۔ آپ سے کہا گیا تھا
 کہ پتوں پر سرخ نشانوں کو گنتا ہے۔ کیا ان پتوں پر
 سرخ رنگ کے نشان نظر آرہے ہیں آپ کو۔“ محافظ
 بونے نے کہا اور عمرو غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے
 وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے دوسرے پتے کو
 دیکھا۔ پھر تیسرے اور پھر مختلف پتوں کو دیکھنے لگا۔ پھر
 وہ بھاگتا ہوا دوسرے درختوں کی طرف گیا اور ان
 درختوں کے پتوں کے نشانوں کو دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ ان پر تو سرخ نشان نہیں ہیں۔ یہ تو گلابی
 نشان ہیں۔“ —عمرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں آقا۔ میں بھی ہر طرف دیکھ آیا ہوں۔ کسی
 درخت کے کسی پتے پر کوئی سرخ نشان نہیں ہے۔ سب

سے محافظ بونے نے سر نکال کر کہا۔

”کیا یہ مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔“ عمرو

نے اس سے پوچھا۔

”جب تک چمگادڑ ہونا نہیں آئے گا۔ یہ آپ کو کوئی

نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

عمرو ان کلہاڑا بردار آدمیوں کو گھورنے لگا۔ وہ واقعی

بدستور اپنی جگہ پر موجود تھے۔

عمرو اس بات سے تو خوش تھا کہ اس نے دوسرا

طلسم بھی فنا کر دیا ہے۔ مگر اسے خود پر اور محافظ بونے

پر بے حد غصہ آرہا تھا کہ اس قدر غور کرنے کے

باوجود وہ پہلے کیوں نہیں سمجھ سکے تھے اور درختوں کے

پتوں پر سرخ نہیں بلکہ گلابی رنگ کے نشان تھے۔ جب

وہاں سرخ نشانات تھے ہی نہیں تو وہ گنتے کیا۔ اگر وہ

غور کر لیتے تو عمرو کو اس طلسم کے ایک بڑے خزانے

سے محروم تو نہ ہونا پڑتا مگر اب افسوس کے سوا عمرو اور

کر بھی کیا سکتا تھا۔

عمرو ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے دائیں

طرف جھماکا ہوا اور وہاں چمگادڑ ہونا آ گیا۔

اندھیرا ختم ہوتے ہی جب روشنی ہوئی تو عمرو نے

خود کو اس پہاڑی کے سامنے کھڑا پایا تھا۔ عمرو وہاں

اکیلا کھڑا تھا۔ اندھیرا ہوتے ہی محافظ بونا واپس اس کی

زنجیل میں چلا گیا تھا۔

اس کے سامنے سات آدمی کھڑے تھے۔ جن کے

ہاتھوں میں کلہاڑے تھے۔ وہ نہایت غضبناک نظروں

سے عمرو کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنی جگہ ساکت

کھڑے تھے۔

”اب یہ کون ہیں۔“ — عمرو نے پریشانی کے عالم

میں کہا۔

”یہ آپ کو چمگادڑ ہونا آ کر بتائے گا۔“ — زنجیل

”تو تم نے دوسرا طلسم بھی فتح کر لیا۔“ — چمگادڑ بونے نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں کر لیا فتح۔ مگر اس طلسم سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ میں خالی ہاتھ ہی آیا ہوں۔“ — عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ اگلے طلسم میں تمہیں تین گنا خزانہ مل سکتا ہے۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”یہ سات آدمی یہاں کیا کر رہے ہیں۔ کیا یہ بھی طلسم کا ہی حصہ ہیں۔“ — عمرو نے چمگادڑ بونے سے پوچھا۔

”ہاں۔ ان سات کلباڑا برداروں سے بچ کر تمہیں اگلے طلسم میں جانا ہے۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”بچ کر۔ کیا مطلب۔“ — عمرو نے چونک کر کہا۔
 ”یہ ساتوں جنوب کی طرف ہیں۔ تم شمال میں ہو۔

تمہیں میرے جانے کے بعد مشرق کی طرف بھاگنا ہو گا۔ یہ تمہارے پیچھے بھاگیں گے اور تمہیں کلباڑے ماریں گے۔ اگر ان کا تمہیں ایک بھی کلباڑا لگ گیا تو تم زخمی ہو کر گر جاؤ گے۔ یہ فوراً تمہیں دبوچ لیں

گے۔ پھر یہاں ایک کالا دیو آئے گا۔ وہ تمہیں پکڑ کر موطلسمات میں لے جائے گا۔ اور اگر تم ان سے بچ گئے تو تمہیں بھاگ کر یہاں سے دو میل دور جانا ہو گا۔ دو میل کے فاصلے پر ایک سیاہ لکیر ہے۔ اگر تم اس سیاہ لکیر تک پہنچ گئے اور تم نے اس لکیر کو پار کر لیا تو تم تیسرے مرحلے میں داخل ہو جاؤ گے۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ تو اب مجھے ان سے بچنے کے لئے دو میل بھاگنا پڑے گا۔“ — عمرو نے کہا۔ اس کے چہرے پر غصہ اور پریشانی تھی۔

”ایک بڑے مرحلے میں جانے کے لئے تمہیں یہ کرنا ہی پڑے گا۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”یہ تو ہو گیا تیسرے مرحلے میں داخل ہونے کا طریقہ۔ اب یہ بتاؤ تیسرا مرحلہ ہے کیا۔“ — عمرو نے ہونٹ بھینچ کر پوچھا۔

”یہ طلسم کالا طلسم ہے۔ اس طلسم میں تمہیں ہر طرف کالے رنگ کے بڑے بڑے پرندے اڑتے نظر آئیں گے۔ ان پرندوں کی تعداد ہزاروں میں ہوگی۔ سب

پرندے تم پر لمبی لمبی چونچوں سے حملہ کریں گے اور تمہاری بوٹیاں اڑانے کی کوشش کریں گے۔ تمہیں خود کو ان سے بچانا ہے اور ان تمام پرندوں کو ہلاک کرنا ہے۔“ چمگادڑ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ کیا ان سب پرندوں کو مجھے ہی ہلاک کرنا پڑے گا۔“ عمرو نے کہا۔

”ہاں۔ اگر ان میں سے ایک پرندہ بھی بچ گیا تو وہ غائب ہو کر جب دوبارہ آئے گا تو اپنے ساتھ اور زیادہ پرندے لے آئے گا۔ اس لئے تمہیں ان تمام پرندوں کو ایک ساتھ اور ایک وقت میں ہی مارنا ہوگا۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”ایک ساتھ۔ ایک ہی وقت میں۔“ عمرو نے حیران ہو کر کہا۔

”ہاں۔ سب کے سب پرندے ایک ہی بار میں ہلاک ہو جائیں۔ جب تک تم ایسا نہیں کرو گے لمبی چونچوں والے سیاہ پرندے آتے رہیں گے اور تم پر حملے کرتے رہیں گے اور یاد رکھنا ان پرندوں کی چونچیں بے حد زہریلی ہیں۔ اگر تمہیں کسی ایک پرندے کی بھی

چونچ لگ گئی تو تم فوراً بے ہوش ہو جاؤ گے اور تمہارے بے ہوش ہوتے ہی پرندے گدھوں کی طرح تم پر پل پڑیں گے اور بوٹیوں کے ساتھ تمہاری ہڈیاں بھی کھا جائیں گے۔“ چمگادڑ بونے نے عمرو کو ڈراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمرو اس سے اور کچھ پوچھتا وہ اچانک غائب ہو گیا۔

”ارے۔ چلا گیا۔ اتنی جلدی۔ اس نے ان زہریلے پرندوں سے بچنے کا کوئی طریقہ تو بتایا ہی نہیں۔“ عمرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ کیا میں زنبیل سے باہر آجاؤں۔“ محافظ بونے کی آواز سنائی دی جو زنبیل کے سرے سے باہر جھانک رہا تھا۔

”آجاؤ۔ تم بھی آجاؤ۔ تم نے کون سا بڑا تیر مار لینا ہے۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا اور محافظ بونا اچک کر زنبیل سے باہر نکل آیا۔

کھاڑا بردار آدمی مسلسل اسی جگہ کھڑے تھے۔ انہوں نے چمگادڑ بونے کے جانے کے بعد بھی ابھی تک کوئی حرکت نہیں کی تھی۔ اسی لمحے اچانک وہاں تیز چیخ سنائی

دی۔

”اوہ۔ خبردار کرنے والی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔“

ہے۔“ — عمرو نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔“ — محافظ بونے

نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔

”چلو اس بار میرا کام آسان ہو گیا ہے۔ مجھے ان

سات حرام خوروں سے ہی بچنا ہے۔ ورنہ میں تو

پریشان ہو رہا تھا کہ اب نہ جانے اگلے طلسم میں جانے

کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔“ — عمرو نے

کہا۔

”پھر بھی آقا۔ آپ کو ان سے احتیاط کرنا پڑے

گی۔ یہ انسان گھوڑوں سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے

دوڑتے ہیں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”ان کی شکلیں بھی گھوڑوں جیسی ہی ہیں۔ مجھے تو یہ

انسانی گھوڑے ہی دکھائی دے رہے ہیں۔“ — عمرا

نے منہ بنا کر کہا۔

”اس کے علاوہ یہ کلباڑے مارنے میں بھی بے پناہ

مہارت رکھتے ہیں۔ یہ چاہیں تو کلباڑا پھینک کر اڑنی

ہوئی چڑیا کی بھی گردن کاٹ دیں۔“ — محافظ بونے

نے کہا۔ اسی لمحے دوسری بار چیخ کی آواز سنائی دی۔

اس چیخ کی آواز سننے ہی کلباڑا بردار انسانوں میں

بے چینی بڑھ گئی۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں میں کلباڑے

بدل رہے تھے جیسے وہ عمرو پر حملہ کرنے کے لئے

بے تاب ہو رہے ہوں۔

”پھر تم کیا کہتے ہو۔ ان سے میں کیسے بچوں گا۔“

محافظ بونے کی بات سن کر عمرو نے پریشان ہوتے

ہوئے کہا۔

”وہی میں سوچ رہا ہوں۔“ — محافظ بونے نے

کہا۔

”ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔“ — عمرو نے کہا۔

”کون سی بات۔“ — محافظ بونے نے چونک کر

کہا۔

”جب مجھے ان کلباڑا برداروں سے بچنے کے لئے

کہا گیا ہے تو پھر چیخوں کی آوازیں کیوں آرہی ہیں۔

اب ان چیخوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔“ — عمرو

نے کہا۔

”ان خفیہ طلسمات میں اس طرح آپ کو سوچنے سمجھنے کا موقع بھی دیا جا رہا ہے آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”سوچنے سمجھنے کا موقع۔ کیا مطلب۔“ — عمرو نے کہا۔

”سیدھی سی بات ہے۔ زاخار جادوگر کی بھی یہی خواہش ہے کہ کوئی اس کے خفیہ طلسمات فنا کر کے اس تک پہنچ جائے۔ اس نے کالے دیوتا کے کہنے پر سخت سے سخت طلسمات ضرور قائم کئے ہیں مگر ساتھ ساتھ اس نے ان طلسمات میں آنے والوں کو چند رعایتیں بھی دے رکھی ہیں تاکہ وہ ان طلسمات سے اپنا بچاؤ کرنے کا سوچ سکیں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔“ — عمرو نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا کر کہا۔

”ہاں آقا۔ اور میں آپ کو ایک بات اور بتا دوں۔ اگر دس چیخوں کی آوازیں آنے تک آپ یہیں رکے رہے تو پھر آپ مشکل میں آجائیں گے۔ آپ دسویں چیخ کے ختم ہوتے ہی یہاں سے غائب ہو کر سو

طلسمات والے مرحلے میں پہنچ جائیں گے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”بڑی مصیبت ہے یہ تو۔ نہ اس طرف چین ہے اور نہ اس طرف۔“ — عمرو نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے تیسری چیخ ابھری۔

”ہاں۔ یہ تو ہے۔“ — محافظ بونے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اچھا۔ یہ بتاؤ۔ کیا اب میں اپنی کراماتی چیزوں کا استعمال کر سکتا ہوں۔“ — عمرو نے پوچھا۔

”جی ہاں آقا۔ اب آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ صرف پہلے مرحلے میں آپ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اب آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔“ — محافظ بونے نے کہا تو عمرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے زمبیل سے سرخ جوتیاں نکال لیں۔ اس نے پیروں سے اپنی عام جوتیاں اتاریں اور ان کی جگہ سرخ جوتیاں پہن لیں۔ پھر اس نے زمبیل سے جادو پلٹ ہار نکالا اور اسے گلے میں ڈال لیا۔

”بہت خوب آقا۔ یہ آپ نے مناسب انتظام کیا

ہے۔ سرخ جوتیوں کی وجہ سے آپ گھوڑے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے بھاگ سکتے ہیں اور جادو پلٹ ہار سے اب نہ صرف آپ جادو سے بچ سکتے ہیں بلکہ آپ پر پھینکا ہوا کوئی جادوئی ہتھیار بھی واپس پلٹ جائے گا۔“ محافظ بونے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پھر مانتے ہو نا کہ میں عقلمند ہوں۔“ عمرو نے سینہ پھلا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل آقا۔ آپ جیسا عقلمند اور ذہین آدمی کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے۔“ محافظ بونے نے کہا اور اپنی تعریف سن کر عمرو کا سینہ کئی انچ اور پھول گیا۔

”کیا یہ دس چیخوں کے ختم ہونے کے بعد مجھ پر حملہ کریں گے۔“ عمرو نے پوچھا۔

”ارے نہیں آقا۔ آپ کو ان دس چیخوں کی آوازیں ختم ہونے سے پہلے اس سیاہ لکیر کو پار کرنا ہے۔ جیسے ہی آپ پلٹ کر بھاگیں گے۔ یہ بھی حرکت میں آجائیں گے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات تم پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔ چار

چیخیں سنائی دے چکی ہیں۔ دو میل کا فاصلہ ہے اور تم نے خواہ مخواہ مجھے باتوں میں الجھا رکھا ہے۔“ عمرو نے منہ ہٹا کر غصے سے کہا۔

”تو بھاگیں آقا۔ مزید دیر نہ کریں۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”سچ مچ۔“ عمرو نے مزاح بھرے لہجے میں کہا۔

”بالکل۔“ محافظ بونے نے ہنس کر کہا۔

”تو پھر لو۔ میں بھاگنے لگا ہوں۔“ عمرو نے کہا۔ اس نے ایک نظر ان ساتوں کلہاڑا برداروں کو دیکھا۔ ان کو منہ چڑایا اور پھر مشرق کی طرف یکفخت بھاگ اٹھا۔ جیسے ہی اس نے دوڑ لگائی۔ ساتوں کلہاڑا بردار شور مچاتے ہوئے اس کے پیچھے لپکے۔

عمرو سرخ جوتیوں کی مدد سے نہایت تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا۔ مگر وہ ساتوں بھی بے حد تیز تھے۔ وہ چھلانگیں مارتے ہوئے عمرو کے پیچھے آرہے تھے۔ عمرو نے بھاگتے بھاگتے سرگھما کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کی رفتار اور ان کلہاڑا برداروں کی رفتار میں کچھ



زیادہ فرق نہیں تھا۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے بھاگے چلے آ رہے تھے۔

پھر بھاگتے بھاگتے ایک انسان نے اچانک ہاتھ گھمایا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے کلہاڑا نکلا اور ہوا میں گھومتا ہوا نہایت تیزی سے عمرو کی طرف بڑھا۔ عمرو نے فوراً ایک اونچی چھلانگ لگائی اور کلہاڑا گھومتا ہوا اس کے پیروں کے نیچے سے ٹکنا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے انسان نے پوری قوت سے عمرو پر کلہاڑا پھینکا۔ کلہاڑا بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا عین عمرو کے قریب آیا۔ عمرو اس کلہاڑے سے نہیں بچ سکتا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کلہاڑا عمرو کو لگتا اچانک کلہاڑا عمرو کے کچھ فاصلے پر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور گھومتا ہوا ٹھیک اسی انسان کے سینے میں جا لگا جس نے کلہاڑا پھینکا تھا۔

اس انسان کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ اچانک وہیں جل کر راکھ ہوتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے کلہاڑا برداروں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں کہ عمرو پر پھینکا ہوا کلہاڑا اسے لگنے کے بجائے

واپس اس پھینکنے والے انسان کو آگے گا اور وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔

اپنے ساتھی کو اس طرح جل کر راکھ ہوتے دیکھ کر ان سب کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے۔ ان میں سے دو انسان بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے اپنے کلہاڑے ایک ساتھ عمرو پر کھینچ مارے۔ عمرو بجلی کی سی تیزی سے دوڑا چلا جا رہا تھا۔ کلہاڑا جس طرح پلٹ کر واپس پھینکنے والے کو جا لگا تھا اور وہ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر عمرو مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کلہاڑا اس کے گلے میں موجود جادو پلٹ ہار کی وجہ سے واپس پلٹ کر اس انسان کو لگا تھا۔

اس نے دو اور انسانوں کو کلہاڑے پھینکتے دیکھا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ کلہاڑے برق رفتاری سے گھومتے ہوئے اس کے نزدیک آئے اور پھر قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر اسی تیزی سے پلٹ کر گھومتے ہوئے واپس ان انسانوں کو جا لگے جنہوں نے کلہاڑے پھینکے تھے۔ فضا یکبارگی ان دونوں انسانوں کی

تیز اور انتہائی دردناک چیخوں سے تھرا اٹھی تھی اور پھر وہ دونوں بھی پہلے انسان کی طرح وہیں جل کر راکھ ہو گئے۔

”اوہ۔ اس آدم زاد پر اس طرح کلہاڑے مت پھینکو۔ آگے بڑھ کر اسے گھیرو۔ پھر ہم ایک ساتھ اس پر حملہ کریں گے۔“ ایک انسان نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

اس کی بات سنتے ہی اس کے ساتھیوں نے اپنی رفتار بڑھا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چاروں بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے عمرو کے نزدیک پہنچ گئے۔ دو عمرو کے دائیں طرف تھے اور دو بائیں طرف۔ انہوں نے عمرو کے نزدیک جاتے ہی اس پر حملہ کر دیا۔ وہ عمرو پر ہاتھ سے چھوڑے بغیر کلہاڑوں سے حملے کر رہے تھے اور اس بار عمرو بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں جھک کر اور ادھر ادھر اچھل کر خود کو ان کے حملوں سے بچا رہا تھا۔

”تم ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتے آدم زاد۔ رک جاؤ۔ ورنہ ہم تمہارے ٹکڑے اڑا دیں گے۔“ ایک

انسان نے عمرو کو کلباڑا مارتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”دیکھتا ہوں۔ ہمت ہے تو روک لو مجھے۔“ — عمرو نے جھکائی دے کر اس کے کلباڑے سے بچتے ہوئے کہا۔

”یہ بات ہے۔“ — اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔ یہی بات ہے۔“ — عمرو نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

”تم دونوں اس کے آگے جاؤ۔ میں اور مارگا اس پر پیچھے سے حملہ کرتے ہیں۔“ — اس انسان نے کہا تو دو تیزی سے چھلانگیں لگا کر عمرو کے سامنے آگئے جبکہ بولنے والا اور اس کا ایک ساتھی عمرو کے عقب میں آگئے تھے۔

”روکو۔ اسے روکو۔ جلدی ہم سرحدی لکیر کے قریب پہنچنے والے ہیں۔“ — اس انسان نے چیختے ہوئے کہا اور سامنے والے اچانک پلٹے اور انہوں نے فوراً عمرو پر چھلانگیں لگا دیں۔ چھلانگیں لگاتے ہی ان کے کلباڑے تیزی سے حرکت میں آئے۔ عمرو بھاگتے بھاگتے یکلاخت

پوری قوت سے اچھلا اور ہوا میں اٹھتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور ان دونوں کلباڑا برداروں کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ ان دونوں کے کلباڑے عمرو کے عین پہلوؤں کے قریب سے گزر گئے تھے۔

قلابازی کھا کر عمرو کے پیر جیسے ہی زمین سے لگے وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دوڑتا چلا گیا۔ اب اسے دور ایک سیاہ پٹی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

”وہ نکل رہا ہے۔ دوڑو۔ بھاگو۔ پکڑو اسے۔“ بولنے والے انسان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ان سب نے اپنی رفتار اور زیادہ تیز کی اور عمرو کے عین سر پر پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر عمرو نے پھر لمبی چھلانگ لگائی اور قلابازیں بھرتا ہوا سیاہ پٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی وہ سیاہ پٹی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ تین اور انسانوں نے آخری چارہ کار کے طور پر اپنے کلباڑے اس پر کھینچ مارے۔ چوتھا چونکہ پہلے ہی عمرو پر اپنا کلباڑا پھینک چکا تھا اور وہ عمرو کے پیروں کے نیچے سے نکل گیا تھا۔ اس لئے وہ خالی ہاتھوں ہی عمرو کو

پکڑنے کے لئے دوڑ رہا تھا۔ تینوں کلباڑے عمرو کی طرف آئے اور پھر پلٹ کر واپس ان تینوں کو جا لگے۔ وہ تینوں بھی وہیں حل کر راکھ ہو گئے۔ چوتھا عمرو کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے بھاگتے بھاگتے چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرح ہاتھ پھیلا کر عمرو کی طرف بڑھا۔ عمرو نے بھی چھلانگ لگائی اور پھر وہ اڑتا ہوا عین سیاہ پٹی پر سے گزر گیا۔ ہوا میں اچھلا ہوا انسان بھی پٹی پر سے گزرا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار کڑا کا ہوا اور وہ انسان یکلخت چنٹا ہوا فضا میں ہی جل کر راکھ بنتا چلا گیا۔

پٹی سے گزر کر عمرو دوسری طرف آیا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر اسے اپنے دماغ میں اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔

اس بار عمرو کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے تاریکی پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیروں کے نیچے سے زمین بھی نکل گئی ہو۔ وہ بری طرح سے لڑکھڑا گیا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ گر جاتا اچانک اس کے پیروں کے نیچے ٹھوس زمین آگئی اور وہ گرتے گرتے سنبھل گیا۔

جیسے ہی وہ سنبھلا اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے چھایا ہوا تاریکی کا پردہ غائب ہو گیا اور عمرو نے خود کو ایک اور میدان میں موجود پایا۔ یہ میدان زیادہ لمبا چوڑا نہیں تھا۔ اس کے چاروں طرف اسے طویل پہاڑی سلسلے دکھائی دے رہے تھے۔ پہاڑیوں کے درمیان بنی ہوئی یہ وادی کسی خشک اور بے آب و گیاہ میدان جیسی

سراٹھا کر دیکھا تو ایک لمحے کے لئے خوف سے اس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ دھوئیں کے بادلوں سے اسے سیاہ رنگ کے دیو ہیکل پرندے نکل نکل کر آتے دکھائی دیئے۔ ان پرندوں کی جسامت دیو قامت تھی اور ان کی چونچیں واقعی بے حد بڑی بڑی اور نوکیلی اور تلواروں جیسی نظر آرہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان پر ہر طرف دیو ہیکل کو بے حد بڑے ہوں۔ ان پرندوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی اور وہ بادلوں سے نکل کر نیچے آرہے تھے۔ ان پرندوں کے پنچے بھی بے حد بڑے بڑے اور نوکدار تھے۔ وہ جوں جوں نیچے آرہے تھے۔ انہیں دیکھ کر عمرو کا خون خشک ہوتا جا رہا تھا۔ سیاہ پرندوں کے سر گول تھے اور ان کی آنکھیں بے حد بڑی بڑی اور باہر کو نکلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ چند ہی لمحوں میں جیسے سارا آسمان ان سیاہ، بھیانک اور ہبتناک پرندوں سے بھر گیا۔ وہ غوطے لگاتے اور کریہہ ناک آوازوں سے چیختے ہوئے نیچے آتے جا رہے تھے۔ ان کی رفتار بے حد تیز تھی۔

”ارے باپ رے۔ یہ تو تیزی سے میری طرف

ہی تھی۔ البتہ وہاں ہر طرف چھوٹے بڑے پتھر ضرور بکھرے دکھائی دے رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے پتھروں کو توڑ کر وہاں ہر طرف پھیلا دیا ہو۔ اوپر فضا میں دھواں ہی دھواں دکھائی دے رہا تھا جس کی وجہ سے آسمان دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔

عمرو کو چگاڈو بونے نے بتایا تھا کہ اس طلسم میں سیاہ رنگ کے بڑے بڑے پرندے ہیں جن کی چونچیں بے حد لمبی ہوں گی حملہ کرنے کے لئے آئیں گے۔ اسے نہ صرف خود کو ان پرندوں کے حملوں سے بچانا ہے بلکہ ان سب پرندوں کو ایک ساتھ ہلاک کرنا ہے۔ ان پرندوں کی چونچیں زہریلی ہیں اور اگر کسی ایک پرندے کی چونچ اسے لگ گئی تو وہ فوراً بے ہوش ہو جائے گا اور بے ہوش ہوتے ہی اس پر سیاہ پرندے پل پڑیں گے اور اس کے گوشت کے ساتھ اس کی ہڈیاں بھی نکل جائیں گے۔

عمرو ابھی ان زہریلی چونچوں والے پرندوں سے بچنے اور انہیں ایک ساتھ ہلاک کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسے آسمان پر تیز شور سنائی دیا۔ اس نے



آ رہے ہیں۔ اگر میں نے ان سے بچنے کا جلد کوئی انتظام نہیں کیا تو یہ واقعی میرے ٹکڑے اڑا دیں گے۔ عمرو نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ پھر ایک خیال کے آتے ہی اس نے زمبیل سے فوراً مقدس چھتری نکال لی۔ چھتری نکال کر اس نے کھولی اور فوراً سر پر تان لی۔ اسی لمحے ایک پرندہ زنائے دار آواز کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے نیچے آ کر مقدس چھتری سے ٹکرایا۔ جیسے ہی اس کے نیچے مقدس چھتری سے ٹکرائے ایک زور دار کڑا کا ہوا اور پرندہ یکنخت جل کر راکھ ہو گیا اور اس کی راکھ ہوا میں اڑتی چلی گئی۔ اسی لمحے ایک اور پرندہ نیچے آیا۔ اس پرندے کے نیچے بھی جیسے ہی مقدس چھتری سے ٹکرائے کڑا کے کی آواز کے ساتھ روشنی سی چمکی اور وہ بھی راکھ بن کر ہوا میں بکھر گیا۔ اور پھر تو جیسے ان پرندوں نے موت کی پرواہ کئے بغیر نیچے آ کر اس چھتری سے ٹکرانا شروع کر دیا۔ روشنی چمکتی، کڑا کے ہوتے اور پرندے خاک بن بن کر ہوا میں بکھرتے رہے۔ پرندوں کے ساتھ اب ان کی راکھ بھی ہر طرف اڑتی دکھائی دے رہی تھی۔ مگر اس کے باوجود پرندے

عمرو پر حملے کرنے سے نہیں رک رہے تھے۔ یہ عمرو کی خوش قسمتی ہی تھی کہ اسے بر وقت مقدس چھتری کا خیال آگیا تھا اور اس نے فوراً ہی مقدس چھتری نکال کر سر پر تان لی تھی۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی اور دیر ہو جاتی تو اب تک کسی نہ کسی پرندے کی زہریلی چونچ اس کے جسم میں گھس چکی ہوتی۔

مقدس چھتری سر پر تان لینے سے عمرو ان خطرناک، خونخوار اور زہریلے پرندوں کے حملوں سے محفوظ تو ہو گیا تھا مگر آسمان ان پرندوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف سیاد پرندے ہی پرندے دکھائی دے رہے تھے۔ جن کی تعداد لاکھوں میں نہیں تو ہزاروں میں ضرور تھی اور عمرو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوا جا رہا تھا کہ وہ ان ہزاروں کی تعداد میں پرندوں کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں کیسے ہلاک کرے گا۔

اب سینکڑوں پرندے زمین پر آکر بیٹھ گئے تھے۔ سینکڑوں اس کے ارد گرد منڈلا رہے تھے اور اس سے کہیں زیادہ تعداد میں پرندے اوپر موجود تھے۔ ان کے حملے کرنے کا سلسلہ بھی نہیں رک رہا تھا۔ لگاتار پرندے

نیچے آکر مقدس چھتری سے ٹکرا رہے تھے۔ اور زمین پر موجود پرندے بڑی بڑی اور خوفناک آنکھوں سے عمرو کو گھور رہے تھے۔ جیسے عمرو اگر ان کی طرف بڑھ کر آئے تو وہ فوراً اس پر حملہ کر دیں گے۔

”آقا۔ اس طرح بات نہیں بنے گی۔“ — محافظ بونے نے زنبیل سے سر نکال کر عمرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو پھر میں کیا کروں۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تلوار حیدری نکال کر انہیں ہلاک کرنا شروع کر دوں۔“ عمرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں آقا۔ آپ کو انہیں ایک ساتھ ہلاک کرنا ہے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”مگر کیسے۔“ — اس کی بات سن کر عمرو نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ مقدس چھتری سے ٹکرا کر جو پرندے جل جل کر راکھ ہو رہے ہیں۔ ان کے ہلاک ہونے کا آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ ایک پرندہ جل کر راکھ بنتا ہے تو ایک پرندے کی جگہ بادلوں سے دس پرندے

اور نکل آتے ہیں۔ ان کی تعداد کم ہونے کے بجائے بڑھتی جا رہی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہاں اس قدر تعداد میں پرندے جمع ہو جائیں گے کہ آپ کو آگے بڑھنے کے لئے ایک قدم کی بھی جگہ نہیں ملے گی اور اس حال میں آپ اس طرح کب تک کھڑے رہیں گے۔“ — محافظ بونے نے کہا تو عمرو پریشان ہو گیا۔ واقعی وہ مقدس چھتری لئے کب تک وہاں کھڑا رہ سکتا تھا۔

”تو کیا میں آگے بڑھنا شروع کر دوں۔“ — عمرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اس سے کیا فائدہ ہوگا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”مگر ان سب پرندوں کو میں ایک ساتھ کیسے ہلاک کر سکتا ہوں۔ ہر طرف سیاہ پرندے ہی پرندے ہیں۔“ عمرو نے کہا۔

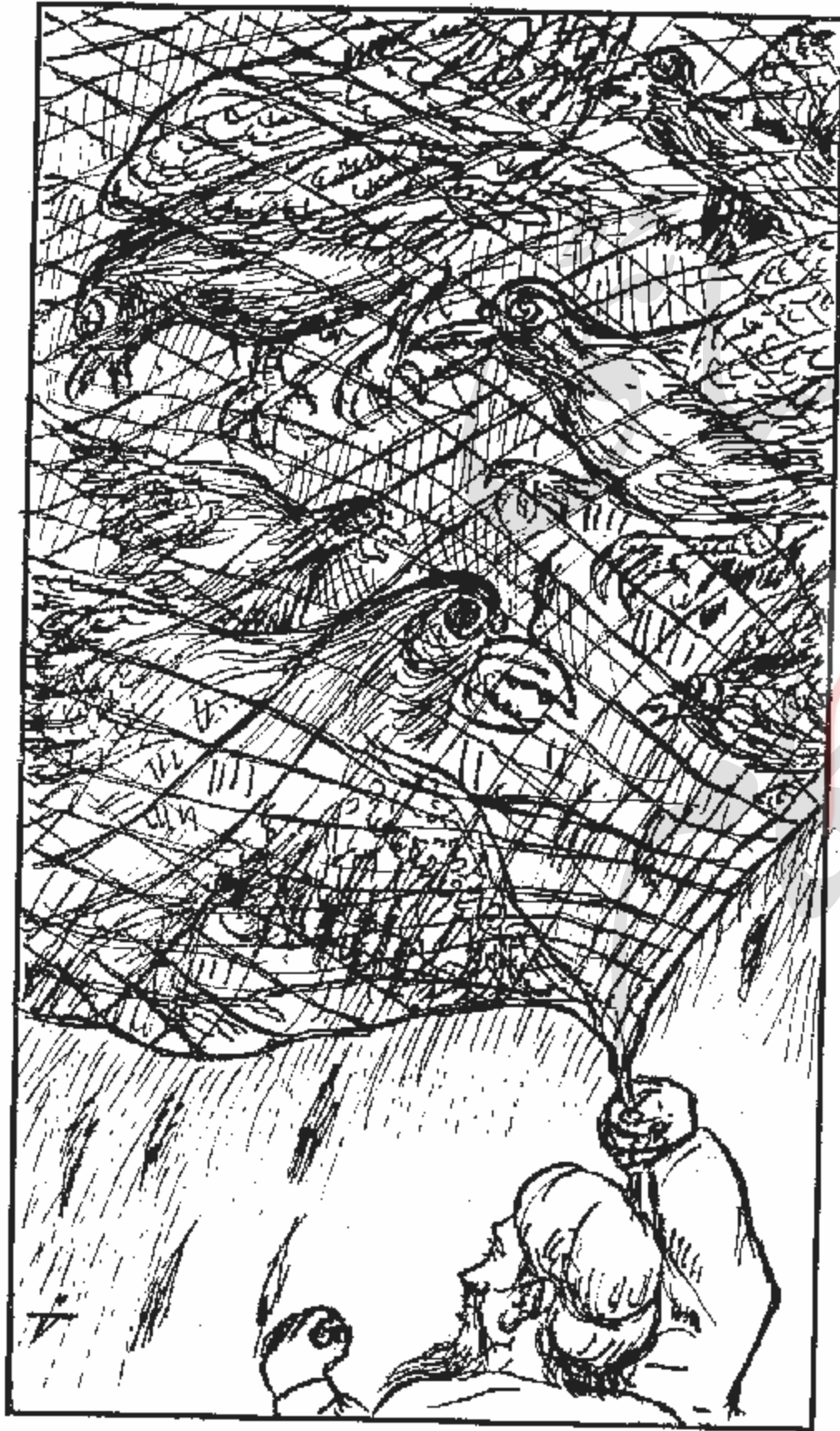
”آپ اپنی کراماتی چیزوں کو استعمال کریں آقا۔ کراماتی چیزوں سے ہی آپ اس مسئلے کا حل نکال سکتے ہیں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”کراماتی چیزیں۔“ — عمرو نے کہا اور پھر اچانک اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ میں ان پرندوں کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں ہلاک کر سکتا ہوں۔ بالکل کر سکتا ہوں۔“ — عمرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور محافظ بونا مسکراتا ہوا زمبیل کے اندر چلا گیا۔

عمرو نے فوراً زمبیل سے جال الیاسی نکال لیا۔ جال الیاسی کے ایک سرے پر ڈوری تھی۔ عمرو نے ڈوری منہ میں دبائی اور جال الیاسی کو اوپر کی طرف اچھال دیا۔

”جال الیاسی۔ ان تمام سیاہ پرندوں کو جکڑ لو۔“ عمرو نے منہ سے ڈوری نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ جال الیاسی ہوا میں اچھل کر تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جال الیاسی جیسے بادلوں میں جا کر گم ہو گیا۔ دوسرے لمحے آسمان پر زور دار کڑا کے ہوئے، بجلی کی تیز لہریں سی چمکیں اور جال الیاسی پھیل



کر نیچے گرتا نظر آیا۔ وہ گرتے ہوئے ہوا میں موجود سیاہ پرندوں کو بھی اپنے ساتھ نیچے گراتا آرہا تھا۔ پھر تیز روشنی سی چمکی۔ عمرو کے ہاتھ میں موجود ڈوری کو جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے اسے اپنے سامنے جال الیاسی میں پھنسے لمبی چونچوں والے سیاہ پرندوں کا پہاڑ سا دکھائی دیا۔ جال الیاسی نے بادلوں میں ہوا میں موجود لمبی چونچوں والے تمام پرندوں کے ساتھ ساتھ زمین پر موجود پرندوں کو بھی جکڑ لیا تھا اور پھر وہ سکر کر عمرو کے سامنے آگرا۔

”بہت خوب۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب دیکھتا ہوں تم کیسے بچتے ہو۔“ — عمرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ جال میں پھنسے ہوئے پرندے بری طرح پھڑ پھڑا رہے تھے مگر اب اس جال میں سے نہیں نکل سکتے تھے۔ عمرو نے مقدس چھتری بند کر کے زمبیل میں ڈال لی۔ اب اسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا جال الیاسی میں پھنسے لمبی چونچوں والے پرندوں کے قریب آگیا جو جال میں جکڑے خوفناک انداز میں چیخ رہے تھے۔ عمرو نے زمبیل سے ایک سرخ رنگ کی گیند نکال

لی۔ گیند شیشے کی بنی ہوئی تھی اور یوں لگ رہا تھا جیسے اس میں آگ ہی آگ بھری ہوئی ہو۔ یہ آگ گیند تھی۔ یہ گیند اسے شہزادی سو رنگ پری نے تحفے میں دی تھی جس کے باپ نے عمرو کو زنبیل جیسا انمول تحفہ دیا تھا۔

عمرو چند لمحے ان پرندوں کو غور سے دیکھتا رہا پھر وہ ان سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ کافی پیچھے آکر اس نے آگ گیند پوری قوت سے اوپر اچھال دی۔ آگ گیند بجلی کی سی تیزی سے آسمان کی طرف بلند ہوتی چلی گئی۔ کافی بلندی پر جا کر گیند زور دار دھماکے سے پھٹی۔ دوسرے لمحے آسمان پر جیسے ہر طرف آگ کی چادر سی پھیل گئی اور پھر آگ کے بڑے بڑے شعلے جال الیاسی پر گرنے لگے۔ دوسرے لمحے جال الیاسی میں موجود لمبی چونچوں والے سیاہ پرندے آگ میں جلنے لگے۔ ان کی تیز اور دل ہلا دینے والی چیخوں سے وادی بری طرح سے گونج رہی تھی۔ ان پرندوں کے چیخنے کی آوازیں اس قدر تیز تھیں کہ عمرو کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے

بے اختیار دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے تھے۔

کچھ ہی دیر میں جال الیاسی میں پھنسے تمام پرندے جل کر راکھ ہو گئے۔ پرندوں کے راکھ ہوتے ہی جال الیاسی نے سکڑنا شروع کر دیا۔ اور پھر وہ دوبارہ پہلی جیسی حالت میں آیا اور اچانک غائب ہو گیا۔ عمرو کی زنبیل دوبار بھاری ہوئی اور پھر ہلکی ہو گئی۔ جس کا مطلب تھا کہ آگ گیند اور جال الیاسی اپنا کام ختم کر کے واپس زنبیل میں جا چکے تھے۔

”خس کم جہاں پاک۔“ عمرو نے مسرت بھرے انداز میں دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ عمرو عیار۔ بہت خوب۔ تم نے خفیہ طلسمات کا تیسرا مرحلہ بھی فنا کر دیا۔ تم واقعی بہت ذہین اور تیز انسان ہو۔“ اچانک عمرو کو چمگاڑ بونے کی آواز سنائی دی۔ عمرو نے چونک کر دیکھا اس کے کچھ فاصلے پر چمگاڑ بونا ہوا میں معلق نظر آ رہا تھا۔

”خزانے کے بارے میں بتاؤ چمگاڑ بونے۔ اس بار مجھے تین گنا بڑا خزانہ ملے گا نا۔“ عمرو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں

کہا۔

”ہاں عمرو عیار۔ اس مرتبہ تمہیں پچھلے خزانوں سے تین گنا بڑا خزانہ دیا جائے گا۔ خزانہ سرخ موتیوں کا ہے۔ اور ایک موتی تمہاری دنیا کی سرخ مہروں والی سونے کی ایک ہزار اشرفیاں دلا سکتا ہے۔“ چمگاڈ بونے نے مکروہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو عمرو عیار کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ دوسرے لمحے اس کے سامنے تین بڑے بڑے گھڑے نمودار ہو گئے جو سرخ رنگ کے موتیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ان موتیوں کو دیکھ کر عمرو عیار کا چہرہ بھی پکے ہوئے ٹماٹر کی طرف سرخ ہو گیا تھا۔

سرخ موتیوں کا خزانہ حاصل کر کے عمرو خوشی سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ وہ ایک بڑے میدان میں دیوانہ وار رقص کر رہا تھا۔ میدان بالکل خالی تھا۔ وہاں آب و گیاہ کا نشان تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

سرخ موتی دینے کے بعد چمگاڈ بونے نے عمرو کو چوتھے طلسم کے بارے میں بتایا تھا جو آگ طلسم تھا۔ اس آگ طلسم میں جانے سے پہلے اسے ایک بار پھر ایک نئے مرحلے سے گزرنا تھا۔ اس مرحلے سے گزرنے کے بعد ہی وہ اس آگ طلسم میں داخل ہو سکتا تھا ورنہ ظاہر ہے اسے دوسرے طلسم میں ہی جانا پڑتا جہاں اسے ایک بڑے طلسم کے بجائے سو طلسمات ختم کرنے

پڑتے۔

”آقا۔ میں زنبیل سے باہر آ جاؤں۔“ اچانک محافظ بونے نے زنبیل سے سر نکال کر کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ آ جاؤ باہر۔ میں بہت خوش ہوں محافظ بونے۔ اس بار مجھے واقعی بہت بڑا خزانہ ملا ہے۔ یہ سرخ موتیوں کا خزانہ پچھلے خزانوں سے بہت بڑا ہے۔ اس خزانے نے مجھے پچھلے خزانوں کی بھی یاد بھلا دی ہے۔“ عمرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے محافظ بونا اچھل کر باہر آ گیا۔ وہ بے حد سنجیدہ اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

”ارے۔ تمہارا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔ کیا تم میری خوشی سے خوش نہیں ہو۔“ عمرو نے کہا۔

”میں خوش ہوں آقا۔ مگر۔“ محافظ بونے نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

”مگر کیا۔“ عمرو نے حیرت سے اس کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ شاید کچھ بھول رہے ہیں۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”بھول رہا ہوں۔ کیا مطلب۔ کیا بھول رہا ہوں میں۔“ عمرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کو چمگادڑ بونے نے چوتھے مرحلے میں جانے کے لئے کچھ بتایا تھا شاید۔“ محافظ بونے نے اسی انداز میں کہا۔

”ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ یہاں دو انسان نمودار ہوں گے۔ وہ مجھے دو خواہشیں بتائیں گے۔ یہ میری مرضی ہے کہ میں ان میں سے کسی ایک کی خواہش پوری کروں۔ مگر کہاں ہیں وہ انسان۔ مجھے تو یہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا۔“ عمرو نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ابھی آ جائیں گے۔ آقا۔ چمگادڑ بونے نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کو ہر حال میں ان دونوں میں سے ایک انسان کی خواہش پوری کرنا پڑے گی۔ وہ آپ کو یہ بھی بتا دیں گے کہ ان میں سے ایک آدمی کی خواہش پوری کریں گے تو آپ سیدھے چوتھے مرحلے میں داخل ہو جائیں گے اور دوسرے انسان کی خواہش پوری کریں گے تو آپ کو سو مرحلوں والے طلسم میں



جانا پڑے گا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔
 ”تو پھر۔ پھر کیا ہو گا۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔
 کہنا ہے کھل کر بتاؤ۔“ — عمرو نے اسے گھور کر کہا۔
 اسی لمحے اس کے سامنے دو ادھیڑ عمر انسان نمودار
 گئے۔ دونوں کے جسم اور لباس ایک جیسے تھے۔ ایک
 کے سر پر لمبے بال تھے جبکہ دوسرے کا سر گنجا تھا۔
 ”اب میں کیا بتاؤں۔ یہ خود ہی آپ کو بتا دیں
 گے۔“ — محافظ بونے نے کہا اور غائب ہو گیا۔
 ”میرا نام طالوس ہے۔“ — گنچے سر والے نے
 عمرو سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”اور میرا نام بالوس ہے۔“ — دوسرے انسان نے
 کہا۔

”تو میں کیا کروں۔ میں نے تمہارے ناموں کا اچار
 نہیں ڈالنا۔“ — عمرو نے منہ بنا کر کہا۔
 ”اگر تم میری ایک خواہش پوری کر دو تو میں تمہیں
 سیدھا چوتھے مرحلے میں لے جا سکتا ہوں۔“ — گنچے
 سر والے طالوس نے کہا۔
 ”اور اگر تم میری ایک خواہش پوری کر دو تو میں

تم مجھے تیسرے مرحلے سے حاصل ہونے والا سارا سرخ موتیوں کا خزانہ دے دو۔“ طالوس نے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو یوں اچھلا جیسے اس کے پیر پر کسی انتہائی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر طالوس کی طرف دیکھنے لگا۔

”کک۔ کک۔ کیا کہا۔ سارا خزانہ۔“ عمرو نے ہکلا کر کہا۔

”ہاں۔ جیسے ہی تم مجھے سرخ موتیوں کا خزانہ دو گے میں تمہیں چوتھے مرحلے میں لے جاؤں گا۔“ طالوس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور عمرو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ایک اس سے محض اس کی مونچھوں کے دو بال مانگ رہا تھا۔ اس کی شرط آسان تھی مگر وہ اسے ان طلسمات میں لے جا سکتا تھا جہاں عمرو کو سو مراحل سے گزرنا تھا جبکہ دوسرا جو اسے چوتھے آگ طلسم میں لے جا سکتا تھا۔ وہ اس سے سرخ موتیوں کا خزانہ مانگ رہا تھا۔

”اب آپ کو میری پریشانی کی وجہ سمجھ میں آگئی ہو گی۔“ اچانک اسے محافظ ہونے کی آواز سنائی دی۔

تمہیں سو مرحلوں والے طلسمات میں لے جاؤں گا۔“ دوسرے انسان بالوس نے کہا۔

”تمہاری خواہش کیا ہے۔“ بولو۔“ عمرو نے طالوس سے پوچھا۔

”پہلے میری خواہش سنو۔ میں طالوس سے بڑا ہوں۔“ بالوس نے کہا۔

”بولو۔“ عمرو نے سر جھٹک کر پوچھا۔

”تم مجھے اپنی مونچھوں کے دو بال توڑ کر دے دو۔“ بالوس نے کہا اور عمرو حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”مونچھوں کے دو بال۔“ عمرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میری آسان سی شرط ہے۔ جسے پورا کر کے تم سو مرحلوں والے طلسمات میں جا سکتے ہو۔“ بالوس نے جواب دیا۔

”اب تم بتاؤ۔“ عمرو نے طالوس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اگر تم سیدھے چوتھے مرحلے میں جانا چاہتے ہو تو

”یہ۔ یہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں محافظ بونے۔ مم۔
مم۔ میں اسے اپنا خزانہ کیسے دے سکتا ہوں۔ یہ۔ یہ۔“
عمرو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دونوں میں سے ایک کی بات تو آپ کو ماننا ہی
پڑے گی آقا۔ اگر آپ بالوس کی شرط نہیں مانیں گے تو
پھر اس کے ساتھ آپ کو سو مرحلوں والے طلسمات میں
جانا پڑے گا۔ ان سو مرحلوں میں کیا ہو گا۔ یہ میں بھی
نہیں جانتا۔ لیکن میں آپ کو یہ بتا دوں اگر آپ نے
سو مرحلوں والے طلسمات میں جانے کا فیصلہ کر لیا تو
اگلی بار آپ کو اسی طرح سو سو مرحلوں والے طلسمات
میں ہی جانا پڑے گا۔ آپ کی ساری زندگی ان
طلسمات کو فنا کرتے ہی گزر جائے گی۔“ محافظ
بونے نے کہا۔

”تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں اپنا خزانہ طالوس کو
دے دوں۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس کے سوا آپ کے پاس اور کوئی چارہ بھی تو
نہیں ہے آقا۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو کا
رنگ اڑ گیا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ ان خزانوں کو حاصل کرنے کا
مجھے کیا فائدہ جو مجھے اسی طرح یہیں گنوانے پڑ رہے
ہیں۔ اس طرح تو میں یہاں سے ایک خزانہ بھی نہیں
لے جا سکوں گا۔“ عمرو نے رونی سی صورت بنا
کر کہا۔

”ان خفیہ طلسمات سے خزانے حاصل کرنے سے
زیادہ آپ کا یہاں سے نکلنا بہت ضروری ہے آقا۔ کیا
آپ چاہتے ہیں کہ آپ ساری زندگی ان خفیہ طلسمات
میں ہی پڑے رہیں یا ان میں سے کسی ایک طلسم کا
شکار ہو کر ہلاک ہو جائیں۔“ محافظ بونے نے
کہا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ میں بھلا ایسا کیوں چاہوں گا۔“
عمرو نے گھبرا کر کہا۔

”تو آقا۔ پھر آپ سرخ موتیوں کا خزانہ طالوس کو
دے دیں۔ اسی میں آپ کی بھلائی ہے۔“ محافظ
بونے نے کہا۔

”اوہ۔ مگر یہ کبخت سارا خزانہ مانگ رہا ہے۔“ عمرو
نے منہ بنا کر کہا۔

اصلیت نہیں ہے۔“ — عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”بظاہر تو ان خزانوں کی واقعی کوئی اصلیت نہیں ہے
 مگر آقا یہ خزانے اگلے مرحلوں کی کنجی کے طور پر آپ
 کے کام ضرور آسکتے ہیں۔ آپ ان خزانوں کی کنجی سے
 کسی بھی طلسم کا تالا کھول سکتے ہیں۔“ — محافظ بونے
 نے کہا۔

”ہونہم۔ تو کیا اب مجھے واقعی سرخ موتیوں کا سارا
 خزانہ اسے دینا پڑے گا۔“ — عمرو نے پریشانی اور
 غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ کی مرضی ہے آقا۔ آپ چاہیں تو اپنی
 مونچھوں کے دو بال بالوں کو دے دیں۔“ — محافظ
 بونے نے کہا۔ محافظ بونے کی صرف آواز سنائی دے
 رہی تھی جبکہ وہ خود غائب تھا مگر عمرو یوں آنکھیں پھاڑ
 رہا تھا جیسے وہ اسے غضبناک نگاہوں سے گھور رہا ہو۔

”تم سے تو میں ان طلسمات سے باہر جا کر نپٹوں گا
 اور ملکہ حیرت جادو۔ اسے تو میں طلسم ہوشربا میں جا کر
 ایسا سبق سکھاؤں گا کہ وہ زندگی بھر یاد رکھے گی۔“ عمرو
 نے غرا کر کہا۔

”دے دیں۔ ویسے بھی یہ جادوئی خزانے ہیں۔ یہ
 بھلا آپ کے کس کام کے۔“ — محافظ بونے نے کہا
 تو اس کی بات سن کر عمرو چونک پڑا۔

”جادوئی خزانے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ خزانے اصلی
 نہیں ہیں۔“ — عمرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”نہیں آقا۔ یہ اصلی خزانے نہیں ہیں۔ اگر یہ آپ
 کے پاس رہے تو ان طلسمات سے نکلتے ہی سارے
 خزانے آپ کی زنبیل سے غائب ہو جائیں گے۔“
 محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ مگر تم نے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی تھی۔“
 عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”میں آپ کا دل رکھنا چاہتا تھا آقا۔ اگر آپ
 مایوس ہو جاتے تو پھر آپ پچھلے مرحلوں میں نقصان اٹھا
 سکتے تھے۔ اس لئے میں نے آپ کو یہ سب بتانا
 مناسب نہیں سمجھا تھا۔“ — محافظ بونے نے سنجیدگی
 سے کہا۔

”اس کا مطلب ہے چمگادڑ بونا مجھے محض دکھاوے
 کے لئے خزانے دے رہا ہے۔ ان خزانوں کی کوئی

الرح سے دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا جیسے اس کا بہت

قریبی عزیز ہلاک ہو گیا ہو۔ ایسے میں محافظ بونے نے سہمے ہوئے انداز میں سر نکال کر جب اس سے زمبیل سے باہر آنے کی اجازت مانگی تو عمرو اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔

”خبردار۔ اگر تم زمبیل سے باہر نکلے تو میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ تمہاری وجہ سے میں نے سرخ موتیوں کا خزانہ گنوا یا ہے۔ میرا بس چلے تو میں تمہیں ابھی اور اسی وقت کچا چبا جاؤں۔ تم میرے دوست نہیں دشمن ہو۔ سب سے بڑے دشمن۔“ عمرو نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا۔“ محافظ بونے نے پریشان ہو کر کہنا چاہا۔

”کہا نا۔ مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ جاؤ۔ چلے جاؤ۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔“ عمرو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور محافظ بونا ہونٹ بھیجنے کر واپس زمبیل میں چلا گیا۔

”ہونہہ۔ یہ میرا تیسرا بڑا نقصان ہے۔ اس نقصان کا ازالہ میں کیسے کروں۔ کیسے؟“ عمرو نے غصیلے انداز میں

میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ آپ کافی دیر سے وقت برباد کر رہے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ جادوئی آگ والا غار غائب ہو جائے۔“ اچانک زمبیل کے محافظ بونے نے زمبیل سے سر باہر نکال کر کہا۔

”کیا مطلب۔“ اس کی بات سن کر عمرو نے چونک کر کہا۔

”آقا۔ آپ نے شاید دھیان نہیں دیا۔ خبردار کرنے والی چیخیں چار بار سنائی دے چکی ہیں۔ چیخیں چھ بار اور سنائی دیں گی اور دسویں چیخ کے بعد اس غار کا دہانہ خود بخود بند ہو جائے گا جس میں جادوئی آگ جل رہی ہے۔ اور پھر دوسرے غاروں کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھے گی اور پھر یہاں ہر طرف آگ ہی آگ پھیل جائے گی۔ جس میں آپ بھی جل کر بھسم ہو جائیں گے۔ اس لئے اب یہ رونا دھونا چھوڑیں اور جادوئی آگ کے غار کو تلاش کر کے اندر چلے جائیں۔ آپ جس خزانے کا غم کر رہے ہیں۔ وہ خزانہ اور اس جیسے تین اور خزانے آپ کو غار کے دوسری طرف مل جائیں

گئے۔“ — محافظ بونے نے کہا اور عمرو واقعی رونا دھونا بھول گیا۔ وہ فوراً چٹان سے چھلانگ لگا کر نیچے آ گیا۔
”کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔“ — عمرو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ جادوئی آگ والے غار کے دوسرے سرے پر آپ کو نہ صرف سرخ موتیوں والا خزانہ ملے گا بلکہ وہ دو خزانے بھی آپ کو مل جائیں گے جو آپ نے ضائع کر دیئے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کو وہاں ایک اور بڑا خزانہ بھی مل جائے گا۔“ — محافظ بونے نے کہا اور عمرو کا مرجھایا ہوا چہرہ کھلتا چلا گیا۔
”کک۔ کیا وہ اصلی خزانے ہیں۔“ — عمرو نے اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ ہاں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی اس غار میں چلا جاتا ہوں۔“ — عمرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”جائیں۔ جلدی کریں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”چار خزانے، اوہ ہاں۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔“

چمگاڑ بونے نے کہا تھا کہ میں اس طلسم کو فنا کر کے چار گنا خزانے حاصل کر سکتا ہوں۔ ہونہ۔ میں اب تک خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا تھا۔ چار بڑے خزانے غار کے دوسری طرف میرا انتظار کر رہے ہیں اور میں یہاں بیٹھا مفت میں اپنے آنسو ضائع کر رہا ہوں۔“ — عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا پہاڑ کے سامنے آ گیا۔ وہ شاید بھول گیا تھا کہ محافظ بونے نے اسے بتا دیا تھا کہ ان طلسمات کے خزانے جادوئی ہیں جو اس کے کسی کام کے نہیں ہیں۔

غار کے دہانے بہت بڑے بڑے تھے اور ان میں ایک جیسی اور خوفناک آگ جل رہی تھی۔ سب غاروں کے دہانے ایک جیسے چوڑے تھے اور ان میں لگی ہوئی آگ بھی ایک جیسے انداز میں جل رہی تھی۔ وہ باری باری ان دہانوں کے قریب جا رہا تھا۔ غاروں سے نکلتی ہوئی آگ کی تپش بے حد تیز تھی۔ عمرو کا سارا جسم پسینے سے بھگ گیا تھا۔

”یہاں تو ہر طرف ایک جیسی آگ ہے۔ اور اس

کی تپش بھی بہت زیادہ ہے۔ وہ کون سا غار ہے جس

میں جادوئی آگ ہے۔“ — عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”آقا۔“ — محافظ بونے نے ایک بار پھر زمبیل سے سر نکال کر باہر آنے کی اجازت مانگتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ محافظ بونے آ جاؤ اور کرو میری مدد۔ اور سنو۔ اس بار اگر تم نے کوئی الٹی بات کی تو میں تمہارا سر توڑ دوں گا۔“ — عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی آیا آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔ وہ زمبیل سے نکلا اور تیزی سے مڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عمرو کچھ سمجھتا وہ بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا ایک جلتے ہوئے غار میں چلا گیا۔ اسی لمحے زمبیل بھاری ہوئی اور پھر ہلکی ہو گئی۔

”آقا۔ آپ اپنی زمبیل کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھ دیں اور مجھے باہر آنے کی اجازت دیں۔ جلدی کریں۔“ — زمبیل سے محافظ بونے نے سر نکال کر تیز لہجے میں کہا اور اسے زمبیل میں دیکھ کر عمرو حیران رہ گیا۔ اس نے فوراً اپنی زمبیل کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھ دی۔

”تم زمبیل میں۔ تم تو جلتے ہوئے غار میں گئے تھے۔“ — عمرو نے حیران ہو کر کہا۔

”یہ حیران ہونے کا وقت نہیں ہے آقا۔ مجھے باہر آنے کی اجازت دیں۔ جلدی کریں آقا۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔“ — محافظ بونے نے چیختے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ باہر۔“ — عمرو نے کہا اور محافظ بونا ایک بار پھر زمبیل سے باہر آ گیا اور پھر عمرو سے کوئی بات کئے بغیر جلدی سے دوسرے جلتے ہوئے غار میں گھس گیا۔ فوراً ہی زمبیل بھاری ہو کر پھر ہلکی ہو گئی اور محافظ بونے کا سر ایک بار پھر زمبیل میں نظر آیا۔ اسے دوبارہ زمبیل میں آتے دیکھ کر عمرو کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اسی لمحے نویں بار چیخ کی آواز سنائی دی۔

”مجھے پھر باہر آنے کی اجازت دیں آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا تو عمرو نے اسے اجازت دے دی۔ محافظ بونا زمبیل سے باہر آ کر بجلی کی سی تیزی سے تیسرے غار میں چلا گیا۔

تیسری بار بھی وہ زمبیل سے ہی نکلّا تھا اور عمرو کی
اجازت سے زمبیل سے باہر آ کر چوتھے غار میں چلا گیا
اور پھر چوتھے غار سے اچانک محافظ بونے کی تیز اور
چبھتی ہوئی آواز سنائی دی۔



آگ بجھ گئی۔ اب عمرو غار کے اندر تھا۔ اس کے سامنے محافظ بونا کھڑا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔
 ”مبارک ہو آقا۔ آپ کامیاب ہو گئے۔ آپ بر وقت اس غار میں آ گئے تھے۔ ورنہ۔۔۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ وہی غار ہے جس میں مجھے آنا تھا۔۔۔“ عمرو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
 اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

غار کی زمین بھر بھری تھی۔ اس لئے غار میں چھلانگ لگانے سے عمرو کو کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔

”ہاں آقا۔ یہ وہی غار ہے جس میں جادوئی آگ تھی۔“ محافظ بونے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اوہ۔ مگر تمہیں اس کے بارے میں کیسے پتہ چلا۔“ عمرو نے گرد سے بھرے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

”میں اصلی آگ سے بھرے غار میں جاتا تھا تو آگ کی تپش محسوس کرتے ہی فوراً زمیں میں آجاتا تھا۔ اس لئے مجھے بار بار آپ سے کہنا پڑ رہا تھا کہ مجھے زمیں سے باہر آنے دیں۔ پھر جب میں اس غار

محافظ بونے کی چیخ اس قدر تیز تھی کہ عمرو بجلی کی سی تیزی سے اس غار کی طرف دوڑ پڑا جس غار میں اس نے محافظ بونے کو جاتے دیکھا تھا۔
 محافظ بونے نے چیخ کر عمرو کو اس غار میں آنے کے لئے کہا تھا۔ اسی لمحے دسویں چیخ ابھری۔ چیخ سنتے ہی عمرو نے دوڑتے دوڑتے چھلانگ لگائی اور پھر وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اس غار میں داخل ہو گیا۔

غار میں بڑے بڑے شعلے لپک رہے تھے اور ان کی تپش سے عمرو کا برا حال ہو رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ چھلانگ لگا کر اس غار میں داخل ہوا۔ آگ جیسے فوراً ہی سرد پڑتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے غار میں جلتی ہوئی

تھا۔ چمگادڑ بونے نے آکر عمرو کو اس طلسم جسے آگ طلسم کا نام دیا گیا تھا فنا ہونے کا مژدہ سنا دیا۔ پھر عمرو غار میں آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ غار کے دوسرے دہانے سے نکل آیا۔ جہاں آٹھ بڑے بڑے مٹکے موجود تھے۔ ان مٹکوں میں سرخ موتی، سفید ہیرے اور وہ سارا خانہ موجود تھا جو عمرو پہلے مرحلوں میں گنوا چکا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں عمرو کو دو بڑے بڑے صندوق بھی ملے تھے جو سونے چاندی کے زیورات سے بھرے ہوئے تھے۔ اتنے خزانے پا کر عمرو کی باچھیں کھل گئی تھیں۔ وہ خوشی سے نہال ہو گیا تھا۔ اس نے جلدی جلدی سارے خزانے اپنی زنبیل میں منتقل کئے اور پھر اگلے طلسم میں جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

”بڑے طلسم کے بارے میں تفصیل بتاؤ چمگادڑ بونے۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ آخر میں مجھے کیا خزانے ملیں گے اور وہ ان خزانوں سے کتنے گنا زیادہ ہوں گے۔“ عمرو نے اکڑ کر چمگادڑ بونے سے مخاطب ہو کر کہا جو ہوا میں معلق تھا۔

میں آیا تو مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ یہی وہ غار ہے۔ چنانچہ میں نے فوراً آپ کو بلا لیا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”یہ مرحلے تو بے حد سخت اور خوفناک ہوتے جا رہے ہیں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ میں اپنی مدد آپ کے تحت یہ مرحلے پار کر لوں گا۔ مگر اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے لئے یہ سب آسان نہیں ہوگا۔ مجھے واقعی تمہاری مدد درکار ہوگی۔“ — عمرو نے کہا۔

”میں جو بھی کروں گا آپ کے مفاد اور آپ کی سلامتی کے لئے کروں گا آقا۔ میرا مقصد آپ کا نقصان ہرگز نہیں ہوتا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ بس خزانوں کے نقصان سے مجھے تم پر غصہ آ گیا تھا۔“ — عمرو نے کہا۔

”میں کوشش کروں گا کہ اس بار آپ کو اپنا کوئی خزانہ ضائع نہ کرنا پڑے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”ہاں۔ بس یہی خیال رکھنا۔ ورنہ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔“ — عمرو نے مسکرا کر کہا اور محافظ بونا بھی جواباً مسکرا دیا۔ چوتھا مرحلہ بھی مکمل ہو گیا



”پانچواں طلسم دھویں کے بنے ہوئے دس دیوؤں کا ہے عمر و عیار۔ اس طلسم میں تمہارے سامنے دھویں کے بنے دس دیو آئیں گے۔ تمہیں ان دیوؤں کو فنا کرنا ہے۔ ان دیوؤں کو تم نہ تو اپنے ہاتھوں سے مار سکتے ہو اور نہ کسی ہتھیار سے۔ اس بار میں تمہاری تھوڑی سی مدد کر دیتا ہوں۔ دھواں دیو اس وقت تک ہلاک نہیں ہوں گے جب تک ان سب دیوؤں کو تم یکجا نہیں کر دو گے۔ ان سب دیوؤں کے دھوؤں کا رنگ الگ الگ ہے۔ کوئی نیلے دھویں کا دیو ہے تو کوئی سبز دھویں کا دیو ہے۔ اور کوئی سرخ دھویں کا دیو ہے۔ اسی طرح ان میں ہر رنگ کے دھویں کا دیو ہے۔ مگر ان میں کوئی بھی سیاہ دھویں کا دیو نہیں ہے۔ تمہیں ان سب رنگوں کے دیوؤں کو آپس میں ملا کر سیاہ بنانا ہے۔ جیسے ہی سب رنگ کے دھویں کے دیو یکجا ہو کر سیاہ دھویں میں تبدیل ہوں گے وہ آپ ہی آپ فنا ہوتے چلے جائیں گے۔ اور اس طرح تمہارا پانچواں طلسم جو دھواں طلسم ہے فنا ہو جائے گا۔“ چگاڈڑ بونے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”رنگدار دھویں کے دیوؤں کو یکجا کر کے سیاہ بنانا ہے۔ میں کچھ سمجھا نہیں۔“ عمرو نے حیران ہو کر کہا۔

”میں نے جتنا سمجھا بتانا تھا بتا دیا۔ سمجھنا نہ سمجھنا اب تمہارا کام ہے۔ بہر حال اس طلسم کو فتح کرنے پر تمہیں ایسے ہی پانچ خزانے اور ملیں گے۔“ چمگادڑ بونے نے مخصوص بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم مجھے وضاحت سے نہیں بتا سکتے کہ مجھے دھواں طلسم میں کیا کرنا ہے۔“ عمرو نے کہا۔

”نہیں۔ جو بتایا ہے اسی پر قناعت کرو۔“ چمگادڑ بونے نے کہا اور جھماکے کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔ عمرو چند لمحے چمگادڑ بونے کی باتوں پر غور کرتا رہا مگر اسے دھویں کے رنگوں اور دیوؤں والی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ پھر پہلی چیخ کی آواز سنتے ہی اس نے محافظ بونے کو زنبیل سے باہر بلا لیا۔ جو عمرو کو خزانے حاصل کرتے دیکھ کر زنبیل میں واپس چلا گیا تھا۔

”تم نے سنا تھا چمگادڑ بونے نے کیا کہا تھا۔“ عمرو نے محافظ بونے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں آقا۔ میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔“ محافظ بونے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”کچھ سمجھ میں آیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔“ عمرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”طلسم میں جائے بغیر کچھ بھی بتانا مشکل ہے آقا۔ ایک بار دھواں طلسم میں داخل ہو جائیں پھر پتہ چل جائے گا کہ وہاں کیا کرنا ہے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو۔ طلسم میں چلتے ہیں۔“ عمرو نے کہا اور دائروں کی طرف مڑا۔ دائروں کو دیکھتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسی لمحے اس کے سامنے اس بار دو کنویں آگئے۔

”کیا ہوا آقا۔“ عمرو کو رکتے دیکھ کر محافظ بونے نے پوچھا۔

”ہر بار کی طرح پھر وہی مسئلہ آ کھڑا ہوا ہے۔ کس کنویں کو منتخب کروں اور کس کنویں کو نہ منتخب کروں۔“ عمرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا ارادہ ہے آپ کا۔“ محافظ بونے نے مسکرا

کر کہا۔

”اس بار میں کسی کنویں میں خزانہ پھینکنے والی تمہاری بات نہیں مانوں گا اور نہ ہی اپنے خزانے ضائع کرنے کے بارے میں سوچوں گا۔“ عمرو نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

”جیسے آپ کی مرضی۔“ محافظ بونے نے کہا اور عمرو کنوؤں کے قریب آ گیا۔ اس نے پہلے دونوں کنوؤں کو غور سے دیکھا۔ دونوں کنویں ایک جیسے تھے مگر ان میں ایک کنواں تاریک تھا اور دوسرا قدرے روشن۔ پھر وہ سر ہلاتا ہوا ایک کنویں کے سامنے آ گیا۔ ”جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ عمرو نے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر اس نے اچانک اس کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس نے کنویں میں چھلانگ لگائی۔ اچانک اسے ایک تیز چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”افسوس۔ عمرو عیار۔ افسوس۔ اس بار تم بڑے طلسم میں جانے کے بجائے اس طلسم میں آ گئے ہو جہاں سو مرحلے ہیں۔“ چیختی ہوئی آواز نے عمرو سے مخاطب

ہو کر کہا اور اس آواز کو سن کر عمرو کی جیسے خوف سے جان ہی نکل گئی۔ آخر وہی ہو گیا تھا جس کا اسے ڈر تھا۔ اسے اپنے ذہن میں یہ سوچ کر آندھیاں سی چلائی ہوئی محسوس ہونے لگیں کہ اب اسے سو مرحلوں سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔ جو نہ جانے کس قدر خطرناک، بھیانک اور عذاب سے بھرپور ہوں گے۔ وہ لہرایا اور پھر کسی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔

”آقا۔ آنکھیں کھولیں۔ آنکھیں کھولیں آقا۔“ عمرو
کو اپنے کانوں میں ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور
عمرو کے ذہن پر پڑا ہوا تاریکی کا پردہ ہٹا چلا گیا۔ مگر
اس کے سامنے تاریکی بدستور تھی۔
”اوہ۔ محافظ بونے۔ تت۔ تم۔“ عمرو نے یکلخت
ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
”ہاں آقا۔“ محافظ بونے کی آواز سنائی دی۔
”یہ۔ یہ تاریکی۔“ عمرو نے اندھیرے میں آنکھیں
پھاڑتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
”یہ تاریکی ابھی ختم ہو جائے گی آقا۔“ محافظ
بونے نے کہا۔

”اوہ۔ مگر۔ وہ۔ وہ آواز۔“ عمرو نے کھوئے
کھوئے لہجے میں کہا۔
”آواز ختم ہو گئی ہے آقا۔ میں نے اس آواز کو ختم
کر دیا ہے۔ آپ خود کو سنبھالیں۔“ محافظ بونے
کی آواز آئی۔
”سنبھالوں۔ کیسے سنبھالوں میں خود کو محافظ بونے۔
تت تم نے سنا نہیں تھا۔ مم۔ میں سو مرحلوں والے طلسم
میں آ گیا ہوں۔ سس۔ سو مرحلوں کے طلسم میں۔“ عمرو
نے تھر تھر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”نہیں آقا۔ آپ سو مرحلوں والے طلسم میں نہیں
ہیں۔ آپ کو میں وہاں سے نکال لایا ہوں۔ آپ اب
دھواں طلسم میں ہیں۔“ محافظ بونے نے کہا اور
عمرو بری طرح سے چونک پڑا۔
”دھواں طلسم۔ اوہ۔ مگر میں نے تو خود سنا تھا۔ وہ
آواز۔ وہ۔ وہ۔“ عمرو نے انتہائی حیرت زدہ لہجے
میں کہا۔

”یہ درست ہے آقا۔ آپ نے اس بار واقعی غلط
کنواں منتخب کیا تھا۔ اس غلطی کی وجہ سے آپ اس

”تم نے یہ بتا کر میرا سیروں خون بڑھا دیا ہے
محافظ بونے۔ تم واقعی میرے ہمدرد ہو۔ میری سمجھ میں
نہیں آرہا کہ میں تمہارا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔
تم۔ تم۔“ عمرو نے انتہائی مسرور لہجے میں کہا۔
”آپ کی جان بچانا اور آپ کو خطروں سے محفوظ
رکھنا میرا فرض ہے آقا۔“ محافظ بونے نے جواب
دیا۔

”پھر بھی آج تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا
ہے محافظ بونے۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں
بھولوں گا۔“ عمرو نے کہا۔

”اب آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں آقا۔“ محافظ
بونے نے شرارت سے شرمائی ہوئی آواز نکالتے ہوئے
کہا۔

”اچھا۔ تو تم شرماتے بھی ہو۔“ عمرو نے مسکراتے
ہوئے کہا اور محافظ بونا ہنس پڑا۔

”آقا۔ سو مرحلوں والے طلسم سے نکالنے کے لئے
میں نے چمگادڑ بونے کو جو بھیٹ دی تھی۔ اس کے
بارے میں نہیں پوچھیں گے آپ۔“ محافظ بونے

طلسم میں پہنچ گئے تھے جہاں سو مرحلے تھے۔ مگر اس
سے پہلے کہ طلسم کھلتے آپ وہیں بے ہوش ہو کر گر
گئے۔ آپ کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر میں فوراً زنبیل سے
باہر آ گیا۔ اس طلسم میں چمگادڑ بونا بھی موجود تھا۔ میں
فوراً اس کے پاس چلا گیا۔ میرے پوچھنے پر اس نے
مجھے بتایا کہ چونکہ آپ چار بڑے طلسم فنا کر چکے ہیں
اس لئے اس طلسم میں آپ کو ایک موقع دیا جا سکتا
ہے۔ ایک چھوٹی سی بھیٹ کے بدلے میں آپ کو ان
سو مرحلوں والے طلسم سے نکال کر دھواں طلسم میں لے
جا سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اسے بھیٹ دی اور آپ
کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا۔“ محافظ بونے
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمرو کا دل جو خوف سے
لرز رہا تھا یہ سنتے ہی خوشی سے نہال ہو گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو محافظ بونے۔ کیا
واقعی تم مجھے سو مرحلوں کے طلسم سے نکال لائے ہو۔“
عمرو نے مسرت سے لرزتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ یہ سچ ہے۔“ محافظ بونے نے اثبات
میں سر ہلا کر جواب دیا۔

بھینٹ دینا پڑی تھی۔“ — محافظ بونے نے رک رک کر کہا۔

”خزانوں کی بھینٹ۔ کیا مطلب۔“ — عمرو نے بری طرح سے چوکتے ہوئے کہا۔

”اس نے مجھ سے کہا تھا کہ عمرو عیار نے چوتھے طلسم سے جو خزانے حاصل کئے ہیں اگر میں وہ سارے خزانے وہیں چھوڑ دوں تو میں آپ کو دھواں طلسم میں لے جا سکتا ہوں۔“ — محافظ بونے نے کہا اور عمرو کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”ت۔ تم نے اسے سارے خزانے دے دیئے۔“ عمرو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”مجبوری تھی آقا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو طلسم کے مرحلے آپ کے سامنے کھل جاتے اور آپ ان مرحلوں میں اس خوفناک انداز میں پھنس جاتے جن سے شاید میں بھی آپ کو نکالنے میں ناکام ہو جاتا۔ خزانے آپ کی زندگی سے قیمتی نہیں تھے۔“ — محافظ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”محافظ بونے۔ تم۔ تم اس بار سچ مچ میری جان

نے کہا۔“ — اوہ ہاں۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ واقعی چمگاڈر

بونے نے تم سے ایسی کون سی بھینٹ لی تھی جس کے بدلے میں اس نے مجھے سو مرحلوں والے طلسم سے نکال کر اس طلسم میں بھیجنے کی حامی بھر لی تھی۔“ — عمرو نے کہا۔

”آپ ناراض تو نہیں ہوں گے۔“ — محافظ بونے نے دھیمے اور قدرے پریشان انداز میں کہا۔

”ناراض۔ ارے نہیں نہیں۔ تم نے تو مجھے بڑی مصیبت سے بچایا ہے۔ میں بھلا کیوں ناراض ہونے لگا تم سے۔ بتاؤ بے فکر ہو کر بتاؤ۔“ — عمرو نے ہنس کر کہا۔

”وہ آقا۔ وہ۔“ — محافظ بونے نے اسی انداز میں کہا۔

”ارے۔ تم تو سچ مچ گھبرا رہے ہو۔ میں نے کہا ہے نا کہ میں ناراض نہیں ہوں گا۔“ — عمرو نے کہا۔

”آقا۔ خ۔ خزانے۔ مجھے چمگاڈر بونے کو خزانوں کی

واقعی کوئی مدد نہیں لوں گا۔ نہ ہی تم اپنی مرضی سے میری کوئی مدد کرو گے۔ اس مرحلے کو طے کرنے کے بعد جو مجھے خزانے ملیں گے وہ میں کسی مرحلے میں ضائع نہیں ہونے دوں گا۔“ عمرو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”سن۔ نہیں آقا۔ اب آپ کو اگلے کسی مرحلے سے کوئی انعام کوئی خزانہ نہیں ملے گا۔“ محافظ بونے نے ایک بار پھر ڈرتے ڈرتے کہا اور عمرو چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔ تم ہوش میں تو ہو۔ چمگاڈ بونے نے مجھے بتایا تھا کہ میں جیسے جیسے طلسمات سر کرتا جاؤں گا مجھے انعام کے طور پر خزانے ملتے رہیں گے جو پہلے خزانوں نے بھی بڑے ہوں گے۔“ عمرو نے آنکھیں نکال کر کہا۔

”ہاں آقا۔ مگر سو مرحلوں والے طلسم سے نکالنے کے لئے چمگاڈ بونے نے پچھلے خزانوں کے ساتھ اگلے مرحلوں سے حاصل ہونے والے خزانے بھی پیشگی مانگ لئے تھے۔ اس نے کہا تھا کہ اب اگر میں آپ کو دھواں طلسم میں لے جاؤں گا تو آپ کو باقی تمام

کے دشمن بن گئے ہو۔ میں جان پر کھیل کر خزانے حاصل کرتا ہوں اور تم۔ تم انہیں ایک پل میں ملیا میٹ کر دیتے ہو۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔ میں معافی چاہتا ہوں آقا۔“ محافظ بونے کی منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”معافی۔ ہونہ۔ پل پل مجھے نقصان پہنچا رہے ہو اور اب معافی مانگ رہے ہو۔ حد ہو گئی۔ سچ مچ محافظ بونے تم نے میرا جینا دو بھر کر دیا ہے۔ دل چاہتا ہے تمہیں اپنے پیروں تلے کچل کر تمہارا قیمہ بنا دوں۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ یہ جان کر کہ وہ ایک بار پھر اپنے خزانے کھو بیٹھا ہے۔ اس کا غصے اور پریشانی سے برا حال ہو گیا تھا اور اسے محافظ بونے پر شدید غصہ آرہا تھا۔ مگر محافظ بونے نے جو کچھ کیا تھا اس کے فائدے کے لئے ہی کیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو عمرو کو ہر حال میں سو طلسمات سر کرنے پڑتے اور ان سو طلسمات کو سر کرتے کرتے اس کا حشر ہو جاتا اور شاید وہ زندہ بھی نہ بچتا۔

”بہر حال جو ہونا تھا ہو گیا۔ اگلی بار میں تم سے

مرحلے بغیر خزانوں کے فتح کرنے پڑیں گے۔“ محافظ
بونے نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اور تم نے حامی بھر لی۔“ عمرو نے ڈوبتے دل
سے کہا۔

”ہاں آقا۔“ محافظ بونے کی آواز سنائی دی۔
اور عمرو نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ
لیا۔ اس کا سر بڑے زور سے چکرایا۔ وہ لہرایا اور
بے ہوش ہو کر گرنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی
آنکھوں کے سامنے سے تاریکی چھٹ گئی۔

”آقا۔ طلسم کھل گیا ہے۔ ہوشیار۔“ اچانک محافظ
بونے کی چیختی ہوئی آواز آئی اور عمرو نے سر جھٹک کر
فوراً خود کو سنبھال لیا۔ بڑے میدان میں اس کے سامنے
رنگ برنگے دھویں کے بنے دیو اچھلتے کودتے دکھائی
دے رہے تھے۔ دیو واقعی جیسے مختلف رنگوں کے دھویں
سے بنے ہوئے تھے۔ چکراتے ہوئے دھویں میں ان
دیوؤں کا بھیانک پن صاف دکھائی دے رہا تھا۔ دھویں
سے ان کی بھیانک اور خوفناک شکلیں باہر آتی دکھائی
دیتیں اور پھر غائب ہو جاتیں۔ وہ دس دیو تھے اور عمرو



کے ارد گرد اچھل کود کرتے ہوئے زور زور سے چیخ رہے تھے۔

”آدم زاد۔ ہا ہا ہا۔ آدم زاد آگیا ہے۔ ہم اس کے ٹکڑے اڑا دیں گے۔ ہم اسے کھا جائیں گے۔“ دیوؤں نے ایک ساتھ زور زور سے چیختے ہوئے کہا۔ انہیں دیکھ کر اور ان کی آوازیں سن کر عمرو بوکھلا گیا۔ اس نے فوراً زنبیل سے سلیمانی چادر نکالی اور غائب ہو گیا۔

”ارے۔ آدم زاد غائب ہو گیا۔ آدم زاد غائب ہو گیا۔“ عمرو کو غائب ہوتے دیکھ کر ان دیوؤں نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ پاگلوں کی طرح اچھل اچھل کر عمرو کو ادھر ادھر تلاش کرنے لگے۔ انہیں اس طرح اچھلتے اور ادھر ادھر بھاگتے دیکھ کر عمرو تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

”آقا۔ ان دھویں کے دیوؤں کو آپس میں ملا کر ایک جگہ قید کر دیں۔ سب رنگ مل جائیں گے اور دھواں سیاہ ہو جائے گا جس سے آپ کا یہ طلسم بھی آسانی سے فتح ہو جائے گا۔“ محافظ بونے نے

زنبیل سے سر نکال کر کہا۔

”میں نے تم سے مشورہ مانگا ہے۔“ عمرو نے اس کی طرف غصے سے دیکھ کر ڈانٹتے ہوئے کہا۔ ”نن۔ نہیں۔ آقا۔“ محافظ بونے نے سہم کر کہا۔

”تو پھر گم کرو اپنی یہ صورت۔ مجھے نہ تمہاری صورت دیکھنی ہے اور نہ تم سے کوئی بات کرنی ہے۔ سمجھے تم۔“ عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا اور محافظ بونے نے سہمے ہوئے انداز میں سر ہلایا اور زنبیل میں چلا گیا۔ عمرو محافظ بونے پر چند لمحے غصے سے بل کھاتا رہا اور پھر اس نے ان دیوؤں کو کسی ایک جگہ قید کرنے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ ظاہر ہے جب تک وہ ان دیوؤں کو ایک جگہ قید نہ کر لیتا۔ اس وقت تک وہ آپس میں مل نہیں سکتے تھے اور رنگ برنگے دھویں آپس میں ملنے کے بعد ہی سیاہ دھویں میں تبدیل ہو سکتے تھے۔

”اوہ۔ ہاں۔ انہیں قید کرنے کی ایک ہی ترکیب ہے۔ میں اس ترکیب پر عمل کرتا ہوں۔“ اچانک

لگا تھا۔ اس کی چیخیں سن کر دوسرے دھواں دیو بھی چونک پڑے تھے۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا نیلے دیو۔ کیوں چیخ رہے ہو۔“ سبز دھویں کے دیو نے اس کی چیخیں سن کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا مگر نیلا دھواں دیو بری طرح سے چیختا ہوا بوتل کی طرف کھینچتا چلا آ رہا تھا پھر پتلی سی لکیر بوتل کے منہ میں داخل ہو گئی اور بوتل جیسے نیلے دھویں سے بھرتی چلی گئی۔ چند ہی لمحوں میں نیلا دھواں دیو بوتل میں چلا گیا۔

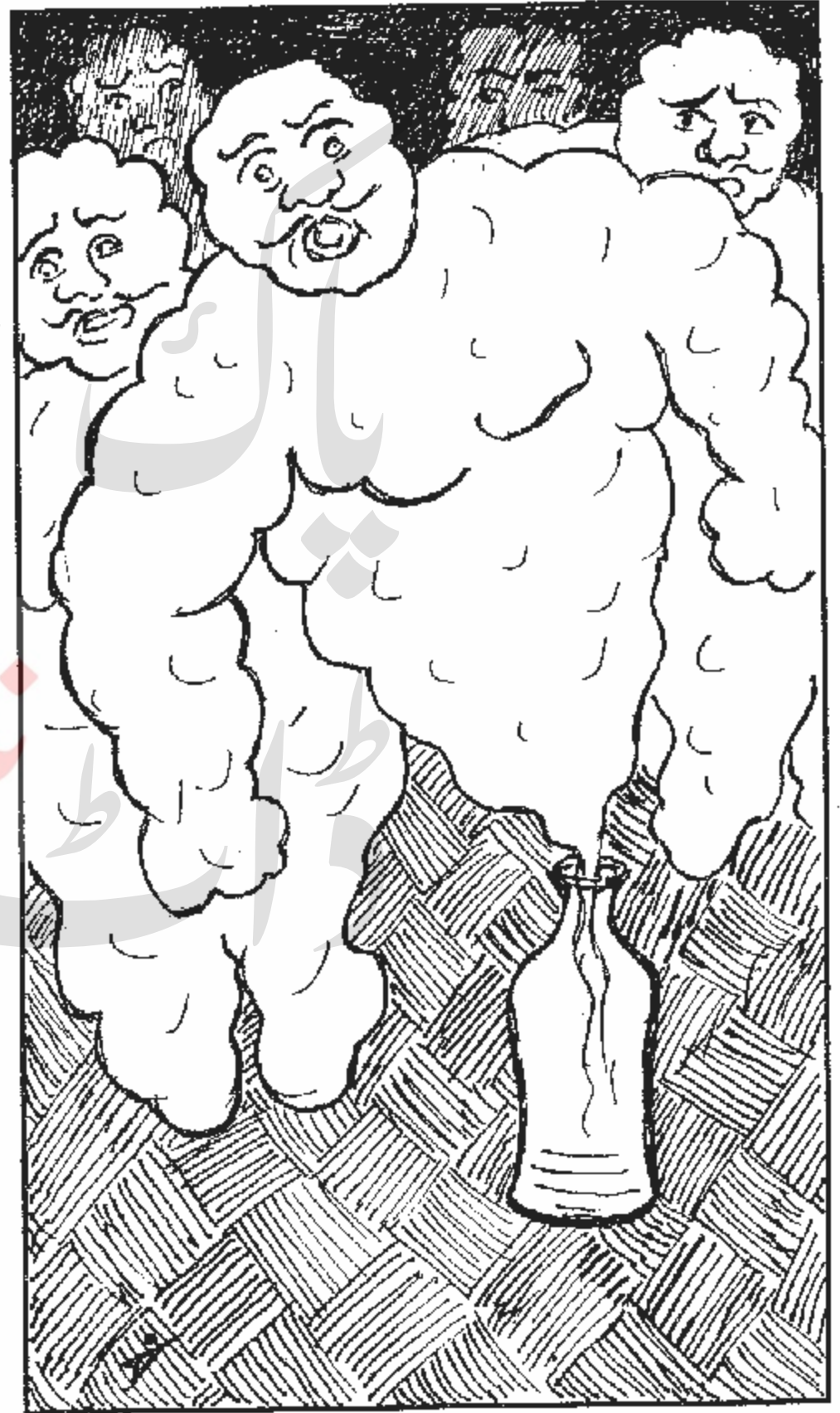
”یہ۔ یہ نیلا دیو کہاں غائب ہو گیا ہے۔“ وہاں موجود سرخ دھواں دیو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے دیو بھی آنکھیں پھاڑے اسی طرف دیکھ رہے تھے جس طرف نیلا دھواں دیو پتلی سی لکیر بن کر غائب ہو گیا تھا۔ اسی لمحے سبز دیو کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس بار اس کا وجود پتلی لکیر بن کر ایک طرف کھینچا جا رہا تھا۔ وہ خود کو روکنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا بری طرح سے چیختے لگا۔ مگر طلسماتی بوتل نے چند ہی لمحوں میں اسے اپنے اندر کھینچ لیا۔ سبز دھویں کے دیو کو بھی

ایک خیال آنے پر عمرو نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً زنبیل میں سے ایک لمبے منہ والی بوتل نکال لی۔ بوتل سفید شیشے کی بنی ہوئی تھی جس کے آر پار دیکھا جا سکتا تھا۔ بوتل کے منہ پر کارک لگا ہوا تھا۔ یہ طلسماتی بوتل تھی۔ اس بوتل میں عمرو زنبیل کی طرح کسی بھی جاندار کو قید کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر عمرو اس بوتل میں کسی ندی کا بھی پانی بھرنا شروع کرتا تو ندی کا سارا پانی ختم ہو جاتا مگر بوتل کبھی نہ بھرتی۔ یہ بوتل ایک معرکے کے دوران عمرو نے ایک خطرناک جن سے حاصل کی تھی جو اس بوتل میں جانوروں کا خون اکٹھا کرتا تھا اور پھر اسے پی جاتا تھا۔ عمرو نے بوتل کے منہ سے کارک ہٹا لیا اور بوتل کا منہ سامنے کی طرف کر دیا۔

”طلسماتی بوتل۔ ان تمام دھواں دیوؤں کو اپنے اندر سمو لو۔“ عمرو نے کہا۔ اسی لمحے نیلے رنگ کے دیو کو ایک زور دار جھٹکا لگا وہ گھوما اور پھر اس کی شکل بگڑتی چلی گئی۔ اس کا نیلا دھواں جیسا جسم پتلی سی لکیر بن کر کھینچا جا رہا تھا۔ اور وہ اچانک حلق کے بل چیختے

غائب ہوتے دیکھ کر دوسرے دھویں دیوؤں میں جیسے کھلبلی سی مچ گئی۔ وہ بری طرح سے چیختے چلاتے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ طلسماتی بوتل نے نیلا پھر سبز، پھر سفید اور پھر ایک ایک کر کے باقی دیوؤں کو بھی اپنے اندر کھینچ لیا۔ بوتل میں دھویں کے مختلف رنگوں کے ملنے سے ان کے رنگ بدلتے جا رہے تھے اور پھر جب آخری دیو کو بوتل نے اپنے اندر کھینچا تو بوتل میں جیسے سیاہ رنگ کا دھواں سا بھر گیا۔ تیز رنگوں کے دھویں آپس میں مل کر سیاہ رنگت اختیار کر گئے تھے۔ جیسے ہی آخری دھواں دیو بوتل میں سمایا عمرو نے فوراً بوتل کا منہ بند کر دیا۔ اسی لمحے زبردست گونج کی آواز سنائی دی۔ آسمان پر بجلیاں کڑکنے اور چمکنے لگیں۔

”عمرو عیار نے دس کے دس دھواں دیوؤں کو ایک بوتل میں قید کر لیا ہے۔ دس رنگوں کے دھویں نے آپس میں مل کر سیاہ رنگت اختیار کر لی ہے۔ اس لئے عمرو عیار کو اس طلسم کا فاتح قرار دیا جاتا ہے۔ عمرو نے اس طلسم کو بھی فنا کر دیا ہے۔“ اچانک ایک کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر وہاں تاریکی چھا گئی۔



تاریکی چند لمحوں کے لئے ہوئی تھی اور پھر وہاں روشنی آگئی۔ اب وہ خالی میدان میں کھڑا تھا۔ چند ہی لمحوں میں اس کے سامنے چمگادڑ بونا آ گیا جو بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔

”تم نے پانچواں بڑا طلسم بھی فنا کر دیا ہے عمرو عیار۔ شاباش۔ تم واقعی بے مثال انسان ہو۔ آقا زاخار تمہاری کارکردگی سے بے حد خوش ہیں۔“ — چمگادڑ بونے نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”بھاڑ میں گیا تمہارا آقا زاخار جادوگر۔ اگلے طلسم کے بارے میں بتاؤ۔ ان طلسمات سے میری جان پر بنی ہوئی ہے۔“ — عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”چھٹا طلسم پہاڑوں کا طلسم ہے عمرو عیار۔ اس طلسم میں تمہارے سامنے دس پہاڑ ہوں گے۔ تمہیں ان دس کے دس پہاڑوں کو غائب کرنا ہوگا۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”پہاڑ غائب کرنے ہیں۔ تم ہوش میں تو ہو۔ میں پہاڑوں کو کیسے غائب کر سکتا ہوں۔ میں انسان ہوں جادوگر نہیں کہ پہاڑوں کو غائب کر دوں۔“ — عمرو

نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”جانتا ہوں تم انسان ہو اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم جادوگر نہیں ہو۔ مگر اس کے باوجود تمہیں ان دس پہاڑوں کو غائب کرنا ہوگا۔ ہر صورت میں ورنہ تم ہمیشہ کے لئے اس طلسم میں پھنس جاؤ گے۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا اور غائب ہو گیا۔

”ہونہہ۔ یہ زاخار جادوگر پاگل ہے کیا۔ اس نے اس قدر عجیب اور ناممکن طلسمات بنا رکھے ہیں جنہیں سن کر ہی پسینہ آ جاتا ہے۔ میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ مگر پہاڑ۔ وہ بھی دس پہاڑ۔ میں انہیں کیسے غائب کروں گا۔“ — عمرو نے چمگادڑ بونے کو غائب ہوتے دیکھ کر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ چمگادڑ بونے کے غائب ہوتے ہی میدان میں اسے سو آدمی دکھائی دیئے جو بے حد بوڑھے، فقیر اور مفلوک الحال لگ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سب گداگر ہوں۔ ان کے ہاتھوں میں کشکول تھے اور وہ عمرو کی جانب بڑی حسرت اور امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

”یہ بوڑھے کون ہیں۔ اور کیا چاہتے ہیں۔“ — عمرو

نے حیرت سے ان بوڑھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
ابھی وہ حیرانی سے ان بوڑھوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ
اسے خبردار کرنے والی پہلی چیخ سنائی دی۔

”ایک تو یہ چیخیں میرے لئے عذاب بنی ہوئی ہیں۔
اچانک شروع ہو جاتی ہیں۔ اب پہلے مجھے یہ سوچنا ہے
کہ اس بار مجھے کرنا کیا ہے۔ پچھلی مرتبہ کی طرح اگر
میں پھر سو مرحلوں والے طلسم میں چلا گیا تو۔“ عمرو
نے غصے اور پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اس بار آپ کے پاس غلطی کی کوئی گنجائش نہیں
ہے آقا۔“ محافظ بونے نے زمبیل سے سر نکال کر
کہا اور عمرو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے
لگا۔

”بہت ڈھیٹ ہو۔ لاکھ منع کرتا ہوں مگر ہر بار تم
ٹانگ اڑانے سے باز نہیں آتے۔“ عمرو نے کہا۔
”مجھے آپ کی سلامتی عزیز ہے آقا۔“ محافظ
بونے نے کہا۔

”سلامتی۔ تمہاری وجہ سے میں یہاں دو کوڑی کا ہو
کر رہ گیا ہوں۔ اچھے بھلے خزانے ہاتھ آرہے تھے مگر

تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے اب میرے ہاتھ کچھ بھی
نہیں آئے گا۔ ایک تو مجھے ملکہ حیرت جادو پر غصہ آ
رہا ہے جس نے ان خفیہ طلسمات میں لا پھینکا ہے اوپر
سے تم بھی میری جان کے لئے عذاب بن گئے ہو۔“
عمرو نے کہا تو محافظ بونے نے اس بار خاموش رہنے
میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

”اور تم یہ غلطی کی گنجائش نہیں والی کیا بات کر رہے
تھے۔“ عمرو نے چونک کر کہا۔

”پچھلی مرتبہ آپ کو طلسمات کے خزانوں کی وجہ سے
سو مرحلوں والے طلسم سے نکلنے کا موقع ملا تھا آقا۔ مگر
اب اگر آپ غلطی سے دوسرے سو مرحلوں والے طلسم
میں چلے گئے تو وہاں سے یا تو آپ نکل ہی نہیں سکیں
گے یا پھر اس بار آپ کو اپنی زمبیل کی ساری دولت
چمگاڈ بونے کو دینا پڑے گی۔“ محافظ بونے نے
کہا۔

”بس۔ سارے خزانے۔ اوہ۔ اب یہ نیا مسئلہ پیدا
ہو گیا ہے۔“ عمرو نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔
”ہاں آقا۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے سوچنے دو لیکن یہ بتاؤ مجھے یہاں کرنا کیا ہے۔“ — عمرو نے سر جھٹک کر کہا۔

”میدان میں آپ کو سو بھکاری دکھائی دے رہے ہیں آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”ہاں۔ دیکھ رہا ہوں۔ میں اندھا نہیں ہوں۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”خبردار کرنے والی چیخوں کے پورا ہونے سے پہلے آپ کو ان بھکاریوں کو کچھ نہ کچھ دینا ہوگا۔“ — محافظ بونے نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”کچھ نہ کچھ۔ یہ کچھ سے تمہاری کیا مراد ہے۔“ عمرو نے چونک کر پوچھا۔

”آقا۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ان طلسمات میں خزانے اصل میں طلسمات کھولنے کی کنجیاں ہیں۔ ان خزانوں کی مدد سے ہی آپ اگلے طلسموں میں داخل ہو سکتے ہیں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”ہاں۔ بتایا تھا۔ لیکن اب میرے پاس خزانے کہاں۔ میرے سارے خزانے تو تم اس منحوس چمگادڑ بونے کو دے آئے تھے اور اب تو مجھے آگے بھی کسی

خزانے کے ملنے کی کوئی امید نہیں ہے۔“ — عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”تو پھر۔“ — عمرو نے سر جھٹک کر کہا۔

”اب بھی یہ طلسمات آپ خزانوں کی کنجیوں سے ہی کھولیں گے آقا۔ ورنہ۔“ — محافظ بونے نے ایک بار پھر ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اوہ۔ مگر اب میں خزانے کہاں سے لاؤں۔“ عمرو نے پریشان ہو کر کہا۔

”اس بار آپ کو انہیں اپنے خزانے دینے پڑیں گے آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا اور عمرو اس زور سے اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ پکے ہوئے۔ ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔ مجھے اپنے خزانے دینے پڑیں گے۔“ — عمرو نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

غیض و غضب سے اس کی آنکھوں سے شعلے اگلنے لگے تھے اور وہ محافظ بونے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

”ہاں آقا۔ اگر آپ کو پانچویں طلسم میں جانا ہے تو آپ کو ان بھکاریوں کو سونے کی سرخ مہروں والی سو اشرفیاں دینا ہوں گی۔“ — محافظ بونے نے کہا اور عمرو جیسے گنگ سا ہو کر رہ گیا۔

”س۔ سو۔ سو اشرفیاں۔ ان سو بھکاریوں کو سو سو اشرفیاں۔“ — عمرو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے گلے میں پھندا سا لگ گیا ہو۔

”ہاں آقا۔ وہ بھی ان چیخوں کی آوازیں ختم ہونے سے پہلے۔“ — محافظ بونے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور عمرو کو اپنا سر چکراتا اور دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”سو بھکاری۔ سو سو اشرفیاں۔ مطلب مجھے ان سب کو دس ہزار اشرفیاں دینی پڑیں گی۔“ — عمرو نے جیسے ڈوبتے دل سے کہا۔

”مجبوری ہے آقا۔ بھکاریوں کو بھیک دیئے بغیر آپ آگے نہیں جا سکتے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”میں تباہ ہو جاؤں گا محافظ بونے۔ تم کیوں اس بڑھاپے میں میری لٹیا ڈوبنے پر ٹل گئے ہو۔ کیا قصور

ہے میرا۔ میں یہاں کسی لالچ اور اپنی کسی غرض سے تو نہیں آیا ہوں۔“ — عمرو نے رونی صورت بنا کر کہا۔

”مانتا ہوں آقا۔ مگر یہ سب ان خفیہ طلسمات کا حصہ ہیں۔ مجھے بھلا آپ کے خزانوں سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔ میں تو آپ کو ان طلسمات کے حقائق اور اصول بتا رہا ہوں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”حقائق اور اصول۔ ہونہ۔ تم میرا سب کچھ برباد کرنے پر تلے ہوئے ہو اور کہہ رہے ہو کہ یہ ان طلسمات کے حقائق اور اصول ہیں۔“ — عمرو نے غراتے ہوئے کہا۔

”چار بار چیخوں کی آوازیں سنائی دے چکی ہیں آقا۔ دیر آپ کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔“ — محافظ بونے نے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ اگر میں ان بھکاریوں کو اشرفیاں نہیں دوں گا تو کیا ہوگا۔ کیا یہ مجھے مار دیں گے۔“ — عمرو نے پوچھا۔

”نہیں آقا۔ دس خبردار کرنے والی چیخوں کے ختم

ہوتے ہی یہ سب یہاں سے چلے جائیں گے۔ مگر پھر آپ کو سو مرحلوں میں ہی جانا پڑے گا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”اب میں کیا کروں۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آرہا۔ کوئی بات نہیں ملکہ حیرت جادو۔ تم نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا۔ ایک بار مجھے ان خفیہ طلسمات سے باہر آ لینے دو۔ پھر میں طلسم ہو شرابا میں آ کر تمہاری ایسی درگت بناؤں گا کہ تم دوبارہ میرا نام لیتے ہوئے بھی کانپ اٹھو گی۔ یہاں میرا جتنا نقصان ہو گا اس کی ایک ایک پائی میں نے تم سے وصول نہ کی تو میرا نام بھی عمرو عیار نہیں ہے۔“ — عمرو نے غصے سے ملکہ حیرت جادو کو کوستے ہوئے کہا۔

اس بار وہ واقعی بہت بری طرح سے پھنس گیا تھا۔ ان خفیہ طلسمات میں اس کے ہاتھ بڑے سے بڑے خزانے لگے تھے مگر سب خزانے اسے دینے پڑے تھے۔ آگے بھی اس کے لئے خزانے نہیں تھے اور اب تو نوبت یہاں تک آ گئی تھی کہ اسے اب اپنے خزانے بھی ہاتھ سے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ خزانے جو

اس نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر حاصل کئے تھے اور اپنے ہاتھوں سے بھلا وہ اپنے خزانے کیسے دے سکتا تھا۔

”دیر نہ کریں آقا۔ اپنی جان بچائیں۔ جان ہے تو جہان ہے۔ آپ کو خزانے اور بھی مل جائیں گے۔ لیکن ان خوفناک طلسمات میں اگر آپ کی جان ہی چلی گئی تو پھر آپ کا کوئی خزانہ آپ کے کام نہیں آئے گا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”کیا ان بھکاریوں کو ایک ایک دو دو اشرفیاں دینے سے کام نہیں چل سکتا۔“ — عمرو نے روہانے لہجے میں کہا۔

”نہیں آقا۔“ — محافظ بونے نے کہا اور عمرو کا چہرہ بچھ سا گیا۔ چھ بار چیخیں سنائی دے چکی تھیں۔ اب عمرو کے پاس محافظ بونے کے مشورے پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ چنانچہ وہ مرے قدموں سے آگے بڑھا اور اس نے زمیبل سے اشرفیوں سے بھری تھیلیاں نکال نکال کر ان بھکاریوں کے کشتلوں میں ڈالنی شروع کر دیں۔ تھیلی لیتے ہی

بھکاری غائب ہو جاتا تھا اور ان کے ساتھ اپنی سوا
اشرفیوں کی ٹھیلی کے غائب ہوتے ہی عمرو کے جسم سے
جیسے جان نکل جاتی تھی۔

پھاڑی علاقے میں اونچے اونچے دس بڑے بڑے
پھاڑ سر اٹھائے کھڑے تھے۔ دس کے دس پھاڑ اس قدر
بڑے اور اونچے تھے کہ ان کی چوٹیوں کو دیکھتے ہوئے
عمرو کی گپڑی گرنے لگی تھی مگر عمرو نے فوراً اسے دونوں
ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔ پھاڑ ایک دوسرے کے ساتھ
ملے ہوئے تھے اور ایک قطار کی شکل میں دکھائی دے
رہے تھے۔ وہاں بھی عمرو کے سوا کوئی ذی روح نہیں
تھا۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ آسمان
بادلوں میں ہی گھرا ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہاں
اچھی خاصی روشنی تھی۔

”اب میں ان پھاڑوں کو کہاں غائب کروں۔ یہ تو

میری توقع سے بھی بہت بڑے اور اونچے ہیں۔“ — عمرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”یہ جادوئی پہاڑ ہیں آقا۔“ — حسب عادت محافظ بونے نے زمبیل کے کنارے سے سر نکال کر عمرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”جادوئی ہیں تو کیا ہوا۔ ہیں تو پہاڑ۔ اتنے بڑے بڑے پہاڑوں کو غائب کرنا کیا میرے لئے آسان ہو گا۔“ — عمرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ان طلسمات میں آسان تو کچھ بھی نہیں ہے آقا۔ مگر آپ نے پچھلے پانچ بڑے اور ناممکن نظر آنے والے طلسمات کو فنا کیا ہے۔ آپ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان پہاڑوں کو بھی غائب کر سکتے ہیں۔“ — محافظ بونے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میں عقل کے گھوڑے کہاں سے لاؤں۔ میرے پاس تو تم جیسا خچر ہے۔ تمہیں نہ دوڑانا شروع کر دوں۔“ — عمرو نے منہ بنا کر کہا اور محافظ بونا ہنس دیا۔

”آقا۔ مجھے زمبیل سے باہر آنے دیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”بہت مہربانی تمہاری۔ تم جہاں ہو وہیں ٹھیک ہو۔ میں اپنے کام خود کرنا جانتا ہوں۔“ — عمرو نے زچ ہو کر کہا اور محافظ بونا ہنستا ہوا زمبیل میں چلا گیا۔ محافظ بونے کے جانے کے بعد عمرو گھوم پھر کر ان پہاڑوں کو دیکھنے لگا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ اسے کہتے ہیں کہ بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں۔ ان پہاڑوں کو غائب کرنے کا حل میرے پاس موجود ہے اور میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں۔“ — اچانک عمرو نے سر جھٹک کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے زمبیل سے طلسماتی کھڑائیں نکالیں اور پیروں سے جوتیاں اتار کر کھڑائیں پہن لیں۔

”طلسماتی کھڑاؤ۔ مجھے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا دو۔“ — عمرو نے کہا۔ اسی لمحے اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور پھر وہ طلسماتی کھڑاؤں کی مدد سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں طلسماتی کھڑائیں اسے پہاڑ



کی سب سے اونچی چوٹی پر لے آئیں۔ چوٹی پر آ کر عمرو نے زنبیل سے ایک سرخ موتی نکالا اور اسے پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا۔ پھر اس نے طلسماتی کھڑاؤں کو دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر جانے کے لئے کہا۔ طلسماتی کھڑائیں اسے اڑاتی ہوئیں دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئیں۔ عمرو نے وہاں بھی ایک سرخ موتی رکھا پھر تیسرے پہاڑ پر آ گیا۔ اسی طرح اس نے دس پہاڑوں کی چوٹیوں پر دس سرخ موتی رکھے اور پھر واپس نیچے آ گیا۔

”میں نے دس کے دس پہاڑوں کی چوٹیوں پر سرخ موتی رکھ دیئے ہیں۔ بس چند لمحوں کی بات ہے اگر یہ واقعی جادوئی پہاڑ ہوئے تو ان طلسم موتیوں میں چمک پیدا ہوتے ہی پہاڑ خود بخود غائب ہو جائیں گے۔“ عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک ایک پہاڑ کی چوٹی پر تیز روشنی سی چمکی اور دوسرے لمحے پہاڑ سرخ ہوتا چلا گیا۔ جیسے سرخ موتی کی سرخی خون کی طرح پھیل کر سارے پہاڑ پر آ گئی ہو۔ پھر جھماکا سا ہوا اور پہاڑ یکلخت غائب ہو

گیا۔ پہاڑ کو غائب ہوتا دیکھ کر عمرو خوشی کے مارے اچھل پڑا۔

”وہ مارا۔ میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے جادوئی پہاڑ غائب کر دیا ہے۔“ — عمرو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر بھی سرخ موتی چمکا۔ سرخ روشنی پورے پہاڑ پر پھیلی اور چند ہی لمحوں میں وہاں سے دوسرا پہاڑ بھی غائب ہو گیا۔ اور اسی طرح چوٹیوں پر عمرو کے رکھے ہوئے طلسم شکن سرخ موتی چمکتے رہے۔ پہاڑ ایک لمحے کے لئے سرخ ہوتے اور غائب ہو جاتے۔

دسواں پہاڑ غائب ہوتے ہی وہاں تاریکی پھیل گئی اور کڑکدار آواز نے عمرو کو چھٹے طلسم کا بھی فاتح قرار دے دیا۔

ساتواں طلسم کالے صحرا کا تھا۔ اس طلسم میں عمرو کے سامنے سیاہ ریت کا صحرا تھا۔ چاروں طرف سیاہ ریت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دے رہا تھا۔ اس طلسم میں عمرو کو ریت کے دس سفید ذرات تلاش کرنے تھے۔

ریت کے صرف دس ذرات کو اتنے بڑے ریت کے سمندر میں تلاش کرنا عمرو کو ناممکن نظر آ رہا تھا۔ چمگادڑ بوٹے نے اسے بتایا تھا کہ اس طلسم میں اسے بہت کم وقت دیا جائے گا۔ اسے جلد سے جلد سیاہ ریت سے ریت کے دس سفید ذرات نکالنے ہوں گے ورنہ آسمان پر چھائے ہوئے بادل چھٹ جائیں گے اور وہاں سرخ

سورج ابھر آئے گا۔ جس کی سرخ روشنی جب اس کالے صحرا پر پڑے گی تو ریت سرخ ہونا شروع ہو جائے گی اور اس سرخ ریت کے چلنے سے عمرو بھی جل کر ہلاک ہو جائے گا۔ صحرا میں پہنچ کر عمرو نے ابھی سوچنا شروع ہی کیا تھا کہ واقعی آسمان سے بادل چھٹنا شروع ہو گئے اور بادلوں کے نیچے میں سے سرخ رنگ کا آگ کا گولا سا ٹکٹا دکھائی دیا۔ چھٹے طلسم کو فتح کرنے کے بعد عمرو جب اس خالی میدان میں آیا تو چمگادڑ بونا فوراً اس کے سامنے آگیا تھا۔ اس نے عمرو کو بتایا کہ چھٹے طلسم میں جانے سے پہلے اسے ایک لاکھ اشرفیاں مہروں والی سونے کی اشرفیاں اسے دینا ہوں گی۔ وہ اس سے صرف تین بار اشرفیاں مانگے گا اور اگر عمرو نے اسے اشرفیاں نہ دیں تو وہ غائب ہو جائے گا اور اس کے غائب ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہے عمرو کو سو مرحلوں والے طلسمات میں ہی جانا پڑے گا۔ اس لئے عمرو کو مجبوراً اسے ایک لاکھ اشرفیاں دینا پڑیں۔ اشرفیاں دیتے ہوئے اس کا دل کٹا جا رہا تھا مگر وہ مجبور تھا۔ اور پھر چمگادڑ بونے نے اسے چھٹے مرحلے میں پہنچا دیا۔

”کیا سوچ رہے ہیں آقا۔ بادلوں سے سرخ سورج نے جھانکنا شروع کر دیا ہے۔“ — محافظ بونے نے زمییل سے سر نکال کر عمرو کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مگر میں کیا کروں۔ اتنا بڑا صحرا ہے۔ میں ریت کے دس سفید ذرات کیسے تلاش کروں گا۔“ — عمرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”آپ زاخار جادوگر کے خفیہ طلسمات میں ہیں آقا۔ یہ سارے طلسمات زاخار جادوگر نے جادو سے قائم کر رکھے ہیں اور آپ کی زمییل میں ہر جادو کا توڑ موجود ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس صحرا سے ریت کے دس سفید ذرات تلاش کرنا آپ کے لئے پچھلے تمام مرحلوں سے زیادہ آسان ہے۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”وہ کیسے۔“ — عمرو نے چونک کر کہا۔

”آپ شاید بھول رہے ہیں۔ ایک مرتبہ پہلے بھی آپ کے سامنے صحرائی طلسم آیا تھا۔ اس طرح کے ایک صحرا سے آپ کو چند صندوق تلاش کرنے تھے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ مگر وہ تو خزانے کے صندوق تھے جو ریت کے نیچے دبے ہوئے تھے۔“ — عمرو نے کہا۔
 ”ان صندوقوں کو ریت کے سمندر کے نیچے سے تلاش کرنے کے لئے آپ نے کیا کیا تھا۔“ — محافظ بونے نے پوچھا۔

”یاد آیا۔ اوہ۔ بہت خوب۔ محافظ بونے واقعی میں اس سیاہ ریت کے سمندر سے ریت کے دس ذرات اس طریقے سے نکلا سکتا ہوں جیسے میں نے پرانے طلسم کے ریت کے سمندر کے نیچے سے خزانے کے صندوق نکلائے تھے۔“ — عمرو نے بے اختیار خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

عمرو کی زندگی چونکہ جادوگروں، جادوگریوں اور ان کے طلسمات سے لڑنے کے واقعات سے بھری پڑی تھی۔ اس لئے اسے یاد آگیا تھا کہ ایسا ہی ایک صحرائی طلسم اس کی زندگی میں پہلے بھی آچکا تھا۔ اس صحرا میں ایک جادوگر نے اپنے خزانے کے دس بڑے بڑے صندوق ریت کے نیچے چھپا رکھے تھے جنہیں عمرو نے ڈھونڈ نکالا تھا۔ اور نہ صرف خزانے سے بھرے ہوئے

صندوق اس کے ہو گئے تھے بلکہ وہ اس جادوگر کو بھی ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عمرو کو یہ تو یاد نہیں تھا کہ اس طلسم کو فتح کئے اسے کتنا عرصہ بیت چکا ہے اور وہ کس جادوگر کا طلسم تھا مگر محافظ بونے کے یاد دلانے پر اسے یہ ضرور یاد آگیا تھا کہ اس نے ریت کے صحرا میں چھپے ہوئے خزانے کے ان صندوقوں کو کیسے نکالا تھا۔ چنانچہ عمرو نے اسی طریقے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس نے زمبیل سے دس ماش کے آٹے کے پتلے نکالے اور انہیں اپنا ہمشکل عمرو عیار بننے کا حکم دیا۔ پتلے فوراً عمرو کی شکل میں آ گئے۔

”میرے ہمشکل پتلو۔ جاؤ اس ریت کے سمندر میں گھس جاؤ۔ سیاہ ریت کے اس سمندر میں کہیں ریت کے دس سفید ذرات موجود ہیں۔ انہیں ڈھونڈ لاؤ۔ جاؤ۔ جلدی کرو۔“ — عمرو نے ہمشکل پتلوں سے مخاطب ہو کر کہا تو پتلے فوراً حرکت میں آئے اور وہ بجلی کی سی تیزی سے سیاہ ریت میں گھستے چلے گئے۔ پھر ریت میں جیسے طوفان سا آگیا۔ ہر طرف سے ریت اڑنے لگی۔

ہمشکل پتلے ریت کے نیچے بجلی کی سی تیزی سے ریت اچھالتے ہوئے ادھر ادھر بکھر گئے تھے۔ ادھر آسمان پر سرخ سورج آہستہ آہستہ باہر آتا جا رہا تھا اور اب اس کی سرخ روشنی پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ جس سے عمرو کو سیاہ ریت میں بھی سرخی آتی دکھائی دے رہی تھی۔

”جلدی۔ جلدی۔ ہمشکل پتلو۔ جلدی سے سفید ذرات تلاش کرو۔ ورنہ یہاں کی ساری ریت سرخ ہو جائے گی اور تمہارے ساتھ میں بھی جل کر راکھ ہو جاؤں گا۔“ عمرو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور سیاہ ریت اور زیادہ تیزی سے اچھل اچھل کر اڑنے لگی۔ یوں لگتا تھا جیسے ریت میں طوفان آگیا ہو۔ چاروں جانب ہوا میں ریت ہی ریت اڑ رہی تھی۔ پھر اچانک جھماکا ہوا اور عمرو کے سامنے ایک پتلا آگیا۔

”میں نے ریت کا ایک سفید ذرہ تلاش کر لیا ہے آقا۔“ اس نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمرو خوش ہو گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تو ہمشکل پتلے نے ریت کا ایک سفید ذرہ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ اسی لمحے



آٹھویں مرحلے میں جانے کے لئے عمرو میدان میں آیا تو اچانک تیز ہوا چلنے لگی۔ تیز ہوا میں زمین سے گرد و غبار اڑنا شروع ہو گیا۔ ہر طرف دھول ہی دھول دکھائی دے رہی تھی۔

”محافظ بونے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ گرد کا یہ طوفان۔ اب یہ کیا نئی مصیبت آرہی ہے۔“ عمرو نے آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھ کر گرد سے بچتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”مجھے زمبیل سے باہر بلائیں آقا۔ پھر میں آپ کو بتاتا ہوں۔“ محافظ بونے نے جواباً چیخ کر کہا۔

”جلدی باہر آؤ۔ جلدی۔“ عمرو نے کہا تو محافظ بونا فوراً زمبیل سے باہر آ گیا۔

وہاں دوسرا پتلا آ گیا۔

”میں نے بھی سفید ذرہ حاصل کر لیا ہے آقا۔“ اس نے کہا اور اس نے بھی ریت کا ایک سفید ذرہ عمرو کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر وقفے وقفے سے پتلے نمودار ہونے لگے اور عمرو کے ہاتھ پر سفید ریت کے ذرے رکھنے لگے۔ یہاں تک کہ دسواں پتلا بھی کامیاب ہو کر آ گیا اور ریت کا دسواں ذرہ بھی عمرو کو مل گیا۔ عمرو کے ہاتھ میں ریت کے دس سفید ذرے آتے ہی وہاں تاریکی پھیل گئی۔

”عمرو عیار کو ساتویں طلسم میں بھی کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔“ اچانک وہی کڑکدار آواز سنائی دی۔

آواز سنتے ہی عمرو کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”ہاں۔ اب بتاؤ۔“ عمرو نے کہا۔

”یہاں آندھیوں کا بادشاہ اندھورا آرہا ہے آقا۔“
محافظ بونے نے کہا اور عمرو چونک پڑا۔

”اندھورا۔“ عمرو نے کہا۔ اس کے لہجے میں
حیرت تھی۔

”ہاں آقا۔ اس کے ساتھ اس کے دس حواری ہیں۔
وہ یہاں تخت پر نمودار ہو گا اور اس کے حواری آپ کو
گرفتار کر لیں گے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”گرفتار۔ اوہ مگر کیوں۔“ عمرو نے پریشانی کے
عالم میں کہا۔

”تاکہ وہ آپ کو آٹھویں بڑے مرحلے میں جانے
سے روک سکیں۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔“ عمرو کے منہ سے نکلا۔

”آقا۔ ان کی کوشش ہو گی کہ دس خبردار کرنے والی
چیخوں کی آوازیں ختم ہونے تک وہ آپ کو یہیں روک
سکیں تاکہ آپ کو سو مرحلوں والے طلسمات میں بھیجا جا
سکے۔“ محافظ بونے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا مجھے ان سب کا خاتمہ کرنا پڑے گا۔“ عمرو

نے کہا۔

”وہ ہوائی مخلوق ہیں آقا۔ آپ انہیں ہلاک اور فنا
نہیں کر سکتے۔“ محافظ بونے نے کہا۔

”تب پھر ان سے بچنے کے لئے مجھے کیا کرنا ہو
گا۔“ عمرو نے پوچھا۔

”انہیں سامنے آنے دیں۔ پھر پتہ چلے گا۔“ محافظ
بونے نے کہا تو عمرو خاموش ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں
وہاں آندھی کا زور کم ہونا شروع ہو گیا۔ دھول ختم
ہونے لگی اور پھر عمرو کو وہاں ایک بہت بڑا تخت دکھائی
دیا۔ جس پر ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی خوفناک دیو بیٹھا
ہوا تھا۔ اس دیو کا جسم اور اس کا سارا لباس دھول
سے اٹا ہوا تھا۔ تخت کے ارد گرد سیاہ رنگ کے دس دیو
اور تھے۔ ان کے جسم بھی دھول مٹی سے اٹے ہوئے
تھے۔ ان سب دیوؤں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے
نیزے تھے۔

”پکڑ لو اسے۔“ تخت پر بیٹھے دیو نے گرجتے
ہوئے کہا تو اس کا حکم ملتے ہی سیاہ دیو فوراً حرکت
میں آئے اور انہوں نے فوراً عمرو کو اپنے گھیرے میں

لے لیا۔ انہوں نے نیزوں کی انیاں عمرو کے جسم سے لگا دی تھیں۔

”آگے بڑھو۔ اندھورا بادشاہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ ایک دیو نے عمرو کی کمر میں نیزہ چبھوتے ہوئے کہا تو عمرو منہ بناتا ہوا اندھورا بادشاہ کے سامنے آ گیا جو اسے بڑی بڑی اور خوفناک نظروں سے گھور رہا تھا۔

”تو تم ہو عمرو عیار۔“ اندھورا بادشاہ نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں۔ مجھے کیوں ہونے لگا اعتراض۔“ اندھورا بادشاہ نے غرا کر کہا۔

”مجھے کیوں روک رہے ہو۔ کیا چاہتے ہو تم مجھ سے۔“ عمرو نے کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ تم اس مرتبہ بڑے مرحلے میں جانے کے بجائے اس طلسمات میں جاؤ جہاں سو مراحل ہیں۔“ اندھورا بادشاہ نے کہا۔

”کیوں۔“ عمرو نے کہا۔

”یہ میرا حکم ہے۔ اندھورا بادشاہ کا۔“ اندھورا بادشاہ نے کہا۔

”اور اگر میں وہاں نہ جانا چاہوں تو۔“ عمرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تو تمہیں مجھے اور میرے حواریوں کو خوش کرنا پڑے گا۔“ اندھورا بادشاہ نے جواب دیا۔

”خوش۔ کیا مطلب۔ کیا مجھے تم سب کو گدگدیاں کر کے ہنسانا پڑے گا۔“ عمرو نے منہ ہنسا کر کہا۔

”نہیں۔ ہم ہنسنے والے دیو نہیں ہیں۔“ اندھورا بادشاہ نے کہا۔

”تو کیا تم رونے والے دیو ہو۔“ عمرو نے کہا۔ اسی لمحے اسے تیز چیخ سنائی دی۔ جو ظاہر ہے خبردار کرنے والی پہلی چیخ تھی۔

”خبردار کرنے والی پہلی چیخ سنی تم نے۔“ اندھورا بادشاہ نے کہا۔

”نہیں۔ میرے کان بند ہیں۔ تم اپنے مطلب کی بات کرو اندھورا بادشاہ۔ آٹھویں بڑے طلسم میں جانے

کے لئے مجھے کیا کرنا ہوگا۔“ — عمرو نے سر جھٹک کر کہا۔

”ٹھیک ہے تو سنو۔ اگر تم سو مرحلوں والے طلسم میں نہیں جانا چاہتے تو پھر تم مجھے دس لاکھ سونے کی سرخ مہروں والی اشرفیاں دو گے۔“ — اندھورا بادشاہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر عمرو اچھل پڑا۔

”دس لاکھ اشرفیاں۔“ — عمرو کے منہ سے ہکلاہٹ زدہ آواز نکلی۔

”آقا۔ اسے انکار مت کرنا۔ اگر آپ نے انکار کیا تو یہ اشرفیاں مانگنے کی تعداد دوگنی کر دے گا۔“ محافظ بونے کی آواز سنائی دی اور عمرو تلملا کر رہ گیا۔

”ہاں۔ دس لاکھ اشرفیاں مجھے اور ایک ایک لاکھ اشرفیاں میرے حواریوں کو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میرے حواری تمہیں اس وقت تک یہیں روکے رکھیں گے جب تک خبردار کرنے والی چینی دس بار سنائی نہیں دے جاتیں۔“ — اندھورا بادشاہ نے کہا اور اس بار عمرو کو سچ مچ اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”حوصلہ رکھیں آقا۔ یہ بہت کم میں آپ کی جان چھوڑ رہا ہے۔ اگر آپ نے اسے انکار کیا یا اس سے بحث کرنے کی کوشش کی تو یہ تعداد بڑھاتا جائے گا۔ اس لئے میرا مشورہ مانیں اور انہیں بیس لاکھ اشرفیاں فوراً دے دیں۔“ — محافظ بونے کی آواز سنائی دی اور عمرو غرا کر اسے ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر محافظ بونا غائب تھا۔

”بولو عمرو عیار۔ کیا تم مجھے اور میرے حواریوں کو اشرفیاں دینے کے لئے تیار ہو۔“ — اسے خاموش دیکھ کر اندھورا بادشاہ نے کہا۔ مگر عمرو نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جڑے بھینچتا ہوا انتہائی غضبناک نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ اندر ہی اندر غم کی شدت سے اس کا دل کٹا جا رہا تھا۔ پچھلے مرحلوں سے ملنے والے خزانے بھی اس کے پاس نہیں رہے تھے۔ اور ساتویں مرحلے میں بھی اسے اپنے خزانے سے ایک لاکھ اشرفیوں سے ہاتھ دھونا پڑے تھے۔ اور اب اسے ایک ساتھ بیس لاکھ اشرفیوں کا دھچکا لگنے والا تھا۔ عمرو جیسا کنجوس انسان جو دوسروں سے خزانے ٹھگنا جانتا تھا آج

خود لٹنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اسی لمحے دوسری بار چیخ کی آواز سنائی دی۔

”دو بار چیخ سنائی دے چکی ہے عمرو عیار۔ تیسری چیخ کے بعد میں تم سے دو گنی اشرفیاں وصول کروں گا۔ بیس لاکھ اشرفیاں تمہیں مجھے دینی پڑیں گی اور دو دو لاکھ اشرفیاں میرے حواریوں کو۔ اسی طرح ہر اگلی چیخ پر تمہیں اشرفیوں کی تعداد دو گنا کرنی پڑے گی۔“ اندھورا بادشاہ نے کہا اور عمرو کا رنگ اڑ گیا۔

”یہ ٹھیک کہہ رہا ہے آقا۔ اسے فوراً اشرفیاں دے دیں۔ اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ انہیں اشرفیاں دینے سے بہتر ہے سو مرحلوں والے طلسمات میں چلے جائیں تو ایسی غلطی نہ کرنا۔ ورنہ ان مرحلوں میں آپ کو زنبیل کے تمام خزانوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔“ محافظ بونے نے کہا۔ اس کی بات سن کر عمرو ہل کر رہ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ میں اشرفیاں دینے کے لئے تیار ہوں۔“ عمرو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اندھورا بادشاہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس کے

چہرے پر یکنخت مایوسی سی پھیل گئی تھی جیسے عمرو کے اس طرح سستے میں چھوٹنے کا اسے افسوس ہو رہا ہو۔

”کیا مطلب۔ کیا تم مجھے دس لاکھ اشرفیاں اور میرے حواریوں کو ایک ایک لاکھ اشرفیاں دے دو گے۔“ اندھورا بادشاہ نے کہا۔

”ہاں۔ میں تیار ہوں۔ میں تیار ہوں۔“ عمرو نے فوراً کہا اور پھر اسے نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں اشرفیاں دینی پڑیں۔ زنبیل سے اپنا خزانہ نکال کر انہیں دیتے ہوئے عمرو کا دل کٹا جا رہا تھا۔ مگر وہ کیا کر سکتا تھا۔ ملکہ حیرت جادو نے اسے جن انوکھے اور خفیہ طلسمات میں پھنسایا تھا وہاں عمرو کو ذہنی اور جسمانی نقصان کے ساتھ ساتھ اپنی دولت کا بھی نقصان برداشت کرنا پڑ رہا تھا اور اس کا غصہ ملکہ حیرت جادو کے لئے بڑھتا جا رہا تھا۔

جب اس نے اندھورا بادشاہ کو دس لاکھ اشرفیاں اور اس کے دس حواریوں کو ایک ایک لاکھ اشرفیاں دے دیں تو انہوں نے عمرو کو چھوڑ دیا۔ وہاں ایک بار پھر تیز آندھی چلی اور ہر طرف گرد و غبار چھا گیا۔ جب گرد و

غبار کا بادل تھا تو عمرو کی آنکھوں کے سامنے منظر بدلا ہوا تھا۔ یہ طلسم بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے عمرو کے لئے انوکھا تھا۔ یہ قید طلسم تھا۔

عمرو کو ایک بڑے کنویں میں قیدی بن کر آنا پڑا تھا۔ کنواں چاروں طرف سے مکمل طور پر بند تھا۔ اس کنویں میں گھپ اندھیرا تھا نہ اوپر سے اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ وہاں ہوا تو تھی مگر روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور اس تاریک کنویں سے عمرو کو نکلنا تھا۔ اگر وہ دس چیخوں کی آواز آنے تک اس بند کنویں سے نکل جاتا ہے تو اس کا آٹھواں طلسم بھی فنا ہو جائے گا اور اگر خبردار کرنے والی دس چیخیں سننے تک عمرو کنویں سے باہر نہیں نکلا تو عمرو کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کنویں میں قید رہنا پڑے گا۔ بیس لاکھ اشرفیاں گنوا کر عمرو کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا مگر اس نے خود کو سنبھال لیا کہ پہلے ان طلسمات سے نکل جائے پھر وہ اپنے خزانے لئے پر جی بھر کر ماتم کرے گا۔

کنویں کی تاریکی ختم کرنے کے لئے عمرو نے زمبیل سے شب چراغ موتی نکال لیا تھا جس کی تیز روشنی

سے کنواں روشن ہو گیا تھا۔

کنواں بڑی بڑی اور مضبوط اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور اوپر بھی کنویں کا منہ ایسی ہی اینٹوں سے بند کر دیا گیا تھا۔ وہاں ایک چھوٹا سا رخنہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جہاں سے عمرو نکلنے کا انتظام کر سکتا۔ اسے پریشان دیکھ کر محافظ بونے نے پھر زمبیل کے کنارے سے سر نکال لیا اور عمرو کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

”آقا۔ کیا آپ کو میری مدد کی ضرورت ہے۔“
محافظ بونے نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آجاؤ باہر۔ مجھے تو یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔“ — عمرو نے بے چارگی سے کہا اور محافظ بونا اچک کر زمبیل سے باہر آ گیا۔ زمبیل سے باہر آ کر وہ کنویں کی دیواروں کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ پھر وہ اوپر گیا اور پھر واپس نیچے آ گیا۔

”کیا ہوا۔“ — اسے واپس آتے دیکھ کر عمرو نے اس سے پوچھا۔

”یہ کنواں صدیوں پرانا ہے آقا اور زمین کی انتہائی گہرائی میں ہے۔ نہ اوپر سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے اور



نہ چاروں طرف دیواروں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ ہے۔“
محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر۔“ عمرو نے پریشانی سے کہا۔
”میں زنبیل میں جا رہا ہوں۔“ — محافظ بونے
نے کہا۔

”زنبیل میں۔ اوہ۔ مگر کیوں۔“ عمرو نے بوکھلا
کر کہا۔ وہ سمجھا کہ محافظ بونا بھی شاید اسے کچھ بتانے
سے قاصر ہو گیا ہے اسی لئے وہ واپس زنبیل میں جا
رہا تھا۔

”آپ گھبرائیں نہیں آقا۔ میں ابھی آجاؤں گا۔“
محافظ بونے نے کہا اور غائب ہو گیا۔ عمرو کی زنبیل
ایک لمحے کے لئے بھاری ہوئی اور پھر ہلکی ہو گئی۔

”گلتا ہے اس بار برا پھنسا ہوں۔“ محافظ بونا زنبیل
میں واپس چلا گیا ہے۔ گلتا ہے وہ بھی نہیں جان سکا
کہ میں اس قید سے باہر کیسے جا سکتا ہوں۔“ — عمرو
نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔ کچھ سوچ کر وہ
آگے بڑھا اور دیواروں پر زور زور سے ہاتھ مارنے
لگا۔ مگر دیواریں بے حد مضبوط اور ٹھوس تھیں۔ یہ صدیوں

حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اس سرخ نگینے والی انگوٹھی کی مدد سے آپ ہزاروں لاکھوں میلوں کا سفر ایک لمحے میں غائب ہو کر پورا کر لیتے ہیں آقا۔ مگر اس کی انگوٹھی کی مدد سے آپ غائب ہو کر اپنے محل واپس نہیں جا سکتے۔ کیونکہ آپ زاخار جادوگر کے بنائے ہوئے طلسمات میں ہیں۔ آپ اس کنویں سے نکل جائیں گے مگر رہیں گے طلسمات کے اندر ہی۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو تم یہ سرخ نگینے والی انگوٹھی لینے کے لئے زنبیل میں واپس گئے تھے۔“ عمرو نے کہا اور محافظ بونے نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمرو نے فوراً اس سے سرخ نگینے والی انگوٹھی لے لی۔

”تم نے یہ انگوٹھی مجھے لا کر دی ہے۔ اس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں محافظ بونے۔ اب میں واقعی اس قید خانے سے باہر جا سکتا ہوں۔“ — عمرو نے کہا۔ اس نے سرخ نگینے والی انگوٹھی دائیں ہاتھ کی ایک انگلی میں پہن لی۔

پرانا کنواں ہے۔ مگر صدیوں پرانا ہونے کے باوجود اس کی دیواریں اور دیواروں کی اینٹیں صحیح سلامت اور اچھی حالت میں تھیں جنہیں کم از کم توڑا نہیں جا سکتا تھا۔

”یہاں تو ہوا کی بھی کمی ہے۔ میں کب تک یہاں پڑا رہوں گا۔ اگر میں نے یہاں سے جلد نکلنے کا انتظام نہ کیا تو یہاں کچھ ہی دیر میں میرا دم گھٹ جائے گا۔ کیا کروں۔ کیا کروں۔“ — عمرو نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے محافظ بونا اچک کر اس کے سامنے آ گیا۔

”تم۔۔۔ اسے دیکھ کر عمرو نے چونک کر کہا کیونکہ اس بار محافظ بونے نے اس سے زنبیل سے باہر آنے کی اجازت بھی نہیں مانگی تھی۔

”ہاں آقا۔ یہ لیں۔“ — محافظ بونے نے کہا اور اس نے اپنا ننھا سا ہاتھ عمرو عیار کی طرف بڑھا دیا جس پر اس نے سرخ نگینے والی ایک سنہری انگوٹھی تھام رکھی تھی۔

”سرخ نگینے والی انگوٹھی۔ یہ تو میری انگوٹھی ہے۔ اسے زنبیل سے کیوں نکال لائے ہو۔“ — عمرو نے

”سرخ تنگینے والی انگٹھی۔ مجھے اس قید سے نکالو۔ فوراً۔“ عمرو نے سرخ تنگینے والی انگٹھی سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں اسے ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ وہ لڑکھڑایا۔ اس سے پہلے کہ وہ گر پڑتا اچانک اس کے پیروں کے نیچے ٹھوس زمین آگئی اور وہ گرتے گرتے سنبھل گیا۔

”مبارک ہو عمرو عیار۔ تم نے آخر کار آٹھواں طلسم بھی فنا کر دیا اور کنویں کی قید سے نکل آئے۔“ عمرو کو چمگادڑ بونے کی آواز سنائی دی اور عمرو نے اس کی آواز سن کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ پھر ایک خالی میدان میں تھا۔ ایک طرف چمگادڑ بونا ہوا میں معلق نظر آرہا تھا۔ سرخ تنگینے والی انگٹھی کی مدد سے عمرو کنویں کی قید سے نکل کر یہاں پہنچ گیا تھا۔

”تو تم کیا چاہتے تھے۔ میں اسی قید خانے میں پڑا رہتا اور وہیں ہلاک ہو کر گل سڑ جاتا۔“ عمرو نے منہ بنا کر کہا۔ چمگادڑ بونے کی بھیاں تک شکل دیکھ کر وہ

چڑ جاتا تھا۔

”نہیں۔ میں بھلا ایسا کیوں چاہوں گا۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تم اسی طرح طلسم فنا کرتے رہو۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے تو کہنا ہے۔ اس سے تمہارے آقا زاخار جادوگر کا فائدہ جو ہے۔“ عمرو نے تلخ لہجے میں کہا۔

”بالکل۔ اور اس بات سے آقا بھی بے حد خوش ہے۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”اچھا اب زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ نویں طلسم کے بارے میں بتاؤ۔“ عمرو نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ نویں طلسم میں تمہیں دس بھیڑیوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ بھیڑیے بے حد خطرناک اور خونخوار ہیں۔ تم انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کرو یا ایک ساتھ اس بار تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔“ چمگادڑ بونے نے کہا۔

”بس۔ اس کے علاوہ وہاں اور تو کچھ نہیں ہو گا۔“ عمرو نے کہا۔



”بھیڑیے خونخوار ہونے کے ساتھ ساتھ منہ سے آگ بھی اگلتے ہیں۔ تمہیں ان کے منہ سے نکلنے والی آگ سے بھی بچنا ہوگا۔“ چگاڈر بونے نے کہا۔

”اور کچھ۔“ عمرو نے سر جھٹک کر اور منہ بنا کر کہا۔

”اس کے علاوہ اس طلسم کی زمین پر ہر طرف زہریلے کانٹے پھیلے ہوئے ہیں۔ تمہیں ان کانٹوں سے بھی خود کو بچانا ہوگا۔ اگر کوئی ایک کانٹا تمہیں چبھ گیا تو تم اسی وقت ہلاک ہو جاؤ گے اور خونخوار بھیڑیے تمہاری لاش نوچ کھائیں گے۔ اس طلسم میں جانے سے پہلے اپنی حفاظت کا انتظام کر لینا۔ ورنہ تم موت سے نہیں بچ سکو گے۔“ چگاڈر بونے نے کہا۔

”اور کبھی کوئی بات رہ گئی ہو تو وہ بھی بتا دو۔“ عمرو نے منہ بناتے ہوئے اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں بس۔ اتنا ہی ہے۔ اور ہاں۔ اس بار جیسے ہی تم اس طلسم کو فنا کرو گے تمہارے سامنے نہ میں آؤں گا اور نہ ہی یہ کھوپڑیوں والے دائرے۔ دسواں طلسم آقا زاخار جادوگر کا ہے۔ وہ خود ہی تمہارے

سامنے آئیں گے۔ وہاں کیا ہو گا یہ مجھے بھی معلوم نہیں۔“ — چمگادڑ بونے نے کہا۔

”اور اس میدان سے نکلنے کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔“ — عمرو نے غرا کر کہا۔

”تم نے اس طلسم میں جانے کے لئے اندھورا بادشاہ اور اس کے حواریوں کو بیس لاکھ اشرفیاں دی تھیں۔ اور تم چونکہ آٹھ طلسم اپنی طاقت، ذہانت اور عیاری سے ختم کر چکے ہو۔ اس لئے اب اگلے دونوں طلسم تمہارے لئے معاف کر دیئے گئے ہیں۔ اب یہ تمہاری اپنی مرضی پر ہے کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ تمہارے سامنے دو گھوڑے آئیں گے۔ ایک سیاہ گھوڑا اور ایک سفید گھوڑا۔ سیاہ گھوڑا تمہیں سوطسمات کی طرف لے جائے گا اور سفید گھوڑا تمہیں نویں یعنی بھیڑیا طلسم میں۔“ چمگادڑ بونے نے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور عمرو کو یہ سن کر سکون ہو گیا کہ اب اسے اگلے طلسموں میں جانے کے لئے کسی مصیبت اور پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور نہ ہی اسے اپنی دولت ضائع کرنی پڑے گی۔ چمگادڑ بونا یہ بتا کر غائب ہو

گیا۔ جیسے ہی وہ غائب ہوا اچانک عمرو کے سامنے دو گھوڑے بھاگتے ہوئے آ گئے۔ ایک گھوڑا واقعی سفید رنگ کا تھا اور دوسرا انتہائی سیاہ۔

دونوں گھوڑوں پر باقاعدہ زینیں کسی ہوئی تھیں۔ عمرو نے آگے بڑھ کر سفید گھوڑے کی لگائیں تھام لیں اور رکاب میں پیر پھنسا کر اچھلا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ”ٹھیک ہے۔ جب میں اس قدر بڑے اور خوفناک طلسمات سے گزر کر آ سکتا ہوں تو تمہارے آقا شیطان زاخار جادوگر سے بھی مجھے پنپنا آتا ہے۔“ — عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مگر آقا۔ زاخار جادوگر بے حد خوفناک اور عیار جادوگر ہے۔“ — محافظ بونے کی آواز سنائی دی۔

”تم زنبیل میں کیا کر رہے ہو۔ فوراً باہر آؤ۔“ عمرو نے کہا اور زنبیل سے جھانکتا ہوا محافظ بونا فوراً زنبیل سے نکل کر باہر آ گیا۔

”حکم آقا۔“ — اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ”چمگادڑ بونے نے جو کہا ہے وہ تم نے سن ہی لیا تھا نا۔“ — عمرو نے کہا۔

نیلے رنگ کی نوکیلی پہاڑی چوٹی کی ایک چٹان پر ایک لمبا تڑنگا گنچے سر والا جادوگر دونوں ہاتھ جوڑے آنکھیں بند کئے ایک ٹانگ پر کھڑا تھا۔ اس کا جسم ایک ٹانگ پر خود بخود اس چوٹی پر گھوم رہا تھا۔ یہ زاخار جادوگر تھا۔ جو اس جادوئی پہاڑی کی چوٹی پر طویل ترین زندگی حاصل کرنے کے لئے شیطان کی پوجا کر رہا تھا۔

زاخار جادوگر نے سیاہ رنگ کا چمکدار لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے کاندھوں پر نیلے رنگ کا ایک چمکدار کپڑا اوڑھا ہوا تھا۔ جس کے کنارے سنہری جھالریں سی بنی ہوئی تھیں۔ اس نیلے کپڑے کی پچھلی طرف کھوپڑی اور

”ہاں آقا۔ میں نے سب سن لیا ہے۔“ — محافظ بونے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
 ”تو بتاؤ۔ خونخوار بھیڑیوں کے طلسم میں جانے اور ان سے بچنے کے لئے میں کیا انتظام کروں۔ بھیڑیے منہ سے آگ بھی اگلتے ہیں اور وہاں کی زمین زہریلے کانٹوں سے بھی بھری ہوئی ہے۔“ — عمرو نے کہا۔
 ”ضرور آقا۔ میں آپ کو حفاظتی طریقہ بتا دیتا ہوں۔

اس بار میں واپس زنبیل میں نہیں جاؤں گا۔ خونخوار بھیڑیوں کا طلسم ختم ہوتے ہی آپ دسویں مرحلے میں پہنچ جائیں گے جہاں انتہائی خوفناک زاخار جادوگر خود موجود ہے۔ وہ آپ کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے میرا زنبیل سے باہر رہنا بے حد ضروری ہے۔“ — محافظ بونا کہتا چلا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ان طلسمات اور زاخار جادوگر کی ہلاکت تک زنبیل سے باہر رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔“ — عمرو نے کہا اور پھر محافظ بونا اسے حفاظتی طریقوں کے بارے میں بتانے لگا۔ عمرو نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور گھوڑا بگٹٹ دوڑتا چلا گیا۔

دو ہڈیوں کا مخصوص جادوگروں والا نشان بھی بنا ہوا تھا جو سنہری ہی رنگ کا تھا۔

زاخار جادوگر کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس کے خفیہ طلسمات میں عمرو عیار نامی ایک انسان پہنچ چکا ہے۔ اس لئے وہ ہاتھ سے نکل کر ان طلسمات کے آخری مرحلے میں پہنچ گیا تھا اور اس چوٹی پر آکر وہ ایک ٹانگ پر کھڑا ہو گیا تھا اور آنکھیں بند کر کے اور ہاتھ جوڑ کر شیطان کی پوجا میں مصروف ہو گیا تھا۔ ہاتھ جوڑ کر شیطان کی ایک ذریت نے زاخار جادوگر کو یہ خوشخبری دے دی تھی کہ عمرو عیار انتہائی عیار اور ذہین انسان ہے وہ اس کے تمام طلسمات کو ختم کر دے گا اور اس کے پاس دسویں طلسم میں پہنچ جائے گا۔ اسے وہاں عمرو کے ساتھ کیا کرنا ہے اس کے لئے وہاں ایک اور شیطانی ذریت آئے گی اور وہ زاخار جادوگر کو ساری تفصیلات سے آگاہ کرے گی۔

عمرو جب بھی خفیہ طلسمات کا کوئی طلسم فتح کرتا تھا اس کی خبر زاخار جادوگر کو مل جاتی تھی۔ ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دیتی تھی۔ جو زاخار جادوگر کو عمرو عیار کی

کامیابی سے آگاہ کرتی تھی اور زاخار جادوگر عمرو کی کامیابیوں کا سن سن کر خوشی سے نہال ہوتا جا رہا تھا۔

زاخار جادوگر کا جسم خود بخود آہستہ آہستہ چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ اچانک اس کے سامنے ایک زوردار کڑا کا ہوا۔ اور وہاں آگ کا ایک بڑا سا شعلہ نمودار ہو گیا۔ آگ کے شعلے میں ایک سیاہ رنگ کا بھیانک اور انتہائی ڈراؤنا شیطانی چہرہ ابھر آیا۔

”زاخار جادوگر۔“ اس چہرے کے بڑے بڑے سیاہ ہونٹ ہلے اور ماحول ایک کڑکدار اور انتہائی ہیبت ناک آواز سے گونج اٹھا۔

”آنکھیں کھولو زاخار جادوگر۔ میں جادو چہرہ تمہارے سامنے آ گیا ہوں۔“ اس نے ایک بار پھر گرجتے ہوئے کہا۔ زاخار جادوگر کا گھومتا ہوا جسم اس چہرے کے سامنے آ کر رک گیا تھا۔ اس نے آواز سن کر آنکھیں کھول دیں اور پھر آگ کا شعلہ اور اس میں ہیبت ناک چہرہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

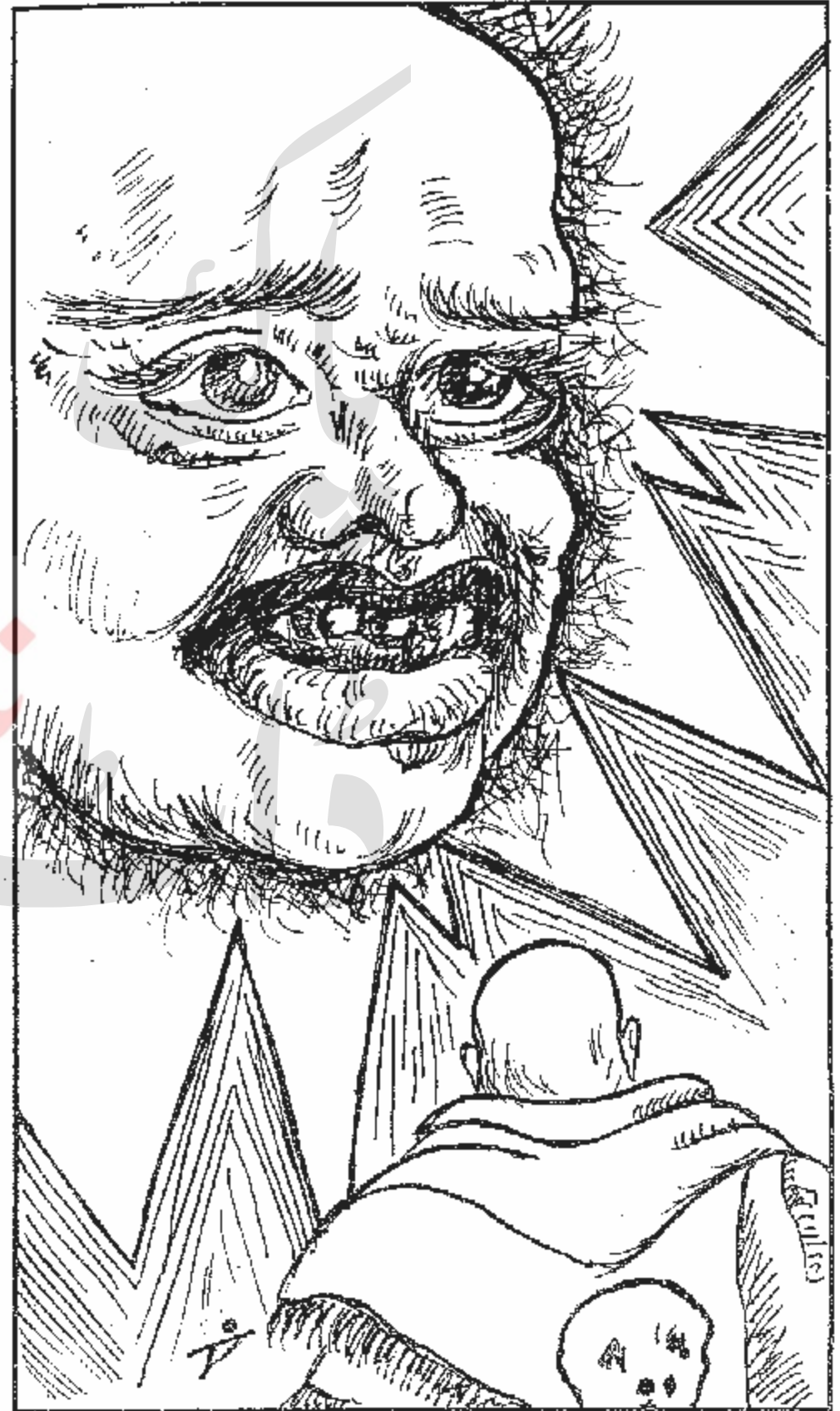
”اوہ۔ جادو چہرے۔ تم۔ تم آ گئے۔ تم نے تو کہا تھا

کہ عمرو عیار جب نویں طلسم میں داخل ہو گا تو پھر تم آؤ گے۔“ زاخار جادوگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہی کہا تھا میں نے۔ اور عمرو عیار نویں طلسم میں پہنچ گیا ہے زاخار جادوگر۔“ جادو چہرے نے کہا۔

”اوہ۔ بہت خوب۔ بہت خوب۔ یہ عمرو عیار تو میری توقعات سے بڑھ کر عیار اور عقلمند ثابت ہو رہا ہے۔ میں نے اس قدر سخت، خوفناک اور ناممکن طلسمات قائم کئے تھے جس کے بارے میں مجھے یہی لگتا تھا کہ ان طلسمات کو کوئی فنا نہیں کر سکے گا۔ اور میں اسی طرح پاتال میں پڑا ان طلسمات کے فنا ہونے کا انتظار ہی کرتا رہ جاؤں گا۔ مگر عمرو عیار نے ان طلسمات میں آکر اور انہیں مسلسل یکے بعد دیگرے فنا کرتے ہوئے مجھے بھی حیران کر دیا ہے۔“ زاخار جادوگر نے کہا۔

”وہ بے حد چالاک، خطرناک اور ذہین انسان ہے زاخار جادوگر۔ تم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ میں تمہیں اس کے بارے میں بتانے کے لئے



تو آیا ہوں۔“ جادو چہرے نے کہا۔

”اوہ۔ ضرور۔ کیوں نہیں۔ بتاؤ۔ کیا بتانا چاہتے ہو تم اس کے بارے میں۔“ زاخار جادوگر نے کہا اور جادو چہرہ اسے عمروعیار کے بارے میں اور اس کے کارناموں کے بارے میں بتانا شروع ہو گیا۔ عمروعیار کے بارے میں سب کچھ سن کر زاخار جادوگر کا چہرہ حیرت سے بگڑ کر رہ گیا تھا۔

”اوہ۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے اگر یہ سب سچ ہے تو عمروعیار واقعی بے حد خطرناک انسان ہے۔“ زاخار جادوگر نے کہا۔

”ہاں۔ وہ واقعی بے حد خطرناک ہے۔ اس لئے جب وہ یہاں آئے تو تم اسے کسی قسم کا کوئی موقع نہ دینا۔ اور اسے کسی طرح سے بے ہوش کر دینا۔ اگر وہ ہوش میں رہا تو وہ تمہیں فوراً ہلاک کر دے گا۔ ویسے بھی تم جس شیطان کی پوجا کر رہے ہو۔ اس نے تمہیں ابھی جادو کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ میں تمہیں ایک جادوئی گولہ دے جاؤں گا۔ عمرو جیسے ہی نویں طلسم کو فتح کر کے یہاں آئے تم جادوئی گولہ اسے مار دینا وہ فوراً

بے ہوش ہو جائے گا۔“ جادو چہرے نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ویسا ہی کروں گا جادو چہرے جیسا تم مجھ سے کہو گے۔“ زاخار جادوگر نے کہا۔

”جب عمروعیار بے ہوش ہو جائے تو تم اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر اندھی وادی میں لے جانا۔ اندھی وادی میں جا کر تم راجھم دیو کو آواز دینا۔ راجھم دیو گنجے سر والا ایک طاقتور اور خوفناک دیو ہے۔ وہ زرد اور بھورا دیو گرد اڑاتا ہوا آئے گا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بڑے شیطان کی پجارن بونی ہو گی۔ اس پجارن بونی کا نام شہزادی چما کی ہے۔

جب راجھم دیو شہزادی چما کی کو لے کر تمہارے سامنے آجائے تو تم اس سے پوچھ لینا کہ عمروعیار کی باقی کتنی زندگی ہے۔ شہزادی چما کی نہ صرف تمہیں عمرو کی زندگی کے باقی دنوں کے بارے میں بتا دے گی بلکہ وہ تمہیں یہ بھی بتا دے گی کہ عمروعیار کی زندگی کے دنوں کے بدلے میں تمہیں کتنے سالوں کی زندگی دی گئی ہے۔ پھر عمروعیار کو ہلاک کرنے کے لئے جیسا شہزادی چما کی کہے گی تمہیں اس کی ہدایات پر عمل کرنا



پڑے گا۔“ جادوئی چہرہ کہتا چلا گیا۔
 ”اوہ۔ کیا تمہیں امید ہے کہ عمرو کی باقی زندگی کے
 بدلے میں مجھے ہزاروں سال کی زندگی مل جائے
 گی۔“ زاخار جادوگر نے جادو چہرے کی طرف امید
 بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”اس کے بارے میں تمہیں شہزادی چما کی ہی بتائے
 گی۔“ جادو چہرے نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
 ”مجھے بتایا گیا ہے کہ عمرو عیار ایک بوڑھا انسان
 ہے۔ اگر اس بوڑھے کی زندگی کے صرف چند ہی دن
 باقی ہوئے تو۔“ زاخار جادوگر نے تشویش بھرے
 لہجے میں کہا۔

”جو بھی ہوگا تمہیں پتہ چل جائے گا۔ اب تم ہاتھ
 آگے بڑھاؤ تاکہ میں تمہیں عمرو عیار کو بے ہوش کرنے
 کے لئے جادوئی گولہ دے دوں۔“ جادوئی چہرے
 نے اسی انداز میں کہا اور زاخار جادوگر نے ہونٹ بھینچ
 کر اپنا ایک ہاتھ آگے کر دیا۔ جادوئی چہرے نے منہ
 چلایا اور پھر پورا منہ کھول کر زاخار جادوگر کے ہاتھ کی
 طرف پھونک مار دی۔ اس کے منہ سے سیاہ رنگ کا

موقع نہیں دوں گا کہ وہ مجھے نقصان پہنچا سکے۔ میں یہ سیاہ گولہ اس پر پھینک کر اسے فوراً بے ہوش کر دوں گا۔“ زاخار جادوگر نے کہا۔

”میں جا رہا ہوں۔“ جادوئی چہرے نے کہا اور زاخار جادوگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جادوئی چہرہ شعلے میں غائب ہوا اور پھر جلتا ہوا شعلہ یکنخت بجھ گیا اور وہاں ہلکا سا دھواں پیدا ہوا اور وہ بھی میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔ زاخار جادوگر شعلے کو غائب ہوتا دیکھ کر جادو سے فوراً غائب ہو کر پہاڑی سے نیچے آ گیا۔ ایک بڑی سی غار میں چھپ گیا اور عمروعیار کے وہاں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

ایک گولہ سا نکل کر زاخار جادوگر کی ہتھیلی پر آپڑا۔ ”کیا یہ گولہ مجھے عمرو کے جسم پر مارنا ہے۔“ زاخار جادوگر نے پوچھا۔

”ضروری نہیں۔ گولہ تم عمرو کے قریب پھینک دینا۔ یہ دھماکے کے ساتھ پھٹے گا اور عمرو کا سارا جسم سیاہ دھوئیں میں چھپ جائے گا اور پھر وہ فوراً بے ہوش ہو جائے گا۔“ جادوئی چہرے نے کہا اور زاخار جادوگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمروعیار کیا اس پہاڑی چوٹی پر آئے گا۔“ زاخار جادوگر نے پوچھا۔

”نہیں۔ نواں طلسم فنا کرتے ہی وہ اس پہاڑی کے پاس نمودار ہو گا۔ تم نیچے جا کر چھپ جاؤ۔ جیسے ہی عمروعیار نمودار ہو۔ بغیر وقت ضائع کئے یہ گولہ اس کی طرف پھینک دینا۔ میں تمہیں پھر بتا رہا ہوں۔ اگر عمروعیار بے ہوش نہ ہوا تو وہ تمہیں ہلاک کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گا۔“ جادوئی چہرے نے اسی طرح کڑکدار لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں عمروعیار کو ایسا کوئی

رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ڈھال ابراہیمی اور تلوار
حیدری تھی۔ محافظ بونے کے مشورے پر عمل کرتے
ہوئے اس نے زہر شکن گولی کھالی تھی۔ اب اگر کوئی
زہریلا کاٹا اسے چبھ بھی جاتا تو اس کا اثر اسے نہیں
ہو سکتا تھا۔ پھر بھی احتیاط کے طور پر اس نے پیروں
میں سنہری جوتیاں پہن لی تھیں جن سے کاٹا نکل کر
اس کے پیروں میں چبھ نہیں سکتا تھا۔ اس کے ساتھ
ساتھ عمرو نے منہ میں زبان کے نیچے چاندی کی ٹھنڈی
گولی بھی رکھ لی تھی تاکہ وہ بھیڑیوں کے منہ سے نکلنے
والی آگ سے محفوظ رہ سکے اور اس نے دائیں ہاتھ کی
انگلی میں جادو شکن انگوٹھی بھی پہن لی تھی۔ گھوڑا دوڑتا
ہوا دور پہاڑی علاقے میں آ گیا تھا اور ایک درے
سے گزر کر وہ عمرو کو یہاں لے آیا تھا۔ عمرو جیسے ہی
گھوڑے سے اترا گھوڑا پلٹ کر واپس بھاگ گیا اور
اس کے جاتے ہی دس خونخوار بھیڑیے عمرو کے سامنے
آ گئے۔

بھیڑیے عمرو کے دائیں بائیں اور سامنے کھڑے
تھے۔ ان کی سرخ سرخ زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ اور

دس بھیڑیے واقعی بے حد خطرناک اور خونخوار تھے۔
ان کے وجود جنگلی شیروں سے کسی بھی طرح کم نہ
تھے۔ ان کے بال سیاہ، لمبی تھوٹھنیاں اور بڑی بڑی
سرخ آنکھیں تھیں۔ ان بھیڑیوں کے دانت بے حد
لمبے اور نوکیلے تھے جو ان کے منہ سے باہر جھانک
رہے تھے۔ دانتوں کی طرح ان کے پنجے بھی بے حد
بڑے اور نوکیلے تھے۔ ان بھیڑیوں کے منہ سے آگ
کے شعلے نکل رہے تھے۔

زمین پر ہر طرف کیلوں کی طرح لمبے لمبے اور نوکیلے
کانٹے ابھرے ہوئے تھے۔ عمرو عیار ان کانٹوں کے
درمیان والی جگہ پر ٹانگیں پھیلانے ان بھیڑیوں کو دیکھ



ان کے حلقوں سے خوفناک غراہیں نکل رہی تھیں۔ پھر اچانک ایک بھیڑیے کے امنہ سے آگ کی دھار سی نکل کر عمروعیار کی طرف بڑھی۔ اسی لمحے دوسرے بھیڑیوں نے بھی عمروعیار پر آگ برسانا شروع کر دی۔ آگ کی لپٹیں عمرو سے ٹکرائیں مگر عمرو نے چونکہ زبان کے نیچے چاندی کی ٹھنڈی گول رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے اس پر آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ آگ اس کے کپڑوں کو بھی نہیں جلا سکی تھی۔ بھیڑیے چند لمحے اس پر آگ برساتے رہے مگر عمرو پر جب آگ کا اثر نہ ہوا تو ایک بھیڑیے نے حلق سے زور دار آواز نکالی اور یلکھت بھاگتا ہوا اچھلا اور انتہائی برق رفتاری سے عمروعیار کی طرف بڑھنے لگا۔ آگے آکر اس نے اچانک ایک لمبی چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا عمرو کی طرف آیا۔ عمرو نے فوراً ڈھال ابراہیمی اس کے سامنے کر دی۔ بھیڑیا زور سے ڈھال ابراہیمی سے ٹکرایا اور بری طرح سے چیخا ہوا نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر عمروعیار پر دوبارہ حملہ کرتا۔ عمرو نے لپک کر اس کے سر پر تلوار حیدری کا وار کر دیا۔ بھیڑیے کا سر کٹ کر

بھیڑیے اسے پنچے مارتے ہوئے شاید زمین پر موجود زہریلے کانٹوں پر گرانا چاہتے تھے مگر عمرو ان سے زیادہ ہوشیار تھا۔ وہ ڈھال اور تلوار کی مدد سے نہ صرف خود کو ان کے پنچوں اور دانتوں سے بچا رہا تھا بلکہ ان پر تلوار سے جواباً حملے بھی کر رہا تھا۔ اس کی تلوار جس بھیڑیے سے ٹکراتی وہ بھیڑیا فوراً مٹی کا ڈھیر بن جاتا۔ اب عمرو کے مقابلے میں سات بھیڑیے تھے جو اپنے تین ساتھیوں کے مرنے پر اور زیادہ خونخوار ہو گئے تھے۔ انہوں نے پوری قوت سے چھلانگیں لگا لگا کر عمرو پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ان کے حملے اس قدر تیز تھے کہ عمرو کو ان پر جواباً وار کرنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ وہ بس ڈھال ابراہیمی آگے پیچھے کرتا ہوا خود کو ان کے حملوں سے بچا رہا تھا۔

اچانک ایک بھیڑیے نے اس کے قریب آ کر اس کی ٹانگ دانتوں میں دبوچنا چاہی۔ عمرو فوراً اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے تلوار گھمائی اور کھچ کی آواز کے ساتھ بھیڑیے کی گردن کٹ کر دور جا گری۔ بھیڑیے کا سر اور دھڑ

دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ جیسے ہی بھیڑیے کا سر دو حصوں میں تقسیم ہوا اس کا جسم یکنخت مٹی کا ڈھیر بن کر ٹوٹا ہوا گرنا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر باقی بھیڑیوں نے سر اٹھائے اور ایک ساتھ نہایت بھیانک آوازوں میں چیخنا شروع کر دیا۔ پھر ایک اور بھیڑیا منہ سے آگ اگلتا ہوا عمرو کی طرف آیا۔ عمرو نے اسے تلوار مارتی چاہی مگر بھیڑیے نے اپنے جسم کو جھکولا دے کر اچھلتے ہوئے عمرو پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر عمرو بھی ہوشیار تھا۔ وہ فوراً ایک پیر پر گھوم گیا۔ اور بھیڑیا جیسے ہی اس کے قریب سے گزرنے لگا اس کی تلوار چلی اور بھیڑیا دو حصوں میں کٹ کر نیچے جا گرا اور نیچے گرتے ہی مٹی ہو گیا۔

اب تو جیسے باقی بھیڑیوں کا غصے سے برا حال ہو گیا۔ وہ عمرو عیار پر آگ برساتے ہوئے ایک ساتھ حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے اچھل اچھل کر عمرو پر حملے کرنا شروع کر دیئے۔ وہ عمرو عیار کو چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر عمرو تیزی سے ادھر ادھر اچھلتا ہوا خود کو ان کے حملوں سے بچا رہا تھا۔

زمین پر گرا اور مٹی میں تبدیل ہو گیا۔

دائیں طرف سے دو اور بھیڑیوں نے عمرو پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر عمرو پوری طرح سے ہوشیار تھا۔ جیسے ہی بھیڑیے اس کے نزدیک آئے عمرو تیزی سے ان کی طرف مڑ گیا۔ اس نے ٹانگ مار کر ایک بھیڑیے کو دور اچھال دیا اور دوسرے بھیڑیے کی ایک آنکھ میں تلوار گھسیڑ دی۔ بھیڑیے کے حلق سے خوفناک آواز نکلی اور وہ وہیں مٹی کا ڈھیر بن گیا۔

پانچ بھیڑیوں نے اپنے ساتھیوں کے فنا ہونے کی پرواہ نہ کی تھی اور وہ اسی طرح سے اچھل اچھل کر اور بری طرح سے چیختے ہوئے عمرو پر حملے کر رہے تھے۔ عمرو نے تلوار حیدری کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے دو اور بھیڑیوں کو مٹی کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ اب اس کے مقابلے پر صرف تین بھیڑیے تھے۔

اچانک تینوں بھیڑیے ایک ساتھ اچھلے اور اڑتے ہوئے عمرو کی طرف آئے۔ عمرو انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر فوراً نیچے جھک گیا۔ بھیڑیوں نے چونکہ اس پر اونچی چھلانگیں لگائی تھیں۔ اس لئے ان میں سے دو

بھیڑیے عمرو کے اوپر آپس میں ٹکرا گئے جبکہ ایک بھیڑیا جیسے ہی عمرو کے اوپر سے گزرا عمرو نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی۔ بھیڑیا مٹی میں تبدیل ہوا اور وہ مٹی عمرو کو اپنے جسم پر گرتی محسوس ہوئی۔ آپس میں ٹکرانے والے دونوں بھیڑیے عمرو کے قریب ہی گرے تھے۔ وہ یکنخت تڑپ کر اٹھے اور ایک بھیڑیا عمرو کی ٹانگ سے ٹکرایا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے نوکیلے دانت عمرو کی ٹانگ میں گاڑتا عمرو نے فوراً تلوار حیدری گھما کر اسے مار دی۔ بھیڑیا مٹی کا ڈھیر بنا ہی تھا کہ دوسرا بھیڑیا اس کے پہلو سے ٹکرا گیا۔ عمرو کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ وہ دائیں طرف جھک گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین پر موجود زہریلے کانٹوں پر گرے۔ اسی لمحے اس کے دائیں طرف محافظ بونا ظاہر ہوا اور اس نے دونوں ہاتھ عمرو کے دائیں کاندھے پر رکھ دیئے اور عمرو کو یوں محسوس ہوا جیسے محافظ بونے کے طاقتور ہاتھوں نے اسے گرنے سے روک لیا ہو۔ وہ تیزی سے سیدھا ہو گیا۔

”آقا بیٹھ جائیں۔“ اچانک محافظ بونے نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر عمرو

تیزی سے مڑا اور اسے بھیڑیا اپنے سر پر آتا محسوس ہوا۔ عمرو کا تلوار والا ہاتھ بے اختیار اوپر اٹھ گیا۔ اور پھر بس عمرو کو ہر طرف مٹی ہی مٹی گرتی نظر آئی تھی۔ دھکا لگتے ہی بھیڑیے نے پلٹ کر عمرو کے سر کی طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ اس کے پنجے پھیلے ہوئے تھے جیسے وہ نوکیلے پنجے عمرو کی گردن پر مارنا چاہتا ہو اور عمرو نے بے اختیار تلوار والا ہاتھ بلند کیا تھا جس سے بھیڑیا تلوار کی نوک سے آٹکرایا تھا اور اسے مٹی کا ڈھیر بننے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگی تھی۔

دس کے دس بھیڑیے ڈھیر ہو چکے تھے۔ ان خونخوار اور خوفناک بھیڑیوں کا مقابلہ کر کے عمرو بری طرح سے تھک گیا تھا اور زمین پر بیٹھ کر اس نے ہانپنا شروع کر دیا تھا۔ دسویں بھیڑیے کے مٹی کا ڈھیر بننے ہی زمین پر پھیلے ہوئے کیلوں کی طرح لمبے اور نوکیلے کانٹے بھی غائب ہو گئے تھے۔ اب میدان بالکل صاف تھا۔

”آقا۔ زنبیل میں چلیں۔ جلدی۔“ — محافظ بونے

نے عمرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”زنبیل میں۔ کیوں۔“ — عمرو نے چونک کر کہا۔

”بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے آپ زنبیل میں چلیں۔“
محافظ بونے نے کہا۔ اسی لمحے اس نے دونوں ہاتھ عمرو کی آنکھوں کے سامنے لہرا دیئے۔ عمرو کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا۔ دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ نہایت برق رفتاری سے کسی گہری اور اندھی کھائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔

حالت میں تھا۔

”کہاں ہے۔ کہاں ہے عمرو عیار۔“ زاخار جادوگر نے بے تابی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اچانک اس کے سامنے جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے اچانک اس کے کچھ فاصلے پر ایک دبلا پتلا اور کھجور جیسی شکل والا بوڑھا انسان نمودار ہو گیا۔ اس نے سرخ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی شلوار سفید تھی اور اس کے پیروں میں سنہری جوتیاں تھیں۔ سر پر زرد رنگ کی پگڑی بندھی ہوئی تھی اور اس کے بائیں کاندھے پر ایک بڑا سا بھورے رنگ کا تھیلا لٹک رہا تھا۔

نمودار ہونے والا انسان جو عمرو عیار تھا۔ حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ خود کو بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر حیران ہو رہا ہو۔

”یہ عمرو عیار ہے آقا۔ آپ کے خفیہ ملاقا تو طلسمات کا قانع۔“ کڑکدار آواز نے کہا اور زاخار جادوگر جو حیرت سے اس سوکھے سڑے بوڑھے کو دیکھ رہا تھا

ایک زور دار کڑا کا ہوا اور زاخار جادوگر کڑا کے کی آواز سن کر بری طرح سے اچھل پڑا۔
”آقا۔ عمرو عیار نے نواں طلسم بھی فنا کر دیا ہے۔ اس نے دس کے دس خونخوار بھیڑیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔“ ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ بہت خوب۔ تو اب عمرو عیار لازماً یہاں آئے گا۔“ زاخار جادوگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
”ہاں آقا۔ وہ آرہا ہے۔“ گرجتی ہوئی آواز نے کہا اور اس کی بات سن کر زاخار جادوگر فوراً غار سے باہر آ کر چٹان پر کھڑا ہو گیا۔ جادوئی چہرے کا دیا ہوا سیاہ دھویں کا گولہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ غیبی

بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوما اور اس کے ہاتھ سے جادوئی گولہ اڑتا ہوا عمروعیار کے عین پیروں کے پاس جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی گولہ زور دار دھماکے سے پھٹ گیا۔ دھماکے کی آواز سن کر عمرو اچھل پڑا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اچانک اس کا جسم سیاہ دھوئیں میں چھپ گیا۔ چند لمحوں تک دھواں اس کے ارد گرد چکراتا رہا پھر ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا اور زاخار جادوگر کو عمروعیار زمین پر بے حس و حرکت پڑا دکھائی دیا۔

”وہ مارا آخر میں نے اس خطرناک انسان کو بے ہوش کر دیا۔“ زاخار جادوگر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ سیاہ دھوئیں کے اثر سے یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ اب اسے کوئی ہوش میں نہیں لا سکتا۔“ کپڑکدار آواز نے کہا تو زاخار جادوگر چٹان پر سے غائب ہوا اور بے ہوش پڑے عمروعیار کے قریب جا کر نمودار ہو گیا۔ عمرو کی آنکھیں بند تھیں۔ اس کا سانس چل رہا تھا مگر اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی۔



”اوہ۔ یہ تو واقعی بے حد بوڑھا انسان ہے۔ اس کی زندگی کے باقی دن کتنے ہوں گے۔ اس کی زندگی کے دنوں کے بدلے میں مجھے جو سال ملیں گے وہ تو بے حد کم ہوں گے۔ بے حد کم۔“ زاخار جادوگر نے عمرو عیار کو دیکھتے ہوئے بڑے مایوس لہجے میں کہا۔ چند لمحے وہ عمرو عیار کو دیکھتا رہا اور پھر وہ جھکا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے عمرو کو اٹھا لیا۔

”کاش تم جوان ہوتے اور تمہاری زندگی طویل ہوتی تو تمہاری طویل زندگی کے بدلے مجھے زندہ رہنے کے کئی ہزار سال مل جاتے۔“ زاخار جادوگر نے عمرو کی طرف مایوس بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے وہ غائب ہوا اور پھر اس علاقے سے نکل کر ایک وادی میں آ گیا۔

اس وادی کی زمین سیاہ تھی۔ سامنے پہاڑیاں بھی سیاہ رنگت میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ زاخار جادوگر عمرو عیار کو اس طرح دونوں ہاتھوں میں اٹھائے چند قدم آگے بڑھا اور اس نے آنکھیں کھول کر سامنے پہاڑیوں کی طرف

دیکھنا شروع کر دیا۔

”راجھم دیو۔ میرے پاس آؤ۔ میں عمرو عیار کو لے آیا ہوں۔“ راجھم دیو۔ راجھم دیو۔“ زاخار جادوگر نے پہاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ آسمان پر زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی اور ہر طرف جیسے گرد و غبار سا پھیلتا چلا گیا۔ پھر اس گرد و غبار میں زرد رنگ کی روشنی نکلی۔ دوسرے لمحے اس زرد روشنی میں زاخار جادوگر کو ایک لمبا تڑنگا دیو اڑتا دکھائی دیا۔

دیو کا سر گنجا تھا۔ اس کے سر پر دو سینک تھے۔ اس کے کانوں میں سیاہ رنگ کی بالیاں تھیں۔ وہ پیر اوپر اٹھائے تیزی سے اڑتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ اس کے پیروں میں بڑے بڑے فولادی کڑے تھے۔ اس دیو کے کان کافی لمبے اور نوکیلے تھے۔ اس نے بھورے رنگ کا جاتگہ پہن رکھا تھا۔ دیو کے دائیں ہاتھ میں ایک ننھی سی بونی دکھائی دے رہی تھی۔ اس بونی نے گلابی لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے سنہری بال ہوا میں

اس کے لئے سرورق دیکھتے۔

اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے سر پر ایک خوبصورت تاج بھی تھا۔

دیو چند ہی لمحوں میں نیچے آگیا اور پھر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر اتر آیا۔ گلابی لباس والی ننھی بونی چھوٹی چھوٹی اور گول گول آنکھوں سے زاخار جادوگر کی جانب دیکھ رہی تھی۔

”زاخار جادوگر شہزادی چماکی کو سلام پیش کرتا ہے۔“ زاخار جادوگر نے اس ننھی بونی کی طرف دیکھ کر اس کے سامنے سر جھکاتے ہوئے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہم نے تمہارا سلام قبول کیا زاخار جادوگر۔“ ننھی بونی نے باریک مگر بے حد تیز آواز میں کہا۔

”میں عمروعیار کو لے آیا ہوں عظیم شہزادی۔ مجھے بتایا جائے اس انسان کی زندگی کے کتنے دن باقی ہیں اور اس کی زندگی کے دنوں کے بدلے میں میری زندگی کے کتنے ہزار سال بڑھیں گے۔“ زاخار جادوگر نے کہا۔ شہزادی چماکی غور سے عمرو کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”اسے زمین پر لٹا دو زاخار جادوگر اور اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ۔“ شہزادی چماکی نے کہا اور زاخار جادوگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے عمروعیار کو زمین پر لٹا دیا اور اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

”راجھم دیو۔“ شہزادی چماکی نے اپنے غلام دیو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حکم شہزادی صاحبہ۔“ راجھم دیو نے کڑکدار آواز میں کہا مگر اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”زاخار جادوگر کو شیطانی تلوار دی جائے۔“ شہزادی چماکی نے کہا۔

”جو حکم عظیم شہزادی۔“ راجھم دیو نے کہا۔ اس نے فضا میں ہاتھ مارا تو اچانک اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی تلوار آگئی۔ اس نے تلوار زاخار جادوگر کی طرف بڑھا دی۔ زاخار جادوگر نے اس سے تلوار لے لی۔

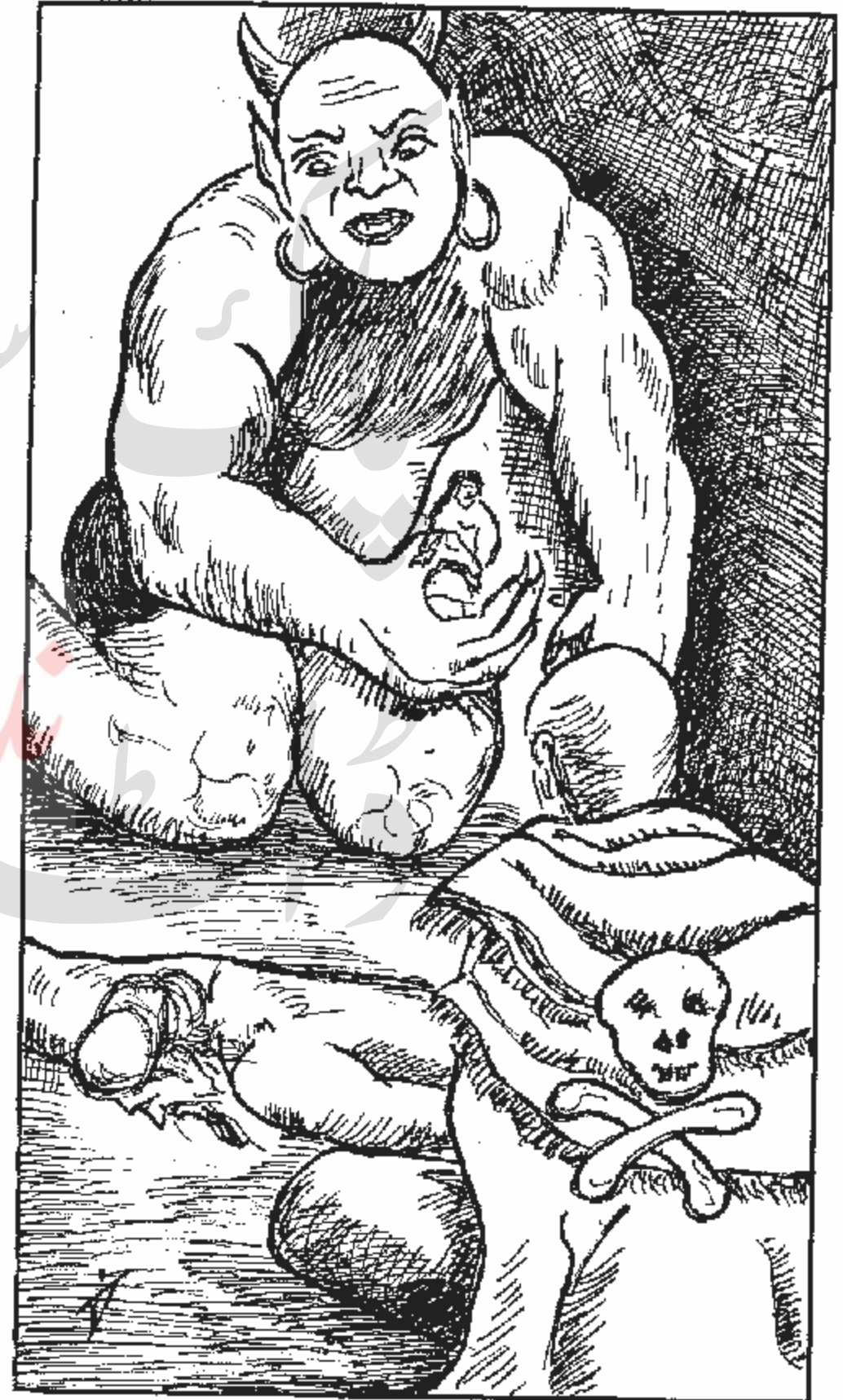
”زاخار جادوگر۔ یہ تلوار اس آدم زاد کی گردن پر چلا کر اسے ذبح کر دو۔“ شہزادی چماکی نے کہا۔

”ذبح۔ اوہ مگر۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ پہلے مجھے اس کی زندگی کے باقی دنوں کے بارے میں اور پھر میرے اضافی سالوں کے بارے میں بتائیں گی۔“
زاخار جادوگر نے چونک کر کہا۔

”میں جو کہہ رہی ہوں۔ اس پر عمل کرو۔ فوراً۔“
شہزادی چماکی نے کڑک کر کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مم۔ میں اسے ذبح کر دیتا ہوں۔“
زاخار جادوگر نے کہا۔ اس نے ایک ہاتھ عمرو کے سینے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے تلوار عمرو عیار کی گردن پر رکھ دی۔ دوسرے لمحے اس کی تلوار حرکت میں آئی اور عمرو کی گردن کٹتی چلی گئی۔

عمرو کی گردن کٹتی دیکھ کر نہ صرف راجہم دیو، شہزادی چماکی بلکہ خود زاخار جادوگر بھی بری طرح سے اچھل پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اچانک زائیں کی آواز کے ساتھ ایک طرف سے ایک تیر آیا اور شہزادی چماکی حلق کے بل چیختی ہوئی راجہم دیو کے ہاتھ سے اچھلی اور تیر میں پروئی ہوئی ہوا میں اٹھ گئی اور پھر وہی تیر راجہم دیو کے سینے میں اترتا چلا گیا۔



راجھم دیو کے حلق سے بھی زوردار چنگھاڑنے کی آواز نکلی اور وہ الٹ کر گر پڑا۔ چند لمحے وہ بری طرح سے ٹڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ شہزادی چما کی تو تیر لگتے ہی ہلاک ہو گئی تھی۔

زاخار جادوگر پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے راجھم دیو کے جسم میں آگ لگ گئی اور وہ اور شہزادی چما کی خشک لکڑی کی طرح جلنا شروع ہو گئے۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ۔“ زاخار جادوگر نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے سامنے ایک انسان نمودار ہو گیا۔ اس انسان پر نظر پڑتے ہی زاخار جادوگر اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کے پاؤں پر کسی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو۔

”قت۔ تم۔ عمروعیار۔ تہ۔ تم زندہ ہو۔“ زاخار جادوگر نے نمودار ہونے والے انسان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا جو واقعی عمروعیار تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کمان تھی۔

زاخار جادوگر کے سامنے اب دو عمروعیار تھے۔ ایک وہ عمرو جس کی اس نے شہزادی چما کی کہنے پر گردن کاٹی تھی اور دوسرا اس کے سامنے زندہ کھڑا بڑے طنزیہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

”ہاں۔ میں عمروعیار۔“ عمرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”مم۔ مگر تم دو کیسے ہو گئے۔ میں نے ابھی کچھ

”کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔ کیا ہو رہا ہے۔“
زاخار جادوگر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”جس عمروعیار کو تم نے ذبح کیا تھا۔ یہ میرا ہمشکل پتلا تھا زاخار جادوگر۔ اصل عمروعیار میں ہوں۔ میں غیبی حالت میں یہاں موجود تھا۔ تمہاری شیطان کی خالہ شہزادی چماکی کو شاید شک ہو گیا تھا کہ تمہارے ہاتھوں میں کوئی انسان نہیں ہے۔ اس لئے اس نے تمہیں اس کی گردن کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ جب ماش کے آٹے کے پتلے عمرو کی گردن کٹے گی تو اس کی گردن سے خون نہیں نکلے گا۔ ایسی صورت میں تم تینوں کی توجہ اس پر مرکوز رہے گی اور مجھے شہزادی چماکی اور اس کے غلام راجھم دیو پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ شہزادی چماکی اور راجھم دیو کو صرف ایک تیر سے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔ جو تیر شہزادی چماکی کو لگتا وہی تیر راجھم دیو کو لگتا تو دونوں نے ہلاک ہونا تھا۔ چنانچہ میں نے یہی کیا تھا۔ شہزادی چماکی کا نشانہ لے کر میں نے پوری قوت سے تیر چلایا تھا جو شہزادی چماکی کو اپنے ساتھ پروتا ہوا راجھم دیو کو بھی جا لگا اور

دیر قبل تو تمہاری گردن کاٹی تھی۔ اگر تم عمروعیار ہو تو پھر یہ کون ہے۔“ —زاخار جادوگر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کے ہاتھ سے شہزادی چماکی کی سیاہ تلوار غائب ہو گئی۔
”یہ بھی عمروعیار ہے۔“ —عمرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دو۔ دو عمروعیار۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اس عمروعیار کی جب میں نے گردن کاٹی تھی تو اس کی گردن سے خون کیوں نہیں نکلا تھا۔“ —زاخار جادوگر نے کہا۔ وہ راجھم دیو اور شہزادی چماکی عمرو کی گردن کٹنے کے باوجود اس کی گردن سے خون نہ نکلنے کی وجہ سے ہی اچھلے تھے۔

”اس سے پوچھ لو۔ یہ خود بتا دے گا۔ کیوں عمروعیار۔“ —عمرو نے کہا۔ اسی لمحے زمین پر پڑے عمرو کی گردن خود بخود جڑ گئی اور وہ یکنخت مسکراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی گردن جڑتے اور اسے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھ کر زاخار جادوگر کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

دونوں فوراً ہلاک ہو گئے۔“ — عمرو نے کہا۔

”اوہ۔ مگر تم نے ایسا کیوں کیا اور تم نے اپنا یہ طلسمی پتلا یہاں کیوں بھیجا تھا اور تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔“ — زاخار جادوگر نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔

”میں یہ سب تمہیں بتانے کا پابند نہیں ہوں۔ میں نے جو کرنا تھا کر لیا۔ اب تم اپنی خیر مناد۔ ایک تو تم مجھے بے ہوش نہیں کر سکے تھے۔ دوسرا میں نے تمہارے شیطان مردود کی چہیتی پجاریں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اب تم مجھے ہلاک کر کے میری زندگی حاصل نہیں کر سکو گے۔ تمہیں اب میرے ہاتھوں مرنا پڑے گا۔ تیار ہو جاؤ مرنے کے لئے۔“ — عمرو نے مقدس کمان زمبیل میں ڈال کر اس کی جگہ تلوار حیدری نکالتے ہوئے کہا۔

”تبت۔ تم نے میرا سارا منصوبہ تباہ کر دیا۔ تمہاری وجہ سے میں ہزاروں سالوں کی زندگی حاصل کرنے سے محروم ہو گیا ہوں۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا عمرو عیار۔ تمہیں میرے ہاتھوں ہلاک ہونا ہوگا۔ میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔“ — زاخار جادوگر نے غصے میں

آتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً ایک منتر پڑھ کر عمرو کی طرف جھٹکا مگر کچھ نہ ہوا۔ اس نے پھر منتر پڑھا اور عمرو کی طرف زور زور سے ہاتھ جھٹکنے لگا۔ مگر اس کا کوئی جادو نہیں چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

”یہ۔ یہ کیا۔ میرا جادو کیوں نہیں کام کر رہا۔“ اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہزاروں سالوں کی زندگی حاصل کرنے کے لئے تم جس شیطان کی پوجا کر رہے تھے اس نے تمہاری تمام جادوئی صلاحیتیں معطل کر رکھی ہیں زاخار جادوگر۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تم کوئی جادو نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی کہیں جا سکتے ہو۔“ — عمرو نے تلوار لے کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ مم۔ میں۔ میں غائب ہو سکتا ہوں۔“ — زاخار جادوگر نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے غائب ہونے کے لئے منتر پڑھا مگر وہ غائب نہ ہوا۔ وہ غائب ہونے کے لئے بار بار منتر پڑھنے لگا مگر



واقعی اس کے جادو بے اثر ہو گئے تھے۔ اب تو زاخار جادوگر کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ عمرو اس کے سر پر آگیا تھا۔ اسے قریب دیکھ کر زاخار جادوگر نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے عمرو کی تلوار چمکی اور ایک ہی وار سے زاخار جادوگر کی گردن اس کے دھڑ سے الگ ہو کر دور جاگری۔ اس کا دھڑ خون کے فوارے اگلتا ہوا گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔

نویں طلسم میں محافظ ہونا عمرو کو ذمیل میں لے گیا تھا۔ اس نے عمرو کی جگہ فوراً ہی ماش کا بنا ہوا پتلا باہر نکال دیا تھا۔ جو اس طلسم سے غائب ہو کر زاخار جادوگر کے سامنے آگیا تھا اور زاخار جادوگر نے اسے سیاہ دھویں کا گولہ مار کر بے ہوش کر دیا تھا اور پھر جب زاخار جادوگر نقلی عمرو کو لے کر وہاں سے غائب ہوا تو محافظ ہونا عمرو کو ذمیل سے باہر لے آیا۔ اس نے عمرو کو ساری تفصیل بتا دی اور پھر وہ عمرو کو لے کر اندھی وادی میں آگیا۔ جہاں چماکی کے کہنے پر زاخار جادوگر نے نقلی عمرو کو ذبح کیا تھا۔

خود کو ذبح ہوتے دیکھ کر عمرو کو زاخار جادوگر ،
شہزادی چماکی اور راجھم دیو پر بے حد غصہ آیا تھا۔
محافظ بونے نے عمرو کو بتایا تھا کہ شہزادی چماکی شیطان
کی پجارن ہے اور وہی عمرو کو ہلاک کر کے اس کی
زندگی کے باقی دن زاخار جادوگر کو دینے آئے گی۔ اس
لئے زاخار جادوگر کے ساتھ اس کا ہلاک ہونا بھی بے حد
ضروری ہے۔ راجھم دیو، شہزادی چماکی کا غلام تھا۔
شہزادی چماکی کو اس طرح ہلاک کیا جانا ضروری تھا کہ
وہ ایک تیر میں پروٹی جاتی اور وہی تیر راجھم دیو کو جا
لگتا۔ چنانچہ عمرو نے یہی کیا تھا۔ اس نے فوراً زنبیل
سے مقدس تیر اور کمان نکال لئے۔ اور مقدس تیر ٹھیک
نشانے پر بیٹھا تھا۔

عمرو نے تیر چلایا تو تیر پہلے راجھم دیو کے ہاتھ
میں موجود شہزادی چماکی کو جا لگا اور اسے اپنے ساتھ
پروتا ہوا راجھم دیو کو جا لگا۔ جس سے وہ دونوں فوراً
ہلاک ہو گئے تھے۔ اب وہ دونوں جل کر بھسم ہو گئے
تھے۔ محافظ بونے نے عمرو کو یہ بھی بتایا تھا کہ اب
زاخار جادوگر اس پر کسی قسم کا کوئی جادو نہیں کر سکے گا۔

نئی زندگی حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے تمام
جادو امانتاً شیطان کے پاس جمع کرا دیئے تھے۔ اس
طرح عمرو کے لئے زاخار جادوگر کو ہلاک کرنا آسان ہو
جائے گا اور وہی ہوا تھا۔ زاخار جادوگر واقعی عمرو پر کوئی
جادو نہیں کر سکا تھا۔ جس کے نتیجے میں عمرو نے اس کا
سر کاٹ دیا تھا۔

زاخار جادوگر کے ہلاک ہوتے ہی ہر طرف اندھیرا
چھا گیا اور پھر وہاں بدرحوں کے زور زور سے رونے ،
بین کرنے اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
”افسوس۔ مارا مجھے عمرو عیار نے دھوکے سے۔ میرا
نام زاخار جادوگر تھا۔“ اچانک زاخار جادوگر کی روتی
ہوئی آواز سنائی دی اور پھر لکھت ہر طرف خاموشی چھا
گئی۔ چند ہی لمحوں میں اندھیرا ختم ہو گیا اور عمرو نے
زاخار جادوگر، راجھم دیو اور شیطان کی پجارن شہزادی
چماکی کی وہاں جلی ہوئی لاشیں دیکھیں۔

”چلو خدا خدا کر کے یہ قصہ تو ختم ہوا۔ خوفناک اور
بھیانک طلسمات میں پھنس کر تو میری جان ہلاک ہو گئی
تھی۔“ ان تینوں کی لاشیں دیکھ کر عمرو نے سکون

کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ اس بار آپ واقعی بہت برے اور خطرناک حالات میں پھنس گئے تھے۔ مجبوراً مجھے بار بار آپ کی مدد کے لئے خود ہی آنا پڑ رہا تھا۔ ورنہ آپ کو شدید نقصان پہنچ سکتا تھا۔“ — محافظ بونے نے عمرو کے سامنے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

”نقصان۔ اس سے بڑا میرا اور نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود میرے ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا ہے۔ بلکہ ان طلسمات میں بلاوجہ مجھے اپنی لاکھوں سونے کی سرخ مہروں والی اشرفیوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔“ — عمرو نے کہا۔

”ایسا کرنا بے حد ضروری تھا آقا۔ آپ نے دس بڑے اور خوفناک طلسمات فنا کئے ہیں۔ سوچیں اگر آپ کو ایک طلسم میں سو طلسمات کا سامنا کرنا پڑ جاتا تو کیا ہوتا۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”بہر حال جو ہوا ہے۔ اچھا نہیں ہوا۔ میرا نقصان ملکہ حیرت جادو کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور اس کا بدلہ تو میں اس سے لے کر ہی رہوں گا۔“ — عمرو نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے غصے سے کہا۔

”تو کیا آپ اب طلسم ہوشربا جانا چاہتے ہیں۔“
محافظ بونے نے کہا۔

”ابھی نہیں۔ مگر میں وہاں جاؤں گا ضرور۔ ملکہ حیرت جادو سے بدلہ لینے کا میرا فیصلہ اٹل ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے جو مصیبتیں اٹھانی پڑی ہیں۔ وہ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ جب تک میں اس سے ایک ایک مصیبت کا بدلہ نہیں لے لوں گا اور میں اس سے اپنی گنوائی ہوئی دولت وصول نہ کر لوں گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔“ — عمرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جیسے آپ کی مرضی آقا۔ میں ہر دم آپ کے ساتھ ہوں۔ اب مجھے بتائیں۔ ان خفیہ طلسمات سے نکال کر میں آپ کو کہاں لے جاؤں۔“ — محافظ بونے نے کہا۔

”مجھے واپس سردار امیر حمزہ کے لشکر میں پہنچا دو۔ میں تھک گیا ہوں۔ خیمے میں جا کر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں واپس اپنی بیوی کے پاس گیا تو وہ پھر چھڑی لے کر میرے سر پر سوار ہو جائے گی۔ اور میں اس

سے اور مار کھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔“ — عمرو
 نے کہا اور محافظ ہونا مسکرا دیا اور پھر وہ عمرو کو لے کر
 خفیہ طلسمات سے غائب ہو گیا۔

ختم شد